

البرکات

حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

مکتبہ فکر رضا کھیوڑہ

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	_____	الدیوبند دیت
افادات	_____	حافظ ملت علامہ شاہ عبدالغنی محدث مراد آبادی
ترتیب	_____	مولانا محبوب احمد اشرفی
ضخامت	_____	260 صفحات
اشاعت	_____	جون 2001ء
تعداد	_____	گیارہ سو
ناشر	_____	احمد حبیب ملک

ملنے کا پتہ

مکتبہ فک و رضا
نورانی محلہ کھیوڑہ ضلع جہلم

فہرست

نمبر شمار	صفحہ
۱	مقدمہ
۲	نقل چیلنج
۳	نقل جواب چیلنج از حضرت محدث قبلہ صاحب
۴	باب اول
۵	دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب ربی غلاتی ہیں
۶	گنگوہی صاحب کی سیمائی جیسی علیہ السلام سے بڑھ کر ہے
۷	گنگوہی صاحب کے جلیل سودیوسف ثانی ہیں
۸	گنگوہی صاحب بانی اسلام کائناتی ہیں
۹	دیوبندی کہتے ہیں پہنچ کر ہی گنگوہی جانے کا راستہ پوچھتے ہیں
۱۰	دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب قبلہ حاجات ہیں
۱۱	گنگوہی صاحب سائے جہان کے مخدوم ہیں
۱۲	دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب کی غلامی تفسر مسلمان ہے
۱۳	دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب صدیق و خاتون ہیں
۱۴	دیوبندی حضرات اپنے علما کو رحمۃ اللعالمین میں شریک بتاتے ہیں
۱۵	دیوبندی حضرات کے نزدیک شہید ان کا کامر شہید جلالیادہن کرنا چاہیے
۱۶	دیوبندی حضرات کے نزدیک گنگوہی صاحب کا مرتبہ مشہر کرنا ضروری ہے
۱۷	دیوبندی حضرات کے نزدیک محرم میں سہیل و غیرہ لگانا حرام ہے

۱۸	دیوبندیوں کے نزدیک ہولی دیوالی کا کھانا جائز ہے
۱۹	دیوبندی حضرات کے نزدیک صحابہ کو کافر کہنے والا ہلکے سے مانع ہے
۲۰	دیوبندی حضرات کے نزدیک حاکم کی توہین کرنا لاکافر ہے
۲۱	دیوبندی حضرات کے نزدیک مولود شریف کی صورت میں جائز نہیں
۲۲	مسکولہ عیب میں فریقین کا موقف
۲۳	دیوبندیوں کے نزدیک گھروں میں پرنیو الا کو اطلاق ہے
۲۴	اسلامی دینی کوسے کی حرمت پر قرآن وحدیث سے دلائل
۲۵	دیوبندیوں کے نزدیک تقویۃ الایمان کا رکھنا اور پڑھنا میں اسلام
۲۶	مفتویٰ صاحب کے نزدیک دہائی کا مطلب نیند اور متبع سنت تھا
۲۷	دیوبندیوں اور نجدیوں کے عقائد میں پوری مطابقت ہے
۲۸	دیوبندیوں کے نزدیک حضور کی جانب متوجہ ہونا کتنا بڑا ہے
۲۹	دیوبندیوں کے نزدیک حضور کا علم غیبی چون ہانگوں اور بازوؤں میں ہے
۳۰	دیوبندیوں کے نزدیک ایسی اعمال میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں
۳۱	دیوبندیوں کے نزدیک شیطان کا علم حضور سے زیادہ ہے
۳۲	باب دوم (دیوبندی مذہب کا آئینہ)
۳۳	دیوبندیوں کے نزدیک اللہ کی شان
۳۴	دیوبندیوں کے نزدیک رسول کی شان
۳۵	دیوبندی و حرم میں رسول کی شان
۳۶	دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید کی شان
۳۷	دیوبندی شیطنت
۳۸	کفر کا نام اور کفر نفی کا فرق
۳۹	مولوی اسماعیل دہلوی کی ٹیکیز سے سکوت کی وجوہات

۴۰	دیوبندی رہبر کی جہالت
۴۱	مولوی اسماعیل دہلوی کی ٹیکیز سے سکوت کی دوسری وجہ
۴۲	دیوبندیوں کا ایک دھوکہ
۴۳	دیوبندیوں کی ایک دھاندلی
۴۴	دیوبندی رہبر کی پانچویں فریب کاری
۴۵	دیوبندی رہبر کی چھٹی جہالت
۴۶	دیوبندی حضور کو اپنا مقتدی بتاتے ہیں
۴۷	گنگوہی صاحب کے اختیارات دیوبندیوں کی نظر میں
۴۸	حشر میں دیوبندی کیا کہتے پھریں گے
۴۹	تھانوی صاحب کے پیر دھوکہ چنیا آخرت کی نجات بتاتے ہیں
۵۰	اولیائے کاملین سے دیوبندیوں کی عداوت
۵۱	گنگوہی اور نانوتوی صاحبان کے تعلقات اور کردار کی ایک
	جھلک



الحمد لله الذي هدانا إلى الصراط المستقيم وأقامنا على الدين المتين القيم. والحمد لله
بمذهب أهل السنة والجماعة ووفق لنا بإبطال المذاهب الفاسدة الباطلة. خصوصاً الفرقة
الطاهية الديابنة التي فيها الكفرة المردة الشياطينة. هم الذين ظواهرهم كالسومنين
المخلصين ولبواطنهم مع الكافرين المرتدين خذلهم الله تعالى ولعنهم إلى يوم الدين
والصلوة والسلام على حبيب سيد المرسلين رحمة للعالمين وعلى آله الطيبين
الطاهرين وأصحابه المكرمين المعظمين وعلى أوليائهم الصالحين الواصلين.

مقدمہ

سید انبیاء محبوب کبریا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل کفر و
شرک کی کالی کالی گٹائیں چائی ہوئی تھیں، دنیا ایک ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی، رشد و ہدایت
کے نشانات ایسے مٹ گئے تھے کہ حق و باطل کا امتیاز جاتا رہا تھا، خداوند قدوس نے
مخلوق پر رحم فرمایا، فضل ربانی عالم کی طرف متوجہ ہوا کہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو
مبعوث فرمایا، رسالت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آفتاب طلوع ہوا تھا کہ وہ ساری
ظلمتیں دور اور تمام تاریکیاں کافور ہو گئیں، عالم انوار ہدایت سے معمور ہوا، قد حباہ
کم من اللہ نور و کتاب مبین کا وہ ظہور ہوا کہ کفار و مشرکین کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں
خوش نصیب اس نور سے فیضیاب ہوئے اور نہایت مضبوطی و اخلاص کے ساتھ وہیں
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لیا، بد نصیب قسمت کے مارے اپنی آنکھیں بند کیے
محروم ہی رہے بلکہ بمصدقی یریدون یتطعنوا نورا اللہ یا فواہم اپنی چوٹوں سے

نور خدا کو بھانے کی ناکام کوشش کرتے رہے مگر اللہ جلیل قہرہ و لو کبرہ المکابرون
اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کامل فرمائے گا اگرچہ کافروں کو برا لگے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پختہ زن، پیونکوں سے یہ چراغ بجایا نہ جائیگا
ان بد نصیبوں رسول کے دشمنوں کے دو گردہ ہو گئے ایک نے تویہ شرارت کی کہ کلم
کھلا اپنی دشمنی و عداوت کا اعلان کر دیا، رسالت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف انکار
کر دیا یہ گردہ کفار کے نام سے مشہور ہوا، دوسرے نے یہ خیانت کی عداوت مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دلوں میں پروش کر کے ہوتے زبانوں سے آپ کا کلم پڑھنا
شروع کر دیا یہ گردہ منافقین کہلایا منافق بڑے شد و مد کے ساتھ قہیں کھا کر توحید
و رسالت کی شہادت دیتے نمازیں پڑھتے جہاد میں شریک ہوتے تھے مگر چونکہ ایمان
کے لیے صرف ظاہری کاروائی ہرگز مفید نہیں ہو سکتی لہذا قرآن مجید نے صاف فرما دیا
و ما ہم بمؤمنین، یہ ہرگز مومن نہیں ان کی یہ ساری کاروائی و حوک وہی فریب کاری
ہے، یخبر عن اللہ و الذین آمنوا اللہ اور ایمان والوں کو فریب دینا چاہتے ہیں،
اگرچہ کفار و منافقین دونوں اسلام کے دشمن، اس کی بچ گئی کئی کئی کوشاں رہے
اور میں مگر اسلام کو منافقین سے زیادہ نقصان پہنچا یہ مسلم نما کافر مسلمانوں میں مل کر
ہمیشہ اسلام و مسلمانوں کے درپے آزار اور اس کے لیے موقع کے جویاں رہے
خود عہد نبوی میں اذیت مصطفیٰ و آزار مسلم ان کا نصب العین تھا ہر وقت مسلمانوں
میں فتنہ و فساد کیلئے کوشاں رہتے تھے، مسجد ضرار منافقین ہی نے بنائی تھی جس کو حضور
نے گردا گرد اس کی جگہ کوڑا گھر قائم کر دیا اور بنانے والوں کو سزا دی وہ غیبت
منافق ہی تھا جو حضور کے فیصد کی اپیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا تھا اور
شمشیر فاروقی سے جہنم میں پہنچا، عہد صدیقی میں ذرا موقع دیکھا تو زکوٰۃ کا صاف انکار
کر کے بغاوت اختیار کی وہ شمشیر صدیقی ہی تھی جس نے منافقین کی گردنیں جھکوائیں
ورنہ یہ فتنہ اسلام کے لیے تمام فتنوں سے زیادہ خطرناک تھا، مولیٰ علی رضی اللہ

عند کے عہد مبارک میں منافقین کا یہ فتنہ خارجیوں کی صورت میں رونما ہوا۔ اس سے بھی اسلام کو سخت نقصان پہنچا۔ ذوالفقار حیدری نے ہزاروں خارجیوں کو فی السب رک کے اسلام کی حمایت و حفاظت فرمائی۔

خلفاء راشدین کے بعد اہل باطل کا یہ گروہ مختلف فرقوں میں تقسیم ہوتا گیا یہاں تک کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق ان گمراہوں کے بہت سے فرقے ہو گئے ان میں جو ضروریات دین کے منکر ہوئے یا جنہوں نے شان رسالت میں گستاخیاں کیں وہ قطعاً کافر و مرتد ہیں ورنہ بدین بدعتی گمراہ ہیں۔ جماعت اہل حق جو صحیح طور سے تعلیم محمدی پر قائم ہے اور انشاء اللہ تقاضے تاقیامت رہے گی وہ جماعت ہے جو صحابہ و تابعین و تبع تابعین و آئمہ مجتہدین کی پیروی ہے۔ وہی سواد اعظم اہل سنت و جماعت ہے۔ اس جماعت حق سے یہ گمراہ فرقے ابھرتے ہی رہے مگر بفضلہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کے مقابلہ میں ہمیشہ ذلت و شکست کھاتے رہے انہیں گمراہ فرقوں میں سے ایک فرقہ وہابی ہے اس کا موجد ابن عبد الوہاب نجدی ہے۔ اسی لئے اس فرقہ کو وہابی کہتے ہیں۔ یہ وہ فتنہ ہے جس کی خبر اس سے بارہ سو برس پہلے مہر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین اور شام کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ نجد کے لوگ بھی حاضر تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نجد کے لئے بھی دعا فرمائیں حضور نے پھر مین اور شام کیلئے دعا فرمائی۔ پھر انہوں نے دعا کی درخواست کی حضور نے پھر مین اور شام کیلئے

دعا فرمائی اور نجد کے لئے دعا کی بلکہ قیسری مرتبہ کی درخواست پر فرمایا۔

ہناك الزلازل والفتن وبعث الطبع | یعنی نجد سے زلزلے اور فتنے پیدا ہوں
قرن الشیطن۔ بخاری شریف مصری جلد ۱ | گئے اور وہاں سے شیطان کا سینک
رابع ص ۱۵۳ | نکلے گا۔

حضور کے فرمان کے مین مطابق وہ شیطان کا سینک ابن عبد الوہاب نجدی نکلا جس نے عقائد اہل سنت کے خلاف نئے عقیدے گڑھ کر ایک کتاب لکھی جس کا نام کتاب التوحید رکھا۔ اس میں ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر و مشرک ٹھہرایا۔ اتفاق سے ۱۲۲۱ھ میں روم کی سلطنت میں ضعف پیدا ہو گیا۔ ادھر اس کے ولغ میں ملک گیری کا سودا اٹھایا اس موقع کو غنیمت جانا اور اپنی جمعیت قائم کر کے مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ پر چڑھائی کر دی اور اپنے عقیدہ کے مطابق اہل سنت و جماعت کے قتل کو مباح کیا اہل مکہ و اہل مدینہ کے خون سے حرمین طیبین کی زمین رنگین کر دی۔ علماء اہل سنت کو قتل کیا۔ مسلمانان اہل سنت کے بوڑھوں بچوں، عورتوں تک کو بے گناہ قتل کیا وہ وہ مظالم کئے کہ شیطان بھی انگشت بندھا رہ گیا۔ بارہ سال تک حجاز و عراق وغیرہ پر ان مسلم کشوں اور دہشت خصلتوں کا قبضہ رہا۔ فضلہ تعالیٰ ۱۲۳۳ھ میں مسلمانوں کے لشکر نے ان وہابیوں پر فتح پائی اور یہ فتنہ دفع ہوا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب رد المحتار کی تیسری جلد میں اس کو مفصل بیان فرمایا ہے جس کی عبارت نمبر ۲۳ میں درج ہے ہندوستان میں وہابی فتنہ کے بانی مولوی اسماعیل دہلوی ہیں۔ اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ اس کتاب التوحید کا ایک نسخہ مولوی اسماعیل صاحب کے ہاتھ لگ گیا انہوں

نے کچھ اس سے انتخاب کر کے اور کچھ باتیں اپنی طرف سے ملا کر اردو میں ایک رسالہ نکالا جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اس میں بھی وہابی عقیدہ کے مطابق ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر مشرک ٹھہرایا ہے لہذا ہندوستان میں وہابی وہ ہے جو تقویۃ الایمان کو مانتا ہے۔ ہندوستان کی ضعف سلطنت کے دور میں وہابی بھڑی کی طرح مولوی اسماعیل صاحب کے دماغ میں بھی ملک گیری کا سودا پیدا ہوا اس نے اپنی جمعیت قائم کی اور سکھوں سے لڑائی کی تیاری ظاہر کی مگر بد قسمتی سے اپنی قوت بڑھانے کے لیے سرحد پہنچے اور سرحدی مسلمان کٹی پٹھانوں پر رنگ جمانا شروع کیا انہوں نے مولویانہ صورت دیکھ کر مجاہدین سمجھ کر بہت تواضع و آدب و بے گت کی اس سے مولوی اسماعیل صاحب سمجھے کہ رنگ چڑھ گیا لہذا اشہد ک فردی شروع کر دی اور بھی بہت سی ایسی جرمانہ حرکتیں کیں جو ناقابل برداشت تھیں بالآخر سرحدی پٹھانوں نے ان کو ٹھکانے لگا دیا اور مولوی اسماعیل صاحب وہابیوں، دیوبندیوں کے شہید علاقہ پنجتار میں سرحدی پٹھانوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ کتاب سیف البہار میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ اسی کو علامت فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

وہ بے وہابیوں نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہید بیلی بھد تھا، وہ ذبیح تیغ خیار ہے
یہ ہے دین کی تقویت اسکے گھر، یہ ہے مستقیم صراط شر
جو شیعہ کے دل میں ہے گاؤں تو زبان چوڑا چارہ

مولوی اسماعیل صاحب وہابی کے قتل کے بعد یہ فتنہ کچھ دبا رہا مگر ان کے معتقدین جو تقویۃ الایمان پر ایمان لائے تھے آہستہ آہستہ کام کرتے رہے اور رفتہ رفتہ ہندوستان میں یہ وہابی فتنہ دو فرقوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک فرقہ غیر مقلد و سرافرقہ دیوبندی۔ غرہ ۱۸۵۷ء کے ضعف سلطنت میں علامہ دیوبند

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی قاسم صاحب نانوتوی وغیرہ کے دماغوں میں بھی ملک گیری کا سودا ہوا تھا۔ انہوں نے بھی کچھ جرمانہ حرکتیں کی تھیں جس کے جرم میں مدتوں جیل میں رہے اور بڑی دقتوں سے سزائے موت سے بچے اس کی تفصیل خود تذکرۃ الرشید میں مذکور ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سلطنت کا غراب تو غراب خرگوش ہوا اب کسی طرح مسلمانوں کو پھانسا جائیے۔ لہذا دیوبند میں مدرسہ قائم کیا جس سے اقتدار قائم ہوا اور جیب بھی گرم رہے اسی مقصد سے مدرسہ دیوبند میں کام شروع کر دیا اور مسلمانوں پر سکھ جانے کے لیے ایسا تفتیہ کیا کہ شروع میں اپنے عقیدوں کی ہوا بھی نہ لگے دی۔ سینوں کے موافق ہی فتویٰ دیتے کبھی موقع پاتے تو گول مول لڑکا دیتے۔ اسی تفتیہ بازی کا نتیجہ ہے کہ بانیان دیوبند کے ایک فتوے میں دس دس تعارض موجود ہیں اس کی تفصیل ص ۱۶ میں مذکور ہے۔ بیسیوں برس یہی تفتیہ کیا جب دیکھا کہ اثر ہو گیا اور ایک جھٹاپنا بن گیا دیوبند کی شاخیں بھی قائم ہو گئیں تو رفتہ رفتہ وہابی عقیدوں کی اشاعت شروع کر دی اور تحریروں میں بھی اپنے عقیدوں کا اظہار کرنے لگے۔ چنانچہ مدرسہ دیوبند کے قیام کے پچیس برس بعد مولوی خلیل احمد صاحب و مولوی رشید احمد صاحب نے ایک کتاب لکھی جس کا نام براہین قاطعہ رکھا اس کتاب میں خداوند قدوس کے جھوٹ بولنے کو ممکن جانا پرانا عقیدہ بتایا اور صاف لکھ دیا کہ اسکا کذب کا مسد تواب جدید کسی نے نہیں نکالا قدام میں اختلاف ہوا ہے کہ آیا خلف و عید جائز ہے یا نہیں۔ براہین قاطعہ ص ۱۰ اسی کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہنا قرآن و حدیث کے موافق بتایا ہے عبارت یہ ہے اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا وہ تو خود نص (قرآن و حدیث) کے موافق ہی کہتا ہے اور مخیر عالم نے بھی فرمایا دُرُودُ اَللّٰہِ رَآیَتْ اَخَوَانِی الْحَدِیْثِ براہین قاطعہ ص ۳

اسی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان لعین کے علم سے گھٹایا۔ حضور کے لیے وسعت علمی شرک بتائی اور اسی کو بخوشی شیطان لعین کے لیے قرآن وحدیث سے ثابت مانا اور کہا شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص (قرآن وحدیث) سے ثابت ہوئی۔ مگر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نفوس کو زد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ براہین قاطعہ ص ۵۸۔

اس کی پوری تفصیل ۲۳ میں درج۔ علی ہذا القیاس علماء دیوبند نے اپنی بدعتیہ لگی کا تحریروں تقریروں میں صاف اعلان کر دیا اس کا لازمی نتیجہ یہی تھا جو ہوا کہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے علماء دیوبند پر نفرت ولعنت کی آواز بلند ہونے لگی۔ علماء دیوبند کے اس جرم خود کردہ راعلاج نیست کہ دیوبندی رہبر اپنے مقدمہ میں یوں بیان کرتے ہیں کہ پیشہ درپوروں اور جعلی مولویوں ان نفس پرست اور شکم پرور ملت فروشوں نے صرف چند سفید سگھوں کے لالچ میں ہندوستان بھر میں ان خدام اسلام یعنی بانیان و حامیاں دارالعلوم دیوبند کے خلاف یہ پروپیگنڈہ شروع کیا یہ لوگ معاذ اللہ بد مذہب اور فاسد العقیدہ ہیں خدا کو جھوٹا کہتے ہیں اور رسول کی توہین کرتے ہیں ان کا مرتبہ صرف برے بھائی کی برابر بتلاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مقامی الحدید ص ۹۰

ناظرین غور فرمائیں بانیان دیوبند کی ایک ہی کتاب کی نمونہ صرف تین عبارتیں پیش کی ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ علماء دیوبند خدا کا جھوٹ بونا ممکن جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہنا قرآن وحدیث کے موافق مانتے ہیں۔ اس سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور کیا ہوگی۔ کہ شیطان لعین سے آپ کا علم گھٹا دیا اس میں یقیناً حضور کی توہین ہے۔ یہ تینوں باتیں براہین قاطعہ کی مذکورہ بالا عبارتوں سے صاف ظاہر ہیں۔

اب یہ عقیدے دیوبندیوں کے نزدیک کوئی شرعی جرم ہیں تو اس کے

جرم ہی بانیان دیوبندی ہیں انہیں کے یہ عقیدے ہیں اس کی جو سزا ہو اسکے وہی سزا ہے اور اگر یہ عقیدے دیوبندیوں کے نزدیک کوئی جرم نہیں بلکہ ان کی اشاعت کرنا جرم ہے یعنی مسلمانوں پر ظاہر کرنا کہ علماء دیوبند خدا کا جھوٹ بونا ممکن جانتے ہیں رسول کی توہین کرتے ہیں رسول کو بھائی کہتے ہیں تو اس کے جرم بھی بانیان دیوبند ہی ہیں۔ انہوں نے خود ہی یہ عقیدے اپنی کتاب میں لکھ کر چھپوائے، شائع کئے اس سے بڑھ کر اور اشاعت کیا ہو سکتی ہے لہذا اس جرم کی سزا بھی انہیں کو دینا چاہیے اور انہیں کو پیشہ در جعلی مولوی نفس پرست شکم پرور ملت فروش بندہ زر کہنا چاہیے اس میں علماء اہلسنت کا کیا قصور ہے انہوں نے دیوبندی مولویوں سے کب کہا تھا کہ ایسے عقیدے رکھو لکھو، چھپواؤ شائع کرو۔ علماء اہلسنت تو ایسے عقیدے اور ایسے عقیدے والوں پر لعنت کرتے ہیں پھر ان کو گالیاں دینا اور ان کا پروپیگنڈہ اتنا یہ دیوبندی رہبر کی حبیب سوز ایمان داری وافر اپروازی نہر ایک ہے۔ اللہ و رسول کی شان میں یہ بدگونی وہ سنگین جرم ہے کہ اسلامی دنیا میں ایسے جرموں کی حیثیت ذیل ترین جانور سے بدتر ہوئی چاہیے تھی اور انصاف پسند مسلمانوں نے ان جرموں کو ایسا ہی جانا مگر چونکہ ان کا ایک جتنا تیار ہو چکا تھا دیوبند کی شاخیں قائم ہو گئی تھیں اس لیے بہت سے حمایتی پیدا ہو گئے۔

ان حامیاں باطل کے سایہ حمایت میں علماء دیوبند اپنے کفر و ارتداد میں برابر ترقی کرتے رہے چنانچہ براہین قاطعہ کے بعد مولوی اشرف علی صاحب نے حفظ الایمان لکھی جس میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علم غیب کو پاگلوں جانوروں کے مثل کہتا ہے اس میں حضور کی سخت ترین توہین ہے اس کی پوری تفصیل نمبر ۲۸ میں درج ہے۔ دیوبندیوں کی یہ کتابیں جب فدا یان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے گزریں تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ براہین قاطعہ

حفظ الایمان وغیرہ کی کفری عبارتیں نقل کر کے علماء اہل سنت سے ان کا شرعی حکم دریافت کیا۔ یہ عبارتیں چونکہ کفر صریح اور خالص تو ہیں رسول ہیں۔ لہذا عرب و عجم کے تمام علماء اہل سنت نے متفقہ طور پر کفر کے فتوے دیئے جن کی تفصیل فتاویٰ حسام الحرمین شریف اور الصوارم الہندیہ میں مذکور ہے۔ جب مسلمانوں کو علماء دیوبند کے کفریات اور ان پر شرعی احکامات معلوم ہوئے تو مسلمانوں نے نفرت و لعنت کر کے ان سے انقطاع شروع کر دیا اس سے علماء دیوبند کو نہایت ذلت و رسوائی ہونے لگی اور تیس چالیس برس کی چال بازیوں سے جو اثر قائم کیا تھا زائل ہونے لگا۔ تو انہوں نے مسلمانوں میں اپنا اعزاز باقی رکھنے کے لیے پھر تکیہ کیا اور علماء حرمین شریفین پر اپنی کفری عبارتیں بدل بدل کر پیش کیں اور اپنے عقائد بالکل سنیوں کے مطابق ظاہر کیے اور جن باتوں کو تقویت الایمان و براہین قاطعہ وغیرہ میں بشرک و کفر لکھا ہے ان کو اپنا ایمان بتایا ان بدلی ہوئی عبارتوں اور سنی عقیدوں پر فتوے مرتب کر کے اس کی تصدیق کرائی جس کا نام الہند رکھا اور خوب اچھل اچھل کر شور مچایا کہ ہم علماء عرب سے اپنے اسلام کی تصدیق کر اگر لائے مگر حقیقت یہ ہے کہ ان چال بازیوں سے کفر اسلام نہیں بنتا۔ البتہ پروپیگنڈا کرنے اور عقیدین کو پھانسنے کا جال ہو سکتا ہے۔ دیوبندی رہبر نے اس حقیقت کو یوں سمجھ لیا کہ دشمنان اسلام کے سب سے بڑے ایجنٹ مولوی احمد رضا صاحب نے اکابر علماء دیوبند کی بعض عبارتوں میں قطع برید کر کے فتوے کفر مرتب کیا چونکہ علماء حرمین شریفین حقیقت حال سے واقف نہ تھے اس لیے انہوں نے اس کفر کے فتوے سے اتفاق کیا۔ باوجودیکہ خان صاحب کی فریب کاری کا حال معلوم ہونے کے بعد علماء حرمین شریفین نے رجوع کر لیا لیکن خان صاحب بریلوی نے اس کے ذریعے جو آگ لگائی تھی وہ آج تک بجھ نہ سکی۔ متاع العبد

مختصاً

دیوبند: انصاف و دیانت کے دشمنو! علیحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر افترا و ترا کرتے ہو۔ آگ تو انہیں دشمنان اسلام نے لگائی ہے۔ جنہوں نے اللہ و رسول کی شان میں ایسی ناپاک گندی اچھالی ہے اس گندی نے مسلمانوں میں وہ افتراق و نفاق پیدا کر دیا کہ گھر گھر فساد مچ گیا جھگڑا کھڑا کر دیا۔ فساد کے بانی بنائیں دیوبند ہیں، ان سے بڑھ کر ان کے حمایتی و طرفدار ہیں جو اللہ و رسول کے مقابلہ میں ان کے بدگوئیوں کی حمایت کرتے ہیں۔ اسی حمایت سے مسلمانوں میں فساد ہے۔ اس نفاق و شقاق کی نسبت علیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کرنا دیوبندی رہبر کا افترا نمبر دو ہے۔

الہند کو حقیقت حال بتانا اور فتاویٰ حسام الحرمین پر قطع برید کا الزام رکھنا یہ رہبر صاحب بہتان اعظم نہایت ہے۔ مگر یاد رکھو ایسے بہتانوں سے حقیقت پر پردہ نہیں پڑ سکتا۔ فتاویٰ حسام الحرمین اور الہند دونوں میں واقعہ کے مطابق کون ہے اس کی جانچ کا صحیح و سہل معیار یہ ہے کہ دونوں کتابوں کے منقولہ عقیدوں اور عبارتوں کو دیوبندیوں کی کتابوں سے ملایا جائے جس کی عبارتیں اور عقیدے مل جائیں وہی صحیح ہے۔ ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ حسام الحرمین کی منقولہ عبارتیں قطع برید سے یقیناً پاک ہیں وہی عبارتیں دیوبندیوں کی کتابوں میں موجود ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ الہند کی عبارتیں اور عقیدے قطعاً بدے ہوئے ہیں اگر دیوبندی سچے ہیں تو الہند کی عبارتوں اور عقیدوں کو دیوبندیوں کی کتابوں سے ملا دیں۔ پھر اگر الہند کے عقیدوں اور بدلی ہوئی عبارتوں پر کفر کا حکم نہ ہو تو وہ مرتدین جن کی کتابوں کی عبارتوں پر حسام الحرمین میں کفر و ارتداد کا حکم ہے مسلمان کیسے ثابت ہوئے۔ کتاب رد الہند مصنفہ حضرت شیر بشیر سنت مولانا

محمد شمس علی خان صاحب لکھنوی مدرسہ میں دیوبندیوں کی اس تمام دجالی کارپردہ چاک کر دیا گیا ہے۔

جب عوام مسلمین جو علماء دیوبند کے جنس عقائد سے ناواقف تھے ظاہری مولویت کے جال میں پھنس گئے اور انہوں نے دیکھا کہ ہمارے طرفدار کثرت سے پیدا ہو گئے تو انہوں نے بے خوف ہو کر دجالی عقیدوں کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تعلیم شروع کر دی۔ دیوبندیوں کے تمام مدرسوں میں بلکہ خود دیوبند میں علوم و فنون کی تعلیم برائے نام ہے وہی شرک و بدعت کی تعلیم ہے یہی وجہ ہے کہ فضلاء دیوبند کو اگرچہ وضو نماز کے مسائل یاد نہ ہوں مگر شرک و بدعت میں وہ محویت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے جس فعل پر نظر پڑتی ہے شرک و بدعت کا حکم لگا کر مسلمانوں میں اختلاف پیدا کر کے فرقہ بندی کر دیتے ہیں۔ یہ امر ناقابل انکار ہے کہ دیوبندیوں کی اس شرک فروشی سے قبل مسلمانان ہند متفق و متحد رہ کر مذہب اہل سنت پر قائم تھے مگر جس شہر و قصبہ میں یہ فضلاء مدرسہ دیوبند یا اس کی کسی شاخ سے بدعت کی دستار پیٹ لپیٹ کر آتے گئے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی بنانا کہ افتراق پیدا کرتے گئے یہاں تک کہ مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کر دیا۔ حنا نہ جیگوں کی آگ بھڑکا دی۔ یوں تو حشرات الارض کی طرح جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں مگر خصوصیت کے ساتھ ضلع اعظم گڑھ میں تو وہ رنگ جمایا کہ قانوی صاحب کو گاؤں گاؤں لگی لگی گھما کر سارے ضلع میں شرک و بدعت کی دھوم مچا دی۔ مسلمانوں میں نفاق و شقاق کی بنیاد ڈال دی۔ اس ضلع میں قصبہ سہارک پور کی مسلم آبادی بہت زیادہ ہے اور بفضلہ تقائے یہاں کے مسلمان دیوبندی دور سے پہلے نہایت اتفاق و اتحاد کے ساتھ بغایت زندگی بسر کرتے تھے خوب مضبوطی کے ساتھ مذہب اہل سنت

پر قائم تھے۔ مسلمانان اہل سنت کا متفقہ ایک مدرسہ تھا ایک ہی جمعہ تھا یہاں اختلاف و افتراق کی بنیاد اور دیوبندیت کی ابتداء قائم ہونے کا سبب یہ ہوا کہ بدقسمتی سے پورہ معدود کے مولوی محمود دیوبندی تقیہ کر کے مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم کے مدرسہ اول ہو گئے اور مدرسہ دوم اس وقت جناب مولانا محمد صدیقی صاحب مرحوم اور مدرسہ سوم جناب مولوی نور محمد صاحب تھے۔

شروع میں مولوی محمود نے اپنے عقائد کا قطعاً اظہار نہ کیا۔ میلاد شریف کی مجلسوں میں برابر شریک ہوتے رہے۔ مگر رفتہ رفتہ بعض طلبہ و اراکین مدرسہ پر ایثار رنگ جما دیا۔ مقامی طلبہ میں سے مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ اراکین مدرسہ میں سے طیب گربست وغیرہ ان کا شکار ہو گئے اور مدرسہ میں اختلاف پیدا ہونے لگا چنانچہ مولوی نعمت اللہ اور مولوی شکر اللہ نے مسئلہ امکان کذب میں طلبہ سے چھیڑ چھاڑ کی اور یہ اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا اسی بنا پر ایک طالب علم مسمیٰ محمود شاہ نے مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ کو فاسق و بدین لکھا۔ وہ تحریر اراکین مدرسہ کو شکایت پہنچائی گئی انہوں نے مدرسہ میں آ کر اس قضیہ کا تصفیہ جناب مولوی نور محمد صاحب مدرس ہذا کے سپرد کیا۔ مولوی نور محمد صاحب نے محمود شاہ سے فاسق بدین لکھنے کا سبب دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہ مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ نے اپنا عقیدہ امکان کذب باری ظاہر کیا ہے اس لیے میں نے ان کو فاسق بدین لکھا ہے اس پر مولوی نور محمد صاحب نے مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ سے مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ یہ تمہارا عقیدہ ہے کیا تم خدا کا جھوٹ بولنا ممکن جانتے ہو۔ انہوں نے کچھ سکوت کیا طیب گربست نے جو اس وقت مدرسہ کے مہتمم تھے اور دیوبندی رنگ پڑھ چکا تھا

مولوی نور محمد صاحب کو اس سوال سے روکا اور ان دونوں کو جواب سے۔
 کیونکہ اس عقیدے کا اظہار قبل از وقت سمجھا اور انکار کیے کرتے یہ تو دیوبندیوں
 کا ایمان ہے اور طیب گربست نے فوراً مولوی محمود شاہ کو مدرسہ سے خارج
 کر دیا۔ اور مولوی نور محمد صاحب و جناب مولانا محمد صدیق صاحب کی فکریں
 رہے۔ مگر دیگر اراکین مدرسہ سنی تھے۔ قصبہ کے تمام مسلمان سنی تھے
 اس لیے وال زنگی بالآخر مولوی نعمت اللہ و مولوی شکر اللہ و
 طیب گربست وغیرہ نے جو دیوبندیت کے شکار ہو گئے تھے۔ مولوی
 محمود صاحب دیوبندی کو لے کر احیاء العلوم کے نام سے علیحدہ
 مدرسہ قائم کیا اہل سنت کا وہی قدیمی مدرسہ مصباح العلوم جاری رہا مگر ابھی
 جمعہ ایک ہی جگہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ مولوی شکر اللہ صاحب دیوبند سے
 بدعت کی دستار لے کر تشریف لائے۔ پھر کیا پوچھنا تھا۔ اس ذات گرامی
 کی برکت سے قصبہ میں وہ نا اتفاقی کی آگ بھڑکی کہ جمعہ کے ٹکڑے جماعت
 کے بھی ٹکڑے کر دیئے اور آپ نے اپنے مسیحی بھرم نواؤں کو لے کر
 جامع مسجد چھوڑ کر جمعہ بھی علیحدہ قائم کر لیا۔ خوش قسمتی سے آپ کا مزاج
 شورش پسند واقع ہوا ہے۔ مسلمانوں کو ابعاد ابعاد کر شورش پیدا کر دینا
 یہ آپ کا روزمرہ ہے۔ اس جوش میں حب آپ کا دریا سے سخاوت
 موجزن ہوتا ہے تو ایک ایک چوک (تقریر رکھنے کا چوترا) کھودنے پر
 سو سو شہیدوں کا ثواب تقسیم فرماتے ہیں اور شجاعت کا یہ عالم کہ بوقت نفیثش
 پولیس کی ایک ڈانٹ پر فوراً انکار کر دیتے ہیں غرضیکہ ان فضلاء دیوبند کی
 برکتوں نے قصبہ کے مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کر کے اپنا ایک جتنا بنالیا۔
 مدرسہ بھی علیحدہ کر لیا۔ جمعہ بھی الگ اور آسے دن فتنہ و فساد اس واقعہ کو
 دیوبندی رہبر نے بدل کر یوں الٹی گنگا بہائی ہے کہ اغیار کے ان

ایجنٹوں اور ائمہ و اسلامی کے دشمنوں نے یہاں کی مسلم آبادی پر دانت تیز کر
 دیئے اور کچھ چھ ضلع فیض آباد سے بعض پیشہ ور پیر اور مصنوعی محدث آ
 دھمکے۔ اور مسلمانوں میں اختلاف افراق پھیلانے کی غرض سے آپ نے
 بریلی کی کفر ساز فیکری کے کفری گو سے برسانا شروع کر دیئے۔

(مقام احمدیہ ص ۱۸)

اہل السنہ کو گالیاں دینا تو دیوبندیوں کے ایمانی الزام میں مگر باشندگان
 مہارک پور پر آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ کہ مسلمانوں میں یہ اختلاف و
 افراق انہیں فضلاء دیوبند مولوی محمود مولوی نعمت اللہ مولوی شکر اللہ
 نے پھیلائے ہیں لہذا وہی اغیار کے ایجنٹ اور اتحاد اسلامی کے دشمن
 وغیرہ وغیرہ ہوئے۔ علماء اہل سنت کی طرف اس اختلاف کی نسبت کرنا
 دیوبندی رہبر کا سفید جھوٹ نبر چار ہوا۔ مسلمانان اہل سنت کی دینی
 درسگاہ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم پر ان فضلاء دیوبند نے
 بڑے بڑے دانت تیز کیئے سخت سخت حملے کر کے اس کو ہضم کرنا چاہا
 اور یہ پرانا مدرسہ بہت کمزور حالت میں ہو گیا۔ مگر مذہب اہل سنت کی
 حقانیت اور اشرفیہ نسبت دارالکین کا اخلاص تھا کہ مدرسہ معمولی حالت
 میں رہتے ہوئے بھی دینی خدمات انجام دیتا رہا۔ بفضہ تعالیٰ جب
 اس کی غیر معمولی ترقی کا وقت آیا تو اراکین مدرسہ نے حضرت صدر الشریعہ
 مولانا الشاہ ابوالعلا محمد امجد علی صاحب قبلہ مدظلہ کی خدمت میں
 ترقی مدرسہ کی درخواست کی۔ حضرت قبلہ نے ان کی درخواست پر
 مدرسہ کی جانب توجہ فرمائی اور اپنے شاگرد و شہید حضرت مولانا عبد العزیز
 صاحب مراد آبادی کو مدرسہ کی خدمت کے لیے بھیجا۔ حضرت مولانا
 اخیر شوال ۱۳۵۲ھ کو تشریف لائے۔ مدرسہ اس وقت معمولی حالت میں

تھا۔ حفظ القرآن فارسی اور ابتدائی عربی کی تعلیم تھی اس وقت کچھ طلبہ آپ کے ساتھ آئے تھے۔ اور بفضلہ تعالیٰ بڑے درجوں کے طلبہ آنے لگے۔ کام شروع کر دیا گیا۔ قصبہ میں دیوبندیت کی کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی فضلاء دیوبند انھوں میں کانے راجہ بنے ہوئے تھے۔ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کے انوار صداقت نے جب اپنا جلوہ دکھایا تو بدینی کی سیاہی خود بخود دور ہونے لگی۔ مسلمانان مبارک پور مدرسہ کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ چار ماہ کی خدمت کا اثر یہ ہوا کہ بعض دایم افتادہ بھی ادھر آنے لگے چنانچہ جناب حاجی محمد عمر صاحب جو قصبہ کے معزز شخص میں اور اس وقت مدرسہ مصباح العلوم کے نائب ناظم ہیں۔ ان پر دیوبندیوں نے بہت زمانے سے رنگ جما رکھا تھا وہ بھی ادھر متوجہ ہوئے اور استاد محترم حضرت مولانا عبد العزیز صاحب قبلہ کو اپنے مکان پر جلسہ و تقریر کی دعوت دی۔ حاجی صاحب موصوف کے مکان پر حضرت قبلہ کی تقریر کا ہونا دیوبندیوں میں کہرام مچنا تھا۔ یہ خیال کیا کہ اگر اسی طرح ایک ایک دو دو نکلتے رہے تو جال کا جال خالی ہو جائے گا۔ اس تصور سے بے چین ہو کر بڑے جوش میں دیوبندیوں نے اپنا جلسہ کیا اور اپنے تخیل کے مطابق حضرت مولانا کی تقریر پر اعتراضات کیے بفضلہ تعالیٰ سنی بیدار ہو چکے تھے۔ دیوبندیوں کی اس حرکت نے ان کو اور بھی جگا دیا۔ سنیوں نے دیوبندیوں کے جواب میں جلسہ کیا۔ حضرت استاد محترم نے دیوبندیوں کے اعتراضات کے جواب دیتے ہوئے سخت ترین مواخذات کیے۔ جس کے جواب میں لامحالہ پھر دیوبندیوں کو جلسہ کرنا پڑا۔ پھر دوسرے روز اس کے جواب میں اہل سنت کا جلسہ ہوا اور یہی طریقہ قائم ہو گیا کہ ایک روز دیوبندیوں کا جلسہ اور دوسرے

روز اہل سنت کا۔ غرضیکہ جانبین سے جلسہ کا ایسا سلسلہ قائم ہوا کہ تقریب چار ماہ مسلسل جاری رہا۔ مولوی شکر اللہ صاحب کو چونکہ اپنی طاقتوں پر ناز تھا کیونکہ باوجود مقامی اور بااثر ہونے کے درجن بھر مولوی انکے مددگار تھے۔ یہ بھی جانتے تھے کہ مولانا عبد العزیز صاحب مسافر ہیں۔ علمی میدان میں اکیلے ہیں۔ اس لیے انہوں نے بڑے جذبہ میں آکر دوران تقریر کہا کہ تحتہ الث دوں گا اس میں شبہ نہیں کہ علمی میدان میں حضرت مولانا عبد العزیز صاحب قبلہ کے ساتھ صرف چند طالب علم تھے مگر اللہ و رسول کے فضل سے کسی موقع پر اپنی تنہائی اور مقابل کی طاقتوں کا خطرہ بھی نہ لائے۔ حضرت نے ہر چند کوشش کی کہ دیوبندی بے حجاب سامنے آکر گفتگو کریں مگر دیوبندی اس کی جرأت نہ کر سکے تاہم اختلافی مسائل پر اس تفصیل سے بحث ہوئی اور ہر مسئلہ کو دلائل قاہرہ سے ثابت کر کے ایسا واضح کر دیا کہ مذہب اہل سنت و جماعت کا حق ہونا دیوبندی مذہب کا باطل ہونا آفتاب کی طرح واضح و روشن ہو گیا۔ بشروع میں دونوں طرف قریب قریب مجمع برابر ہوتا تھا مگر جب مذہب اہل سنت کی تقائیت کی نورانی شعاؤں نے قلوب مسلمین پر جلوہ گرمی کی تو دیوبندیوں کے جلسہ میں مجمع کی کمی ہوئی اور اہل سنت کے جلسہ میں مجمع کی اتنی کثرت ہونے لگی کہ قصبہ کے خاص خاص وسیع مقامات کے علاوہ جلسہ کرنا ہی دشوار ہو گیا۔ وہ عجیب سماں اور عجیب منظر تھا۔ دیوبندیوں کے دوسے مسلمانوں کو اس قدر ذوق و محسوس پیدا ہو گئی تھی کہ احلان کے منتظر رہتے تھے۔ جلسہ کے وقت کا بڑی بے چینی سے انتظار کرتے تھے بوزے۔ نہچے۔ مرد و عورت نہایت شوق سے شریک ہوتے تھے۔ اہل سنت کے جلسہ میں چار پانچ ہزار کا مجمع ہونے لگا۔ مبارک پور اور اس

کے مضامین میں مذہب اہل سنت کی حقانیت اور دیوبندی مذہب کے بطلان کی صدا میں گونجتی تھیں۔ درود یار سے اہل سنت کی فتح مبین اور دیوبندیوں کی شکست فاش کی آوازیں آتی تھیں۔ پولیس بھی دونوں جلسوں میں شریک ہوئی تھی۔ اہل سنت کے جلسہ محلہ پورہ رانی میں سبک پکڑ وارنہ نسیم احمد صاحب اول سے آخر تک شریک رہے، نہایت غور سے تقریریں سنیں۔ تقریر کے ختم پر حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں دونوں جلسوں میں شریک ہوا اور دونوں کی تقریریں بغور سنیں۔ میں آپ کی فتح اور آپ کے مذہب اہل سنت کی حقانیت کی شہادت دیتا ہوں فالحمد لله على ذلك وہ عجیب دور تھا جاء الحق دذہق الباطل کا جلوہ تھا۔ دیوبندیوں کے مذہب کے مسلمانوں کو وہ نفرت ہوئی کہ اکثر و بیشتر دام افتادہ متنفذ ہو کر سنی ہونے لگے۔ دیوبندیوں نے جب یہ دیکھا تو یقین کر لیا کہ اگر تقریروں کا یہی سلسلہ جاری رہا تو ساری چڑیاں اڑ جائیں گی اس لیے ختم کر دیا اور ان کے اخیر جلسہ میں جس میں صرف سو سو آدمی تھے۔ مولوی شکر اللہ صاحب نے اعلان کیا کہ اب ہمیں جلسہ کی ضرورت نہیں اب ہمارا کام ہو گیا۔ اسکے بعد اہل سنت کا اخیر جلسہ محلہ نواہ میں ہوا۔ یہ جلسہ نہایت ہی شاندار قابل دید تھا تقریباً پانچ ہزار کا مجمع تھا۔ بڑی زبردست کامیابی کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم کی ان خدمات دینی اور مذہب اہل سنت کی حقانیت نے قلوب مسلمین پر پورا قبضہ کر لیا تھا تمام مسلمان مدرسہ کی طرف دل سے متوجہ تھے۔ خیال ہوا کہ مسلمانوں کی اس توجہ سے دینی کام لیا جائے لہذا اراکین مدرسہ کے مشورے سے حضرت مولانا مصلح نے جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ تقریر کی جس میں مسلمانوں

کو مدرسہ کی ضرورت دکھاتے ہوئے جدید عمارت کی طرف توجہ دلائی۔ اسی وقت سے مدرسہ کی عمارت کا چندہ شروع ہوا اور شام تک ڈھائی ہزار روپیہ کی میزان ہوئی۔ اس چندہ کا سلسلہ تا دیر جاری رہا اور قصبہ کے کل چندہ کی میزان دس ہزار کے قریب ہوئی فالحمد لله على ذلك اس حقیقت کو دیوبندی رہبر نے یوں مسخ کیا کہ ان ملت فردشوں نے ضروری سمجھا کہ یہاں (مبارک پور) مستقل اڈا قائم کیا جائے نہ معلوم کیا کیا سبب باغ دکھا کر قصبہ کے بعض عیاش مزاجوں کو اپنے فیور میں کیا گیا مدرسہ کے نام پر ہزاروں روپیہ سادہ لوح مریدوں کی جیب سے نکال گیا۔ (مقاصع الحسد ص ۵)

بزرگان دین کو گالیاں دیئے بغیر تو دیوبندیوں کی عبارت ہی قبول نہیں ہوتی مگر یہ دیوبندی نے نہ معلوم خوب کہا وہ سبب باغ دیوبندیوں کو کیوں یاد رہتا وہ تقریباً چار ماہ کا مناظرہ جس میں فضلاء دیوبند پروے میں رہے۔ ایسا فراموش کر دیا کہ نہ معلوم، اور واقعات تو بدل کر بیان کئے مگر یہ قطعاً ہضم کر گئے۔ آخر کیوں جانتے ہیں کہ یہی وہ چیز ہے جس کا نام لینا بھی دیوبندیوں کے لیے موت ہے۔ اسی میں وہ ذلت ہوئی کہ تازیست یاد رہے گی۔ اسی میں وقار گیا۔ بھرم رکھو یا اس کے تصور سے دل دکھتا ہے اس لیے کہہ دیا نہ معلوم کیا کیا سبب باغ دکھایا وہ سبب باغ دکھایا کہ مذہب اہل سنت کی حقانیت کے ڈنکے بجا دیئے اور دیوبندی دھرم کے پر نچے اڑا دیئے۔ وہ سبب باغ دکھایا کہ چار چار ہزار کے مجمع میں حضرت استاد محترم مدرسہ نے پکار پکار کر لٹکارا کہ اے فضلاء دیوبند اگر تم میرے سامنے آنے کی تاب نہیں تو میرے طلبہ ہی سے گفتگو کر لو مگر آواز سے نثار

حَتَّىٰ يُفْعَلُوا لَا يُنَاجَعُونَ اس سبز باغ کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے مدرسہ مصباح العلوم پر بے مثل قربانیاں کیں۔ مسلمانان مبارک پور کو یاد ہے۔ فقیر کو معلوم ہے کہ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب قبلہ کے تشریف لانے سے چھ مہینہ بعد چاند شروع ہو کر ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ کے اخیر میں ختم ہو گیا اس سال قطعاً حضرت شاہ علی حسین صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت محدث صاحب قبلہ مدظلہ مبارک پور تشریف نہیں لائے پیران کی طرف اس چاند کی نسبت کرنا اور یہ کہنا کہ مدرسہ کے نام پر ہزاروں روپیہ ساہہ لوح مریدوں کی جیبوں سے نکالا گیا۔ کیسی شرمناک حرکت ہے جو مفسد صاحب کاذب نمبر پانچ ہے مدرسہ اہل سنت مصباح علوم کی دینی خدمات نے شوال ۱۳۵۳ھ کا وہ وقت بھی دکھایا جو تاریخ مبارک پور میں خصوصیت رکھتا ہے کہ مدرسہ ہذا کے سالانہ جلسہ اور جدید عمارت کے سنگ بنیاد کی تقریب میں حضرت مولانا شاہ علی حسین صاحب قبلہ قدس سرہ و حضرت محدث صاحب قبلہ مدظلہ و حضرت صدر الشریعہ صاحب قبلہ دامت برکاتہ وغیرہ علما کرام نے سر زمین مبارک پور کو اپنے درود مسعود سے زینت بخشی۔ اسی موقع پر مدرسہ مصباح العلوم کی جدید عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جمعہ کا مبارک دن ہے۔ گیارہ بجے علما کرام تشریف لاتے ہیں۔ مسلمانان مبارک پور نے ان پیشوایان اسلام کا شاندار استقبال کیا بعد نماز جمعہ حضرت محدث صاحب قبلہ مدظلہ انے تقریر فرمائی رسم بنیاد ادا کرنے کا اعلان ہوا۔ وہ منظر جس کے پیش نظر ہے وہی مسلمانان مبارک پور کی خوشی و مسرت کا اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ کس ذوق و شوق سے مسلمانوں کے پردے کے پرے اس سعادت میں حصہ لینے حاضر ہوئے تھے۔ اللہ اکبر بنیاد کے موقع پر اتنا جھوم کہ راستہ بند نکلن دشوار علما کرام کے مبارک

ہاتھوں کی برکتیں حاصل کرنے کے لیے بہ دشواری تمام ان حضرات کو بنیاد تک پہنچنے کی تکلیف دی گئی۔ بنیاد کی گہرائی قد آدم تھی۔ اول ان بزرگانین نے اپنے مبارک ہاتھوں سے مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا اور مدرسہ کے قیام و استحکام کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد مسلمانان مبارک پور نے یہ سعادت حاصل کی وہاں نہ بالائی کا نام و نشان تھا نہ مٹھارے کی جگہ اس کا استعمال ہوا۔ البتہ کسی شخص نے اپنے حب نہ شوق میں چاندی کی چھوٹی سی کرنی اور چھوٹی سی کڑھائی کہ دونوں کا وزن دس بارہ تولیہ تھا بڑا پس تھیں۔ نہ کرنی اس قابل تھی کہ اس سے عمارت کی چٹائی ہو سکے نہ کڑھائی ایسی جس میں دو اینٹوں کا بھی مٹھارہ آسکے مگر علما کرام نے ہرگز انہیں استعمال نہیں کیا اور ان کے سنگ بنیاد رکھنے کا یہ طریقہ بھی ہرگز نہیں کہ وہ کرنی بسولی ہاتھ میں لے کر مٹھاروں کی طرح سے چٹائی کریں بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ اپنے دست مبارک سے زمین پر اینٹ یا پتھر رکھ کر دعا فرمائیں لہذا ان کو کرنی چھونے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ لہذا ایسی حالت میں اعتراض کرنا مکمل عداوت اور نرمی حماقت ہے مگر مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم کا وجود چونکہ دیوبندیوں کے لیے عذاب ہے۔ اس لیے دیوبندی نے بڑی آہ و بکا کے بعد کہا اللہ الشہ چاندی کی ایک کڑھائی تیار کرائی گئی اور چاندی کی کرنی کڑھائی میں بالائی بجائے مٹھارے کے رکھی گئی اور ان فرشتہ صورت باغیان شریعت نے اسی چاندی کی کرنی سے بالائی کا مٹھارہ زمین پر بچھایا اور اس کے اوپر اینٹیں رکھیں اور پھر وہ کڑھائی اور کرنی پیر صاحب کی نذر کر دی گئی اور پیر صاحب چاندی کی کڑھائی اور دوسرے نذرانے وصول فرما کر رخصت ہو گئے۔ مقامی المجدید صرہ

دیوبندی چونکہ ضلالت و قدوس کو بلا مکان جھوٹا مانتے ہیں۔ اس

یہ دوسرے اسم جلالت ذکر کر کے اور اس نام پاک سے ملا کر وہ اکاذیب کا طومار باندھا کہ الامان الحفیظ کڑھائی میں بالائی بجائے گارے کے رکھی یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر چھ ہوا

اسی چاندی کی کرنی سے بالائی کا گارا زمین پر بچایا یہ دیوبندی کا جھوٹ نمبر سات ہوا اگر کڑھائی پیر صاحب کے تذکرہ دی گئی یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر آٹھ ہوا۔ پیر صاحب چاندی کی کڑھائی وصول فرما کر رخصت ہو گئے یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر نو ہوا۔

کرنی کڑھائی کا واقعہ صرف اس قدر ہے کہ دوسرے روز جامع مسجد کے جلسہ عام میں جہاں تقریباً ڈھائی ہزار کا مجمع تھا حضرت شاہ علی حسین صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کرنا چاہیں مگر حضرت قبلہ نے قبول فرمایا۔ بلکہ کئی روپیہ اپنی جیب سے اس وقت مدرسہ کو عطا فرمائے۔ مجمع کو بھی مدرسہ کی طرف توجہ دلائی۔ اور فرمایا کہ فقیروں نے تو اپنی کرنی دکھا دی۔ اب تم لوگ بھی اپنی کرنی دکھاؤ۔ حضرت کے اس ارشاد پر اسی مجمع میں کافی چندہ جمع ہوا۔ یہ حضرت شاہ صاحب قبلہ کی کرامت ہے کہ کرنی کڑھائی کے قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ اگر خدا نخواستہ قبول کی ہوتی تو دیوبندی شاید سونے کی کڑھائی زمرہ کی کرنی اور مشک کا گارا بتاتے۔ یہ واقعات تازہ ہیں جو کچھ ہوا اسے قصبہ نے دیکھا۔ دیوبندیوں کی آنکھوں پر بھی عداوت کے سوا کوئی بی نہ تھی۔ مگر ایسا سفید جھوٹ دن میں آفتاب کا انکار۔ دیوبندیوں کی کتابیں اسی طرح اکاذیب کا دفتر ہوتی ہیں۔ اس سے یہ فائدہ سمجھتے ہیں کہ جن کو واقعات نہیں معلوم ان کے خیالات میں کچھ تغیر پسند ہو جاتے تاکہ علماء اہل سنت سے بدگمان ہو کر دیوبندیوں کے جال میں لے سکیں

مسلمانان مبارک پور کو دیوبندی رہبر کے جھوٹ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ دیوبندیوں کو بھی کچھ تو عزت اور ذرا تو شرم آنی چاہیے۔ تمہارے پیشوا کیسا جھوٹ بولتے ہیں پھر بھی تم ان کا دامن نہیں چھوڑتے جب مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم کی دینی خدمات نے مبارک پور اور اس کے اطراف میں مذہب اہل سنت کی حقانیت کا سکہ رائج کر دیا تو گرد و نواح کے مسلمان بھی مدرسہ کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ شوال ۱۳۵۳ء کے اس جلسہ میں جن پور و خالص پور وغیرہ تک کے مسلمان شریک تھے وہ بجائے مدت سے دیوبندیوں کے شکار تھے۔ جب ان پر حق ظاہر ہوا تو اسی وقت حضرت محدث صاحب قبلہ کو انہوں نے دعوت دی حضرت قبلہ تشریف لے گئے اور اپنے نورانی بیانات سے قلوب سامعین کو منور فرمایا۔ جن پور، خالص پور عظمت گڑھ کے تمام لوگ دیوبندی مذہب سے توبہ کر کے سنی ہو گئے اور قصبہ جن پور میں اہل سنت کا مدرسہ انوار العلوم مصباح العلوم کی شاخ قائم ہوا حضرت محدث صاحب قبلہ کی سرپرستی میں بفضلہ تعالیٰ دینی خدمات انجام دے رہا ہے اس حقیقت کو دیوبندی رہبر نے یوں الٹا کر اور خود حلقہ مریدین میں بھی ارادت و عقیدت کے بجائے حقارت و نفرت پھیلنے لگی یہ دیوبندی رہبر کا کذب نمبر دس ہوا۔

اسی موقع پر مسلمانان خیر آباد نے بھی حضرت محدث صاحب قبلہ کو مدعو کیا۔ حضرت قبلہ خیر آباد تشریف لے گئے۔ دیوبندی چونکہ جن پور خالص پور کا منظر دیکھ چکے تھے کہ اگر اسی طرح حضرت محدث صاحب قبلہ کی تقریریں ہوتی ہیں تو سارے ضلع میں سنیت کا پھر ریا لہرائے گا اور دیوبندیت کو کسی بہاد کوئی نہ پوچھے گا۔ اس لئے مرثا کیا نہ کرنا صاحب خیر آباد میں

مولوی نذیر دیوبندی کچھ بول ہی اٹھے اور بدقسمتی سے وہی بول اٹھے جو دیوبندی مولویوں کا عقیدہ ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت محدث صاحب قبلہ نے دوران تقریر فرمایا کہ ہمارے عہد حاضر میں بے شمار باطل فرقے پیدا ہو گئے ہیں کوئی فرقہ تبلیغ کرتا ہے کہ ہر کس و نا کس نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھائی کہے۔ کہتے فرقے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کے فتنوں سے بچائے نصف شب کے قریب یہ نوزانی جلسہ ختم ہوا اور ختم ہوتے ہی مولوی محمد نذیر فاضل دیوبندی سرودھ کھڑے ہو گئے اور یوں بولے کہ آپ نے نبی کریم کو بھائی بنانے سے روکا ہے اور حضور کی توہین کرنے والوں کے عقیدوں کو باطل کہا ہے مجھے اس سے انکار ہے کیا آپ اپنا دعویٰ ثابت کر سکتے ہیں اس پر حضرت محدث صاحب قبلہ نے فرمایا آپ جو کچھ کہتے ہیں لکھ کر دیجئے اور مجھ سے تحریری جواب لیجئے چنانچہ مولوی محمد نذیر نے حسب ذیل تحریر لکھ کر دی۔

نقل چیلنج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج مؤرخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۵ء بوقت ۱۱ بجے شب بعد ختم جلسہ وعظ میں نے کہا کہ جو آپ نے فرمایا کہ بہت سے فرقے باطل ہیں۔ کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی بناتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ اگر وہ فرقہ باطلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ باطل ہے تو اس کے بطلان کو ثابت

کریں۔ دیوبندیوں کے نزدیک ہم اپنے علماء میں جس کو چاہیں گے تیار کریں گے۔ کیا آپ ان سے مناظرہ کے لیے تیار ہیں بقلم محمد نذیر ساکن غیر آباد رحمت اللہ۔

مولوی محمد نذیر دیوبندی کے اس چیلنج کو حضرت محدث صاحب قبلہ نے قبول فرما کر فوراً حسب ذیل جواب تحریر فرمادیا۔

نقل جواب چیلنج از حضرت محدث صاحب قبلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمدؐ و نصلی علی رسولہ الکریم
ہر وہ شخص جس کا عقیدہ ہو کہ سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھائی ہیں اور حضور کو اپنا بھائی کہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے۔ اس کا عقیدہ باطل ہے میں اس سے مناظرہ کرنے کیلئے بالکل تیار ہوں جو اس عقیدے کے پیرو ہیں اور آپ کا چیلنج مناظرہ منظور کرتا ہوں۔

سید محمد غفر اللہ ساکن کچھ پچھ شریف

منبع فیض آباد

ناظرین غور فرمائیں کہ اس میں صرف دو موضوع بحث کا ذکر ہے یعنی جو شخص حضور کو اپنا بھائی کہے اس سے حضرت محدث صاحب قبلہ مناظرہ کے لیے تیار ہیں دوسری کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے حضرت محدث صاحب کے نزدیک اس کا عقیدہ باطل ہے اور اس سے وہ مناظرہ کے لیے بالکل تیار ہیں۔ مناظرہ کیوں نہ ہوا۔ اس کا حشر کیا ہوا۔ یہ تو بعد میں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ پہلے ناظرین

مولوی نذیر دیوبندی کچھ بول ہی اٹھے اور بدقسمتی سے وہی بول اٹھے جو دیوبندی مولویوں کا عقیدہ ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت محدث صاحب قبلہ نے دوران تقریر فرمایا کہ ہمارے عہد حاضر میں بے شمار باطل فرقتے پیدا ہو گئے ہیں کوئی فرقہ تبلیغ کرتا ہے کہ ہر کس و نا کس نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھائی کہے۔ کتے فرقتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کے فتنوں سے بچائے نصف شب کے قریب یہ لڑائی جلسہ ختم ہوا اور ختم ہوتے ہی مولوی محمد نذیر فاضل دیوبندی سرود قد کھڑے ہو گئے اور یوں بولے کہ آپ نے نبی کریم کو بھائی بنانے سے روکا ہے اور حضور کی توہین کرنے والوں کے عقیدوں کو باطل کہا ہے مجھے اس سے انکار ہے کیا آپ اپنا دعویٰ ثابت کر سکتے ہیں اس پر حضرت محدث صاحب قبلہ نے فرمایا آپ جو کچھ کہتے ہیں لکھ کر دیجئے اور مجھ سے تحریری جواب لیجئے چنانچہ مولوی محمد نذیر نے حسب ذیل تحریر لکھ کر دی۔

نقل چیلنج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج مؤرخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۵ء بوقت ۱۱ بجے شب بعد ختم جلسہ وعظ میں نے کہا کہ جو آپ نے فرمایا کہ بہت سے فرقتے باطل ہیں۔ کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی بناتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ اگر وہ فرقہ باطلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ باطل ہے تو اس کے بطلان کو ثابت

کریں۔ دیوبندیوں کے نزدیک ہم اپنے علماء میں جس کو چاہیں گے تیار کریں گے۔ کیا آپ ان سے مناظرہ کے لیے تیار ہیں بقلم محمد نذیر ساکن غیر آباد رحمت اللہ۔

مولوی محمد نذیر دیوبندی کے اس چیلنج کو حضرت محدث صاحب قبلہ نے قبول فرما کر فوراً حسب ذیل جواب تحریر فرمادیا۔

نقل جواب چیلنج از حضرت محدث قبلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمدؐ و نصرتی علی رسولہ الکریم
سرورہ شخص جس کا عقیدہ ہو کہ سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھائی ہیں اور حضور کو اپنا بھائی کہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے۔ اس کا عقیدہ باطل ہے میں اس سے مناظرہ کرنے کیلئے بالکل تیار ہوں۔ جو اس عقیدے کے پیرو ہیں اور آپ کا چیلنج مناظرہ منظور کرتا ہوں۔

سید محمد غفر اللہ ساکن کچھ پچھ شریف

ضلع فیض آباد

ناظرین غور فرمائیں کہ اس میں صرف دو موضوع بحث کا ذکر ہے یعنی جو شخص حضور کو اپنا بھائی کہے اس سے حضرت محدث صاحب قبلہ مناظرہ کے لیے تیار ہیں ورنہ یہ کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے حضرت محدث صاحب کے نزدیک اس کا عقیدہ باطل ہے اور اس سے وہ مناظرہ کے لیے بالکل تیار ہیں۔ مناظرہ کیوں نہ ہوا۔ اس کا حشر کیا ہوا۔ یہ تو بعد میں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ پہلے ناظرین

چیلنج اور منظوری چیلنج سے دیوبندیوں کا عقیدہ سمجھ لیں کہ دیوبندی مولوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہتے ہیں اور حضور کی توہین کرنا اے کا عقیدہ باطل نہیں جانتے اسی لئے تو مولوی محمد زید دیوبندی نے اس تحریر کو اپنے چیلنج کا صحیح جواب سمجھا ورنہ کہتے کہ حضور کی توہین کرنے والے کا عقیدہ ہم بھی باطل جانتے ہیں۔ ہم اس پر مناظرہ نہیں کرتے اور یہ عقیدہ صرف مولوی محمد زید خیر آبادی ہی کا نہیں بلکہ سارے ہندوستان کے دیوبندیوں کا یہی عقیدہ ہے۔ کیونکہ یکم فروری ۱۹۳۵ء کو صبح آٹھ بجے مولوی شکر اللہ و مولوی نعمت اللہ و مولوی محمد بشیر والد مولوی محمد سعید صاحبان یہ مبارک پور کے تمام دیوبندی مولوی خیر آباد پہنچے اور مولوی شکر اللہ صاحب کے علاوہ سب حضرت محدث صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے چیلنج اور منظوری چیلنج دونوں تحریریں بغور پڑھیں اور اس پر مناظرہ کے لئے آمادہ ہوئے۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ سب دیوبندی مولوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہتے ہیں اور حضور کی توہین کرنے والے کا عقیدہ باطل نہیں جانتے بلکہ اس کو خوش عقیدہ جانتے ہیں۔

اسی موضوع پر حضرت محدث صاحب سے مناظرہ کرنے کیلئے مولوی منظور سنبھلی و مولوی ابوالوفا شاہ جہانپوری و مولوی محمد قاسم شاہ جہانپوری آئے لہذا ان کا بھی یہی عقیدہ ہوا کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہے اور حضور کی توہین کرے اس کا عقیدہ باطل نہیں وہ خوش عقیدہ ہے اور یہ تینوں تمام دیوبندیوں کے نمائندہ ہیں اس سے ثابت ہوا کہ تمام دیوبندی مولویوں کا یہی عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ تو دیوبندیوں کا پرانا ہے۔ اسی لئے اکابر دیوبند کی کتابیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین سے لبریز ہیں۔ مگر دیوبندی اپنے اس عقیدہ کو عوام سے چھپا کر تے تھے لیکن

نہاں کے ماند اس راز کو سنا زندہ مغلپا۔ اس خیر آبادی چیلنج اور دیوبندی مولویوں کی اس پر مناظرہ کی تیاری نے بالکل صاف کر دیا کہ دیوبندی مولویوں کے نزدیک حضور کی توہین کرنا کوئی جرم نہیں بلکہ حضور کی توہین کرنے والا ان کے نزدیک خوش عقیدہ ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ مسلمان آگاہ ہوں اور بنظر انصاف غور کریں کہ دیوبندی اپنے ان عقیدوں کی بنا پر اسلامی نقطہ نظر سے کون ہیں۔ اسی موقع پر جناب شیخ عظیم اللہ صاحب ناظم مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم نے ایک اشتہار بعنوان دیوبندی مولویوں کا عقیدہ شائع کیا تھا اس میں دیوبندیوں کے مذکورہ بالا عقیدہ سے مسلمانوں کو آگاہ کیا تھا اور یہ خیر آبادی چیلنج اور حضرت محدث صاحب کا یہ جواب شائع کیا تھا اور بقلم جلی لکھا تھا کہ نقل چیلنج اور جواب چیلنج دونوں مطابق اصل ہیں غلط ثابت کر دینے پر پانچ سو روپیہ انعام مگر پانچ سال گزرے کسی دیوبندی کو مجال و منزل نہ ہوئی۔ میں پھر اعلان کر رہا ہوں اور پانچ سال کا دقت اور دیتا ہوں جو شخص نقل چیلنج اور جواب چیلنج کو خلاف اصل ثابت کرے پانچ سو روپیہ انعام۔ چیلنج کی اصل تحریر اہل سنت مصباح العلوم کے دفتر خاص میں محفوظ ہے۔

اس چیلنج کی حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کا عقیدہ باطل ہونا ثابت کر دے۔ اس پر مناظرہ کرنے کے لئے تو ہر وقت ہر مسلمان تیار ہے۔ چہ جائیکہ محدث صاحب قبلہ حضرت قبلہ نے بلا تردد فوراً منظوری کی تحریر دے دی تھی۔ خیر آباد کا وہ مجمع اس پر شاہد ہے لہذا یہ کہنا کہ مولوی کچھ چھوٹی صاحب نے پہلے تو لطافت جیل سے مناظرہ کی بلا کو اپنے سر سے مالتا چاہا۔ یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹا خبر گیرہ ہے۔

سایہ کہ اس پر مناظرہ کیوں نہ ہوا تو یہ خود چیلنج ہی تیار رہا ہے۔ کیونکہ یہ چیلنج دنیا سے اسلام میں وہ سنگین جرم ہے۔ کہ جب میدان مناظرہ میں اس کا اظہار ہوتا تو دیوبندی مذہب کی حقیقت کھل جاتی۔ بلا استثناء تمام مسلمان چیلنج دہندہ اور اس کے مناظرین اور معاونین پر بلا تامل لعنت کرتے اور معلوم نہیں کیا کرتے۔ دیوبندیوں کو یہی سوچ گئی کہ اگر اس پر مناظرہ ہوا تو نیچے سے اوپر تک سبھی کا ارتداد ثابت ہو جائے گا اور پھر اسلامی دنیا میں منہ نہ دکھاسکیں گے اسی لئے مناظرہ سے پہلو تہی کی شرائط مناظرہ میں فرقہ دیوبندی کی طرف سے ہر جہہ خریچہ کے ذمہ دار مولوی نعمت اللہ صاحب مبارک پوری ہوئے اور اہل سنت کی طرف سے ہر جہہ و خریچہ اور جلسہ مناظرہ کے حفظ امن کے ذمہ دار شیخ محمد امین صاحب رئیس مبارک پور قرار پائے اور یہ طے ہوا کہ مولوی محمد نذیر شیخ محمد امین صاحب کے ہمراہ تھانہ مبارک جا کر پولیس کو مطمئن کر دیں کہ ہم امن پسندی کے ساتھ مذہبی مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ مولوی محمد نذیر ۲ فروری کو آئے تو داروغہ صاحب موجود نہ تھے لہذا یہ طے ہوا کہ کل ۳ فروری صبح سات بجے ۴ کو مطمئن کر دیں۔ ۳ فروری کو مولوی نذیر کا پتہ ہی نہ چلا۔ اور مولوی شکر اللہ و مولوی نعمت اللہ وغیرہ نے تھانہ میں جا کر مناظرہ کی تمام ذمہ داریوں سے کانوں پر ہاتھ رکھ کر صاف انکار لکھ دیا اور مولوی نعمت اللہ نے لکھا کہ میں نے نذیر کے کہنے سے ان کے علما کے صرف خریچہ کی ذمہ داری لی ہے یعنی ذمہ داری کے انکار کے ساتھ ہر جہہ کا بھی انکار کر دیا یہ ان کے بڑھاپے پر دیوبندی مولویت کے خضاب کی برکت ہے۔ ناظرین غور فرمائیں اس سارے دیوبندی کنبہ نے ادھر تو کانوں پر ہاتھ رکھ کر پولیس کو غیر مطمئن کیا اور ادھر مطمئن

کرنے والے مولوی محمد نذیر کو مفقودالخبر کر دیا اور پہلو تہی و گریز کے کہتے ہیں شیخ محمد امین صاحب ۳ فروری کو ۱۲ بجے تھانہ میں مولوی محمد نذیر کا انتظار کر کے ان کی تلاش میں خیر آباد پہنچے۔ وہاں بھی پتہ نہ چلا تو ان کو خط لکھ کر وعدہ یاد دلایا اپنا انتظار کرنا اور خیر آباد جانا تحریر کیا۔ اور لکھا کہ آپ ۳ فروری کو صبح سات بجے تشریف لا کر حسب وعدہ قانونی فرائض منقصبی کو انجام دیں۔ ورنہ بعد گزر جانے وقت کے مجبوراً آپ کے خلاف حاکم پر گنہ صاحب کے یہاں درخواست کرنی پڑے گی اس وقت تنہا تمام باتوں کے ذمہ دار قرار دیئے جائیں گے اس خط کو آپ کی خدمت میں جناب عبدالرحمن و علی احمد صاحبان کے فریوہ دانہ کرتا ہوں۔ رسید سے مطلع فرمائے گا۔ محمد امین انصاری صدر مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور ۳ فروری ۱۹۳۵ء۔ اس خط کے بھیجنے پر بھی جب مولوی محمد نذیر دم بخود ہی رہے اور ۴ فروری کو بھی نہ آئے۔ رہے ان کے مبارک پوری دوست تو وہ ۳ فروری کو تھانہ میں جا کر کانوں پر ہاتھ رکھ کر پولیس کو غیر مطمئن کر ہی آئے تھے پھر یہ کہنا کہ مولوی محمد نذیر صاحب خیر آبادی اور آپ کے بعض مبارک پوری دوستوں نے پوری دیانت داری کے ساتھ مناظرہ کی تیاری شروع کر دی۔ مقام الحدید صا یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹ نمبر ۱۲ ہے۔

جب ۴ فروری گزر گئی اور محمد نذیر صاحب چیلنج دہندہ کسی طرح ہاتھ ہی نہ آئے اور مناظرہ سے بھاگتے ہی پھرے تو جناب شیخ محمد امین صاحب نے اپنی ۳ فروری کی تحریر کے مطابق حاکم پر گنہ کو واقعات کی اطلاع دیتے ہوئے درخواست کی کہ فریق ثانی کو طلب کر کے دریافت کیا جائے کہ وہ اس موضوع پر مناظرہ چاہتے ہیں یا نہیں۔ اگر وہ مناظرہ پر

تیار ہوں تو ان سے ان کی جماعت کے متعلق حفظ امن کی ذمہ داری لی جائے اور حضور خود مجلس مناظرہ کی صدارت قبول فرمائیں اور شرک و نفاق فریقین سے کرپولیس کو حکم انتقام کا دیا جائے اور اگر مولوی شکر اللہ مولوی نعمت اللہ مولوی محمد نذیر صاحبان مناظرہ سے گریز کرنا چاہتے ہیں تو ان سے اس کے متعلق تحریر لے لی جائے اور ہدایت کی جائے کہ آئندہ حنفی جماعت کی مجالس وعظ میں آکر رخصت اندازی نہ کریں۔

فدوی محمد امین ساکن مبارکپور ۵ فروری ۱۹۳۵ء
حاکم پرگنہ صاحب نے دیوبندی مولویوں کو طلب کر کے دریافت کیا۔ سب کے سب تمام ذمہ داریوں سے کالوں پر ہاتھ رکھ گئے اور تحریریں لکھ دیا۔ مولوی شکر اللہ صاحب کی درخواست کا پہلا ہی نمبر ہے ہم سب زبانی مناظرہ ہیں۔ نہ اس کے خواہش مند ہیں۔ مناظرہ کی بنیاد بہ تحریک و ایما محمد امین عمل میں آئی ہے۔ واقعات مذکورہ بالا سے واضح ہے کہ مولوی شکر اللہ کی یہ کذب بیانی ہے کہ مناظرہ کی بنیاد بہ تحریک و ایما محمد امین عمل میں آئی ہے کیا شیخ محمد امین صاحب نے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا یا مولوی محمد نذیر سے کہا تھا کہ چیلنج دے دو پھر محمد امین صاحب کی تحریک و ایما کہنا جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ مولوی محمد نذیر صاحب چیلنج دہندہ نے اپنی درخواست کے نمبر دو میں لکھا اور مناظرہ منفقہ ۱۱ فروری ۱۹۳۵ء ملتوی فرما دیا جائے۔ جب دیوبندیوں اور ان کے سرغنہ مولوی شکر اللہ صاحب نے مناظرہ سے صاف انکار کر دیا اور چیلنج دینے والے نے خود التوائے مناظرہ کی درخواست دے دی تو اب کوئی کوشش ہی کارآمد نہیں ہو سکتی اور کسی قاعدہ سے مناظرہ ہو ہی نہیں سکتا لہذا حاکم پرگنہ نے حکم امتناعی جاری کر دیا اس کو شیخ محمد امین صاحب کے سر تعویظ اور

یوں کہنا کہ حکام نے جب دیکھا کہ ذمہ داری لینے والا خود ہی خطرہ محسوس کر رہا ہے اور ذمہ داری سے سبکدوش ہو رہا ہے تو انہوں نے حکم امتناعی جاری کر دیا۔ یہ رہبر صاحب کا جھوٹ نمبر ۱۳ ہے۔

جب دیوبندیوں نے التوا کی درخواست دے کر مناظرہ بند کر دیا تو ان کو اطمینان ہو گیا کہ اب مناظرہ نہیں ہو سکتا۔ اور نالشی دانت دکھانے کے لیے مولوی منظور سنبھلی اور مولوی ابو الوفا اور مولوی محمد قاسم شاہچانپوری کو بلایا اور یہ لوگ اہل سنت کے جلسے میں آدھکے مناظرہ کا خوف تو پہلے ہی سے جاتا رہا تھا اطمینان تھا کہ مناظرہ نہ ہوگا۔ اس لیے مولوی منظور صاحب نے ایک تحریر بھی لکھ دی۔ ادھر پولیس سے پہلے ہی ساز باز کر چکے تھے کہ ہمیں ذرا سا موقع دے دینا اور فرقی مقابل کو جواب سے روک دینا اور اگر ایسا نہ کرتے تو دیوبندی حسب الحکم حاکم پرگنہ صاحب اہل سنت کے جلسہ میں بول ہی نہ سکتے تھے یہ اسی اندرونی سازش کا کرشمہ تھا کہ جب حضرت محدث صاحب قبلہ نے جواب لکھنا شروع کیا اور ابھی پورا بھی نہ ہوا تھا کہ امجد علی بیڈ کاشیل نے (جن کو دیوبندی اکثر پان کھلا دیا کرتے تھے) کھڑا ہو کر کہا کہ ہرگز کوئی تحسیر نہیں دی جاسکتی۔ حضرت محدث صاحب قبلہ نے جواب دیا کہ جو تحریر آئی ہے اس کا جواب ضرور دیا جائے گا۔ اتنے میں نائب داروغہ لاجپت رائے جن سے دیوبندیوں کے خاصے تعلقات تھے آتیہنچے۔ ابتداً جلسہ سے داروغہ کے آنے تک جناب شیخ محمد امین صاحب جلسہ گاہ میں موجود تھے لہذا یہ کہنا حتیٰ کہ رضا خانیت کے صدر محمد امین صاحب نائب انسپکٹر کو پولیس کی بھاری جمعیت کے ساتھ لے کر میدان مناظرہ میں آتیہنچے۔ یہ رہبر صاحب کا جھوٹ نمبر ۱۴ ہے۔

داروغہ صاحب نے آتے ہی حکم نافذ کیا کہ جانبین سے کسی قسم کی

تحریری یا تقریری گفتگو نہیں ہو سکتی۔ اس پر حضرت محدث صاحب نے ارادہ سے فرمایا کہ اتنی ہوئی تحریر کے جواب سے ہمیں روکنا ہم پر ظلم ہوگا اور جوابی تحریر دینے کے لیے بہت زور دیا۔ مگر داروغہ نے نہایت نرم ہجہ میں حضرت کو وہی حکم سنایا اور تحریر دینے پر راضی نہ ہوا اس کو مسح کر کے حضرت محدث صاحب کا یہ قول بتانا دراصل ہم مناظرہ نہیں کرنا چاہتے ہیں بلکہ جلسہ کرنا چاہتے ہیں یہ دیوبندی رہبر کا جھوٹا نمبر ۱۵ ہے۔

غرضیکہ دیوبندیوں کی مراد پوری ہوئی۔ پولیس نے مناظرہ ہونے دیا نہ تحریر دینے دی۔ لیکن حضرت محدث صاحب قبلہ نے موضوع مناظرہ پر وہ مدلل تقریر فرمائی وہ لورانی بیان فرمایا اور دیوبندیوں کا ایسا دوا کہ دیوبندیوں کے مایہ ناز مناظرین بھی مبہوت ہو گئے۔ دم کشیدہ بیٹھے ہی رہے۔ مجال و مزون نہ ہوئی۔ بارہ بجے حضرت محدث صاحب قبلہ نے تقریر ختم کی اور دعا پر جلسہ ختم کر دیا۔ حاضرین جانے لگے حضرت قبلہ بھی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ اس کو یوں تعبیر کرنا کہ مولانا منظور صاحب کے یہ الفاظ ختم ہونے بھی نہ پائے تھے کہ مولوی سید محمد صاحب اپنے مالی موالیوں کو لے کر چلے گئے۔ اور بس چلے بنے کیسی حیا سوز حرکت ہے! یہ کہ حضرت محدث صاحب قبلہ کو دیوبندیوں نے اپنے جلسے میں بلایا حضرت نہ تشریف لے گئے اس کی وجہ یہ ہے کہ بددینوں دیوبندیوں کے جلسے میں شرکت ہی کب جائز ہے۔ حدیث میں لا تعبا لسوہم وارد ہے علما اہل سنت کی یہی شان ہے کہ ایسے جلسوں میں ہرگز شریک نہ ہوں یہ کہنا کہ مولوی منظور کی تقریر سے بہت سے دام افتادہ رضا غایت سے ہمیشہ کے لیے تائب ہو کر راہ راست پر آ گئے۔ یہ رہبر کا جھوٹا نمبر ۱۶ ہے۔ رہبر صاحب نے ان توبہ کرنے والوں کی فہرست نہیں لکھی ان کی ایک

حکوتوں اور کذب بیانیوں سے اگر دیوبندی اپنی حقانیت مجھانا چاہتے ہوں تو اسی غیر آبادی چیلنج پر مناظرہ کے لیے تیار ہو جائیں اور صرف اپنی جماعت کی ذمہ داری لے لیں پھر خواہ ان کا منظور ہو یا نا منظور سب کے حواس درست کر دیے جائیں گے

یوں تو تمام علما اہل سنت دیوبندیوں کے لیے لاجول کا اثر رکھتے ہیں مگر خصوصیت کے ساتھ حضرت شیر بیشہ سنت قاطع شہر نجدیت۔ مولانا محمد شمس علی خاں صاحب لکھنوی دامت برکاتہم تو ان کی موت میں جہاں یہ شیر پہنچا۔ دیوبندیوں کی روح پرواز ہوئی۔ مسلمانان مبارک میں جب جذبہ ایمانی اور جوش اسلامی نے اور زیادہ ترقی کی تو ان کی تمنائیں اور آرزوئیں اپنے دینی پیشوا و مذہبی مقتدا حضرت ممدوح کی طرف متوجہ ہوئیں کہ حضرت شیرسنت مظلوم کے لورانی عرفانی بیانات طیبات سے اپنے ایمانی انوار کو جگمگائیں اور آپ کی زبان فیض ترجمان سے دیوبندیوں کا ردِ بلیغ سنیں لہذا حضرت مظلوم کو تشریف آوری کی تکلیف دی چنانچہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ بوقت ۱۱ بجے دن کو حضرت موصوف مبارک پور روفی افزہ ہوئے مسلمانان مبارک پور نے اپنے دینی پیشوا کا نہایت شاندار استقبال کیا۔ انہیں روز حضرت ممدوح مظلوم نے وہ لورانی عرفانی بیانات فرمائے کہ قلوب سامعین منور ہوئے اور دیوبندیوں کا وہ ردِ بلیغ کیا کہ گورنران یونینیت میں سننا نہ دیا۔

آپ نے مسلمانوں کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی غلامی کی دعوت دی اور فرمایا کہ رسول کے بندے بنو۔ حضرت ممدوح نے اس لفظ بندہ کی تشریح بھی فرمادی کہ بندہ کے معنی غلام کے ہیں۔ مشترک لفظ کی مثالیں دیکر بھی واضح کر دیا۔ مطلب بھی خوب سمجھا دیا کہ رسول کے غلام بنو اور سامعین

کو کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ حضرت شیر سیدت مدظلہ کی ایمان افروز تقریروں نے مسلمانوں کے دلوں میں آفاقی دو عالم محبوب رب اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے انوار جگمگا دیئے اور مسلمانوں کو دیوبندیوں سے اور زیادہ متنفر کر دیا۔ لہذا دیوبندیوں نے اس تقریر منیر پر بہت سے بہتان باندھے۔ جن میں سے رہبر صاحب نے اپنے مقام میں صرف پانچ ذکر کئے۔

۱۔ ہم خدا کی بندگی کے لئے نہیں پیدا کئے گئے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی کے لئے پیدا کئے ہیں۔ مقام الحدید ص ۱۳ یہ دیوبندی رہبر کا بہتان نمبر ۱ ہے۔

۲۔ جو رسول کا بندہ نہیں وہ شیطان کا بندہ ہے۔ اس کی تشریح حضرت موصوف نے خود فرمادی تھی کہ جو رسول کی غلامی سے انکار کرے وہ شیطان کا بندہ ہے لہذا صرف اس کو ذکر کرنا اور اس کی تشریح سے آنکھیں بند کر لینا فریب کاری اور دھوکہ بازی ہے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی دیوبندی قرآن مجید کی آیت لا تقرّبوا الصلوٰۃ سے یہ نتیجہ نکالے کہ نماز پڑھنا منع ہے اور وائتم سکرائی سے آنکھیں بند کرے۔

۳۔ اگر خدا کے بندے ہو گئے تو دوزخ کا کھٹکا رہے گا کیونکہ اسکے پاس دوزخ اور جنت دونوں ہیں اور اگر صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے ہو گئے تو دوزخ کا کھٹکا نہیں کیونکہ ان کے پاس صرف جنت ہے۔ مقام الحدید ص ۱۴ یہ دیوبندی رہبر کا افترا نمبر ۱۸ ہے۔

۴۔ ابو جہل اور ابولہب خدا کے بندے بنے مگر دوزخ میں گئے اور ابوبکر و عمر و سرا کے بندے بنے اس لئے جنت میں گئے۔ مقام الحدید ص ۱۴ یہ رہبر کا افترا نمبر ۱۹ ہے۔

۵۔ از اول تا آخر نماز میں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصور ہو دیوبندی رہبر کا بہتان عظیم نمبر ۲۰ ہے۔ دیوبندیوں نے ان افترا پر دازیوں سے حرام کو بہت بہکانا چاہا اور حضرت ممدوح سے بدظن کرنے کی بے جا کوشش کی مگر کوئی بھی پھندے میں نہ آیا آنکھ دیکھے اور کان سنئے کو کون بھلا سکتا ہے سارے قصبہ نے اپنے کانوں سے وہ تقریر منیر سنی تھی سب کو یاد تھا کہ حضرت شیر سیدت سنت نے یہ کہا کہ رسول کے غلام بنو۔ اور یہ ہر مومن کا ایمان ہے۔ اس سے انکار تو صرف بد دینو دیوبندیوں کو ہو سکتا ہے جب اس طرح دال نہ لگی اور دیکھا کہ حضرت مولانا محمد شمس علی خان صاحب کے لڑائی بیانات نے مسلمانوں کے قلوب کو ایسا مسخر کر لیا ہے کہ افترا و بہتان کا جادو کار گری نہیں ہوتا تو فساد و فتنہ کی سازشیں شروع کر دیں۔ ایسی مسجدیں جن میں مصلی غلوٹ اور امام سنی تھے۔ دیوبندی جھگڑا پیدا کرنے لگے۔ سنی امن پسند اپنی امن پسندی سے دخل کرتے رہے۔ چنانچہ ۱۸۰۱ء مارچ ۱۹۳۵ء کو محمد پورہ رانی ہانسی بابا کی مسجد میں جناب حاجی ولی اللہ صاحب کی امامت کے متعلق دیوبندی جماعت کی طرف سے جھگڑا شروع ہو کر رک گیا پھر ۲۰ مارچ ۱۹۳۵ء کو محلہ پورہ صوفی مسجد متصل پکھڑ جناب مولوی حکیم محمد عمر صاحب کی امامت کے متعلق دیوبندیوں نے جھگڑا کیا اور ۲۱ مارچ کو سنی اپنی امن پسندی سے دب گئے اور وہ مسجد ہی چھوڑ دی بلکہ اسی محلہ میں اپنی دوسری مسجد تعمیر کی۔ سنیوں کی اس امن پسندی سے دیوبندی جماعت کا حوصلہ بڑھ گیا۔ سمجھ لیا کہ اب سنیوں کی مساجد پر قبضہ کرنا کوئی بات ہی نہیں ہم جھگڑا کرتے جائیں گے اور سنی امن پسند مسجدیں چھوڑتے جائیں گے چنانچہ ۲۴ مارچ کو جامع مسجد راجہ صاحب جو بلا شرکت غیر اہل سنت کی مسجد ہے پڑھائی کر دی اور مغرب کے وقت جب کہ اہل سنت کی جماعت قائم ہو چکی تھی۔ چار پانچ دیوبندیوں

نے اپنی جماعت علیحدہ شروع کر دی دیوبندیوں کی اس حرکت سے سنیوں کو سخت ناگوار ہوا۔ بعد نماز ان کو ڈانٹا دیوبندی بھاگ گئے پھر ۲۸ مارچ ۱۹۳۵ بروز پنجشنبہ بوقت مغرب محلہ پرائی مسجد بیوکھل کی مسجد میں پیش امام سنی اور مصلیٰ مخلوط تھے۔ دیوبندیوں نے پیش امام صاحب پر اعتراض کیا اور حاجی محمد اکبر دیوبندی نے سنیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ مولوی شمس علی صاحب نے بیان کیا ہے کہ رسول کی بندگی کرو۔ سنیوں نے جواب دیا کہ حضرت مولانا پر تبارا بہتان ہے اس میں بات بڑھ گئی۔

ان تاریخی واقعات کی روشنی میں بالکل ظاہر ہے کہ فساد کے بانی اور فتنہ کے موجد صرف دیوبندی ہیں۔ لہذا اس فساد کی نسبت حضرت مولانا محمد شمس علی خاں صاحب مدظلہ کی طرف کرنا اور یہ کہنا کہ مولوی شمس علی خاں صاحب کی تفسیر کا خود عوام متدعین پر یہ اثر پڑا تو آپ نے اپنی عادت ستمہ کے مطابق اپنی خصوصی مجالس میں اپنے ہوا خواہ معتمد پر دازوں کو فتنہ و فساد کی تلقین کی۔ مقام احمدیہ ص ۱۵۰۔ دیوبندی رہبر کا بہتان عظیم نمبر ۲۱ ہے۔ دیوبندی تو آمادہ فساد تھے ہی۔ سنی بھی آخر کب تک خاموش رہتے لہذا بعد نماز مغرب فساد شروع ہو گیا۔ دونوں جماعتوں کے نوجوان لاطیوں سے مسلح موقع پر پہنچے۔ اور سنیوں نے دیوبندیوں کے ٹھکانوں کو مار کر گرا دیا اور دیوبندی گھروں میں گھس گئے۔ سنی نوجوانوں نے بہت غیرت دلائی کہ باہر نکلیں مگر نہ نکل سکے۔ اور اندر سے اینٹیں چلانے لگے دو تین سنی اینٹوں سے زخمی بھی ہو گئے اور تھوڑی دیر انتظار کر کے اپنے اپنے مکان واپس چلے گئے اور مطمئن ہو گئے مگر دیوبندیوں نے جو اپنے مدرسہ میں جمع تھے۔ اٹوٹا لوبیا اور مختلف قرب و جوار کے دیوبندیوں کو جمع کر کے جوش دلا دیا۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد تقریب ڈھائی سو دیوبندی لاطی اور تلم سے مسلح ہو

کر محلہ پورہ خضر کی طرف روانہ ہوئے سنیوں کو جب معلوم ہوا تو پچاس نوجوان ان کے مقابلے کے لیے گئے۔ اور بفضلہ تعالیٰ سات آٹھ دیوبندیوں کو مار کر گرا دیا اور دیوبندی لٹھ باز اپنی جماعت کے گھروں میں چھپ گئے وہاں بھی بہت غیرتیں دلائیں مگر برآمد نہ ہوئے، اور دیوبندی جماعت کے اسرار طیب نے ہاتھ جوڑ کر مجمع کو ہٹایا۔ سنی اپنے اپنے مکان واپس آئے اور رات کو اطمینان کے ساتھ سوئے۔ یہ عجیب پر کیف ہنگامہ تھا جس وقت نوجوانان اہل سنت لغزہ تکبیر و لغزہ رسالت بلند کر کے حمد کرتے تھے سارا قصبہ گونج اٹھا تھا۔ دیوبندیوں کے دل دہل جاتے تھے رات کا وقت تھا۔ سنیوں کا امتیازی لغزہ یا رسول اللہ! دیوبندی جب گرتے تو جان بچانے کے لیے کہتے کہ میں دیوبندی نہیں ہوں۔ سنی ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔ نوجوانان اہل سنت اس سے یا رسول اللہ کہلاتے۔ جب کہنا چھوڑ دیتے بہت سے دیوبندیوں نے اسی طرح یا رسول اللہ کہہ کر اس رات اپنی جان بچائی۔ صبح کو بظاہر قصبہ میں نہایت سکون معلوم ہوتا تھا۔ مگر دیوبندیوں کو اپنی رات کی شکست اور بالخصوص ان کے سربراہ آدرہ لوگوں میں محمد سعید گریست کے گرواؤں کے پٹنے اور ان کے سردار طیب گریست کی ذلت نے بہت بے چین کر دیا تھا اس لیے انہوں نے رات بھر تیاری کی اور اینٹیں توڑ توڑ کر اپنے مدرسہ احیاء العلوم میں انبار لگا دیا۔ جمعہ کے وقت چونکہ بظاہر سکون تھا اس لیے مسلمانان اہل سنت بلا کسی تیاری کے اپنی جامع مسجد راجہ صاحب پر نماز جمعہ ادا کرنے گئے۔ عالی جناب شیخ محمد امین صاحب رئیس قصبہ ۲۶ مارچ سے چونکہ سخت بیمار تھے اس لیے جامع مسجد نہ جاسکے آپ کو قریب ایک بجے خبر ملی کہ چار پانچ سو آدمی دیوبندیوں کے مدرسہ میں جمع ہیں اور سنیوں کی بے خبری میں نماز جمعہ سے واپسی میں حملہ کرنا

چاہتے ہیں۔ جناب شیخ محمد امین صاحب نے سنیوں کو جامع مسجد میں یہ اطلاع پہنچائی مگر مسلمان یہ سمجھے ہوئے تھے کہ دو مرتبہ کے بجائے اور پہلے ہوئے کیا ہمت کریں گے اسی خیال سے اس خبر سے کچھ اثر نہ لیا اور خالی ہاتھ چلے آئے۔ دیوبندیوں کو اپنے اس خفیہ سامان اور آدمیوں کی کثرت پر بڑا ناز تھا جب دیکھا کہ مسلمانان اہل سنت نماز جمعہ ادا کر کے خالی ہاتھ واپس ہو رہے ہیں تو اپنے مدرسہ سے لاشیوں اور بلم اور بوروں کے اندر اینٹیں بھر کر باہر نکل پڑے اور عبدالحق سنی رضوی جن کا مکان دیوبندیوں کے پڑوس ہے یہ سمجھ کر عبدالحق تنہا مکان کے اندر رہے مکان گھیر لیا اور مکان پر اینٹیں پھینکنا شروع کیں یہی صورت غریب اللہ سنی کے مکان پر ہوئی دو تین سنی نوجوان جو نماز جمعہ ادا کر کے واپس آ رہے تھے جب ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے تنہا موقع پر پہنچنے کی کوشش کی مگر دیوبندی جماعت اینٹوں کی بارش کر رہے تھے۔ جب یہ خبر قصبہ میں مشہور ہوئی اور سنی چلے تو باوجود یہ کہ اینٹوں کی بارش ہو رہی تھی مگر نوجوانان اہل سنت غرہ یا رسول اللہ بلند کرتے ہوئے بھیڑ میں کود پڑے۔ حمایت الہی اور حفاظت محمدی کا وہ جہلہ کہ باوجود اینٹوں کی بارش اور برچھے اور بلم کی تیار یوں کے ان نوجوانان اہل سنت کے خراش بھی تو نہ آئی۔ اسی محلہ میں ادھر خلیفہ محمد جن بھی جن کا مکان مولوی شکر اللہ صاحب دیوبندی جماعت کے سرغنہ کے پڑوس میں ہے نماز جمعہ ادا کر کے تنہا واپس آ رہے تھے مولوی شکر اللہ اور ان کے ساتھیوں نے ان کو خالی ہاتھ پا کر لاشیوں سے مضروب کیا۔ برچھے بھالوں سے سر میں زخم لگائے ادھر نوجوانان اہل سنت بھی اسی موقع پر پہنچ گئے اور اپنی جماعت کے آدمی کو ایسا سخت مضروب دیکھ کر انتہائی جوش کی لہر دوڑ گئی اور یکایک ٹوٹ پڑے اور غرہ رسالت یا رسول اللہ

بلند کر کے جو حملہ کیا تو اَنْتُمُ الْاَعْلٰیونَ اِن کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ کا جملہ نظر آ گیا۔ دیوبندی جماعت کے مسلح آدمی سر اسیمہ ہو کر اپنے گھروں میں اور اپنے مدرسہ کے اندر گھس گئے۔ نوجوانان اہل سنت نے ان کے مکانوں کا محاصرہ کر لیا اور لاشیوں سے دروازوں کو دھکا دے کر کھولنا چاہا اور مولوی شکر اللہ صاحب کے تمام مکان کے زریا کھڑے کو پیٹ ڈالا مگر دیوبندی خوف کے مارے نہ نکل سکے۔ بھاگ کر مدرسہ کے اندر چھپنے والوں میں مولوی شکر اللہ صاحب بھی تھے۔ ان کا تعاقب کرتے ہوئے ایک سنی نوجوان مسی بشیر خاں نے کمرے کے اندر داخل ہوتے ہوئے ان کو ایک لاشی ماری اور بقیہ جو لوگ مدرسہ کے اندر تھے چھپ گئے جب نوجوانان اہل سنت کا جوش بہت بڑھ گیا اور قریب تھا کہ مولوی شکر اللہ کے مکان کا دروازہ توڑ کر مکان کے اندر داخل ہو جائیں تو ان کے جوش کو ٹھنڈا کیا گیا۔ اور واپس بلالیا گیا۔ باوجودیکہ سنی واپس آ گئے اور لڑائی ختم ہو گئی مگر دیوبندیوں پر ایسی ہیبت چھائی کہ کئی روز تک گھروں سے باہر نکلنے کی ہمت نہ ہوئی تھی۔ بازاروں میں دیوبندی نظری نہ آتے تھے۔ دیوبندیوں کے اس فساد میں مسلمانان اہل سنت کو عظیم الشان فتنہ حاصل ہوئی۔ اور دیوبندیوں کو ایسی شکست ہوئی کہ زندگی بھر یاد رہے گی۔ فالحمد للہ علی ذلک

اہل سنت کا خیال اس کے متعلق کوئی عدالتی کارروائی کرنے کا نہ تھا مگر دیوبندی چونکہ بہت زیادہ مضروب و مجروح ہوئے تھے۔ اس لیے انہوں نے المدد یا پولیس، الغیث یا مجسٹریٹ کا وظیفہ شروع کر دیا چنانچہ ۲۹ مارچ کو دیوبندیوں کے سرغنہ نے ایک طرف تو مجسٹریٹ ضلع اور حاکم پرگنہ و سپرنٹنڈنٹ پولیس کو تار دیئے کہ محمد امین معہ اپنی جماعت کے

میرے مکان کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور مکان لوٹنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف اپنے دیوبندی مضروبوں کو اعظم گڑھ ڈاکٹری معائنہ اور استغاثہ کے لیے بھیجا۔ مجبوراً اہل سنت کو بھی کاروائی کرنی پڑی اور ۳۰ مارچ کو دو دو استغاثہ فریقین کی طرف سے داخل ہوئے مگر ۳۰ مئی کی شام ہی سے محمد شفیع سردار دیوبندی اور عبدالرشید دیوبندی صلح کے لیے دوڑنے لگے اور موضع سکئی کے عبدالسارخاں نے سکئی کے اندر قرب وجوار کے کچھ لوگ اور فریقین کے دس دس آدمی جمع کر کے صلح کرادی۔ اور استغاثہ اٹھائے گئے مگر چونکہ اس عظیم بڑھ سے پولیس کی مدد بھی بہت زیادہ ہوئی اس لیے پولیس نے دفعہ ایک سوسات کی کاروائی کی رپورٹ کی اور ستائشی سنی اور چوالیس دیوبندیوں کے نام پانچ سو روپیہ ضمانت اور پانچ سو روپیہ کا چمکے کا سمن آیا اور ۱۱ اپریل کو مقدمہ پیش ہوا ڈھائی ڈھائی سو روپیہ ذاتی چمکے ہوا۔ پھر کئی تاریخوں کے بعد ۱۷ مئی ۱۹۳۵ء کو مقدمہ دفعہ ایک سوسات خارج ہو گیا۔ اس کامیابی کی خوشی میں اہل سنت نے اپنے صدر عالی جناب شیخ محمد امین صاحب کا شاندار جلوس نکالا کیونکہ مقدمہ میں فتح یابی موصوف کی کوشش کا نتیجہ تھی یہ مذہب اہل سنت کی حقانیت ہے کہ خداوند قدوس نے ہر موقع پر فتح مبین عطا فرمائی۔ بیچارے دیوبندی معہ اپنے سرغنوں کے بٹے بھی خوب اور خود ہی اپنی خواہش سے صلح کر لی۔ دفعہ ایک سوسات کے مقدمہ میں بھی یہ بیچارے بدحواسی اور پریشانی میں عالیجناب شیخ محمد امین صاحب ہی کا منہ دیکھتے اور آپ ہی کے بازو ہمت کا سہارا لیتے تھے بخند تعالیٰ موصوف کی ہمت و کوشش سے کامیابی ہوئی فالحمد للہ علی ذلک

مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم جس طرح مسلمانوں کے لیے روح پروران کی دینی خدمات کا کفیل ہے اسی طرح باطل کش بھی ہے۔ بے دینوں کا رو کرنا ان کی سکاری و عیاری سے مسلمانان کو آگاہ کرنا بھی اس کے فرائض میں سے ہے اس لیے دیوبندیوں کی نظر میں خار ہے ہمیشہ مدرسہ کی شاہراہ ترقی میں روڑے اٹکاتے رہے۔ مدرسہ کے خلاف وہ کون سی کاروائی ہے جو دیوبندیوں نے اٹھا رکھی ہو جہاں اپنی طاقت کام نہیں دیتی غیر اقوام سے مددے کر استعانت بغیر اللہ کے مجرم بنتے ہیں۔ چنانچہ دیوبندیوں کے سرغنہ نے ہندوؤں کو ورغلا کر مدرسہ کے خلاف جو مقدمہ بازی کا سلسلہ چلایا ہے تو مدرسہ کی سنگ بنیاد سے لے کر دوسری منزل کے قریب ختم تک پانچ سال جاری رہا علمی میدان میں کو دے۔ مناظرہ کی چھیڑ چھاڑ کی علما کرام پر افترا و بہتان باندھ باندھ کر فساد کرایا مگر اللہ کے فضل سے ہر موقع پر دیوبندیوں کو ذلت و رسوائی کے سوا کچھ باقی نہ آیا۔ مدرسہ بفضلہ تعالیٰ و بعون حبیب صلی اللہ علیہ وسلم دینی خدمات کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ علاوہ تدریس و تبلیغ کے مدرسہ افتتاح کی خدمت بھی انجام دیتا ہے۔ اسی سلسلہ میں ایک استفنا بھوجپور ضلع مراد آباد سے آیا جو تیس سوالات پر مشتمل تھا اس کا منشأ دیوبندی مذہب کی حقیقت دریافت کرنا تھا استاد محترم حضرت مولانا عبد العزیز صاحب قبلہ نے اس کا جواب با تفصیل نہایت سلیس عام فہم دیوبندیوں کی معتبر کتابوں کے حوالہ سے لکھ دیا جناب حافظ عبدالرشید صاحب نے اس کے چھپوانے کی خواہش کی اس لیے اس کا نام بھی مدرسہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے المصباح المجید رکھ دیا اور تجربہ سے یہ خیال ہوا کہ دیوبندی ان حوالوں کو غلط بنا کر سفیوں کو

بہکائیں گے اور علما دیوبند کے ان اقوال پر پردہ ڈالیں گے۔ لہذا ان کی دہن دوزی کے لئے سرورق پر لکھ دیا کہ ایک حوالہ بھی غلط ثابت کر دینے پر پانچ سو روپیہ انعام۔ اس لئے دیوبندیوں کا یہ دروازہ تو بالکل بند ہو گیا۔ اور ایسا کہ چار برس ہوئے کسی نے زبان تک نہ بھائی مگر دیوبندیوں نے دوسری گلی اختیار کی وہ یہ کہ المصباح المجدید کے حوالے تو سب صحیح ہیں مگر علما دیوبند کی عبارتوں کے مطلب غلط بیان گئے ہیں۔ اس مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے المصباح المجدید کے جواب میں ایک کتاب مقام المجدید لکھی اور ایک غیر معروف شخص مسمیٰ محمد حنیف رہبر کے نام سے شائع کی۔ اگرچہ حقیقت شناس جانتے ہیں کہ یہ کب سلیقہ ہے فلک کو یہ سنگاری میں

کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں یوں تو دیوبندیوں کی کتابیں کذب و افترا سے لبریز ہوتی ہی ہیں۔ مگر یہ کتاب خصوصیت کے ساتھ اکاذیب کا دفتر اور افترا دہتان کا طوفان ہے۔ ساری کتاب ترا بازی و افترا پردازی سے بھری پڑی ہے المصباح المجدید کی متانت و ولایت کے مقابلہ میں دیوبندیوں کی مقام المجدید ان کی مذہبی حرکت ہے جو بوجھلہٹ اور خواب پریشان سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ اس کے جواب میں صرف لعنة الله على الکذابين۔ کہنا کافی تھا اسی لئے اس کی طرف پہلے سے توجہ نہ کی مگر جب دیکھا کہ دیوبندی برادری اس کذب و افترا کی پوٹ پر ناز کر رہی ہے۔ چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ موضع سکئی ضلع اعظم گڑھ کے طے شدہ مناظرہ میں اگرچہ دیوبندی مولوی میدان مناظرہ میں کھٹنے کی تاب نہ لا سکے۔ مگر دیوبندیوں نے اپنی مخالفت مٹانے کے لئے یہ کہا کہ

مقام المجدید کا جواب نہیں ہوا لہذا مجھے خیال ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دیوبندی اس دفتر اکاذیب کا جواب نہ لکھنے سے میرے سنی بھائیوں پر طعنہ زنی کریں اس لئے باوجود بے فرصتی کے اس کا رد لکھا۔ مولیٰ عزوجل قبول فرما کر ذریعہ ہدایت بنائے۔ صاحب مقام المجدید کی تسکین چونکہ ایک باب سے نہ ہوئی بلکہ ایک مقدمہ اور دو باب بنائے لہذا اس کا رد بھی انہیں عنوانات سے مناسب سمجھا۔ کفر کی حمایت چونکہ کفر ہے اور کفر کی سزا عذاب شدید۔ اس لئے میں نے اس کتاب کا نام العذاب الشدید لصاحب مقام المجدید رکھا۔ مسلمان بغور مطالعہ کریں انشاء اللہ روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ علما دیوبند کی عبارتوں کے وہی مطالب ہیں جو المصباح المجدید میں بیان کئے ہیں۔ ان پر دیوبندی رہبر نے مقام المجدید میں جو پردہ ڈالنا چاہا ہے وہ مکاری و عتبری افترا پردازی بہتان طرازی، ترا بازی کے سوا کچھ نہیں۔ دیوبندی بھی اگر بنظر انصاف دیکھیں تو عجب نہیں کہ توبہ نصیب ہو۔ وهو حسبی و نعم الوکیل۔

فقیر محمد محبوب اشرفی مبارک پوری

باب اول

در ابطال جواب اعتراضات المصباح الجدید

دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب ربی خلاق ہیں | شیخ الہند مولوی

محمود الحسن صاحب نے مرثیہ میں اپنے پیر مولوی رشید احمد صاحب کو

مربی خلاق لکھا ہے ۔

حدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلاق کے

مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

(مرثیہ ص ۱۲)

اس پر المصباح الجدید میں تنبیہ فرمائی کہ اس شعر میں مولوی رشید احمد صاحب کو مربی خلاق لکھا ہے جو رب العالمین کے ہم معنی ہے ۔ مربی خلاق کا رب العالمین کے ہم معنی ہونا بالکل کھلی ہوئی بات ہے اور میں اس کو علمی روشنی میں لا کر بھی واضح کر دوں گا ۔ مگر دیوبندی رہبر اس پر پردہ ڈالنے کیلئے جواب دیتے ہیں جس کی حقیقت ابھی کھلی جاتی ہے ۔ ہر مائل بخیر سمجھ لے گا کہ وہ اعتراض کا جواب ہرگز نہیں البتہ جواب سے ایک بات یہ ظاہر ہو گئی کہ جب مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کو مربی خلاق لکھ دیا تو اب کسی دیوبندی کی مجال نہ رہی کہ ان کو مربی خلاق نہ مانے بلکہ ہر دیوبندی کا مذہبی فرض ہو گیا کہ وہ گنگوہی صاحب کو مربی خلاق ہی کہے ۔ اس لئے دیوبندی مجیب نے یہ جواب نہیں دیا کہ یہ مولوی محمد حسن

صاحب کی ذاتی رائے ہے ۔ ہم اس سے متفق نہیں یہ کوئی مذہبی عقیدہ نہیں کہ ہم گنگوہی صاحب کو مربی خلاق ہی مانیں ۔ بلکہ جواب میں وہ صورت اختیار کی کہ گنگوہی صاحب دیوبندی عقیدہ کے مطابق مربی خلاق ہی بنے ہیں اور بڑے بل جمن کر بیچ و تاب کھا کر اپنی عادت کے مطابق تبرائیازی کرتے ہوئے مربی خلاق ہی کو ہلکا پھلکا بنانے کی بیجا کوشش کی اور کہا ۔

اردو محاورات میں مربی بہت معنی میں مستعمل ہے ۔ نور اللغات میں ہے کہ مربی سرپرست کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور مربی بمعنی تربیت کنندہ والدین و استاد و پیر عام طور پر کہا جاتا ہے ۔ قرآن مجید میں بھی یہ محاورہ استعمال کیا گیا ہے ۔ وَتِلْ رَّبِّ اَرْحَمُهُمَا كَمَا دَرَبْتَنِي اَنِ صَغِيرًا اس پر بڑے اچھل کر کہا ۔ معنی صاحب نگاہیں قرآن عزیز پر بھی فتوے کیونکہ اس آیت میں والدین کو اولاد کا مربی کہا گیا ہے اور آپ کے نزدیک مربی بالکل رب العالمین کے ہم معنی ہے ۔ مقام المحدث لمصباح ص ۱۸۱۔

ناظرین کرام ذرا المصباح الجدید کے اعتراض اور دیوبندی رہبر کے جواب کو لا کر دیکھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ رہبری ہے یا ربزنی ۔ اعتراض تو مربی خلاق کہنے پر ہے ۔ مربی خلاق کو رب العالمین کے ہم معنی بتایا ہے ۔ نہ کہ صرف مربی کو ۔ رہبر صاحب خلاق کو بالکل ہی بھضم کر گئے آپ خلاق کو چھوٹے بھی نہیں محض مربی کو لے رہے ہیں کیا مرثیہ میں گنگوہی صاحب کو صرف مربی ہی لکھا ہے ۔ مربی خلاق نہیں لکھا جب آپ کو مرثیہ بھی نہیں دکھائی دیتا المصباح الجدید کا اعتراض بھی نہیں سوچتا تو تصنیف کے خواب کیوں دیکھنے لگے ۔ اب پڑھو اپنے اوپر

گر یہی بے خبری حضرت والا ہوگی

تار و پود پوری سب تہ و بالا ہوگی

المصباح المجید اور مرثیہ کی عبارت بھی جسے نظر نہ آئے وہ قرآن مجید کو کیا سمجھے۔ نور اللغات میں صرف مربی کا استعمال سرپرست کے معنی میں بتایا ہے یا مربی خلاق کا بھی۔ قرآن مجید میں والدین کے لئے صرف ترتیب کا استعمال ہوا ہے یا مربی خلاق بھی کہا گیا ہے۔ اگر آیت رَبِّیْ اِنِّیْ ضَلُّتُ اَسْـَٔلُکَ عَنْ کُتُوْبِیْ جِی کے مربی خلاق ہونے پر استدلال تمہارے نزدیک صحیح ہے تو قرآن مجید کی ان دو آیتوں سے گنگوہی صاحب کا رب العالمین ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ پہلی آیت مِاٰصَاحِی السَّجِّیْنَ اَمَّا اَحَدُکُمْ اَفَلَا تَفْقِیْ رَبَّہٗ تُحْمَدُوْا۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو تم میں ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا دوسری آیت قَالَ اِذْ جَعَلْنَا اِلٰی رَبِّکَ فَاَسْـَٔلُکَ فرمایا یوسف علیہ السلام نے اپنے رب (بادشاہ) کی طرف پلٹ جا پھر اس سے پوچھ۔ ان دونوں آیتوں میں رب کا استعمال بادشاہ کے لئے ہوا اور آپ کے نزدیک جب مربی کا استعمال غیر خدا کے لئے گنگوہی کے مربی خلاق ہونے کی دلیل بن گیا۔ تو رب کا استعمال غیر خدا کے لئے وہ گنگوہی صاحب کو رب العالمین کیوں نہ بنائے گا۔

یہ تو دیوبندیوں کے جواب و استدلال کی حقیقت تھی جو ظاہر ہوئی۔
اب اس کو واضح کرتا ہوں کہ مربی حنبلاتی یقیناً رب العالمین کے ہمہنی
ہے۔

خود کیجئے رب العالمین میں دو لفظ میں رب اور عالمین۔ اسی طرح
 مربی خلاق میں دو لفظ ہیں۔ ایک مربی دوسرا خلاق۔ اگر مربی رب کے معنی
 میں اور خلاق عالمین کے معنی میں ہو تو مربی خلاق کا رب العالمین کے
 ہم معنی ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ اب سینے خلاق جمع خلق بمعنی

مخلوق کی ہے۔ عالمین جمع ہے عالم کی۔ اللہ کے سوا ہر شے جو موجود ہے اس کو عالم کہتے ہیں۔ اسی طرح اس کے سوا ہر شے کو خلق بھی کہتے ہیں یعنی جو چیز عالم ہے وہ خلق ہے جو خلق ہے وہ عالم ہے۔ دیکھو عقائد لفظی العالم جمع اجزاء و محدث۔ اس کی شرح میں علامہ تفتازانی فرماتے ہیں۔ العالم ای ماسوی اللہ تعالیٰ من الموجودات مما یعلم بہ الصانع محدث ای مخبر من العدم الی الوجود بمعنی انہ کان معدوماً ثم وجد۔ لہذا مخلوق اور عالمین کے ایک معنی ہوئے۔

اب رہا مربی اور رب، مربی اور رب کا استعمال کسی خاص کی طرف
اضافت کے ساتھ غیر خدا کے لئے وارد ہے لیکن خلاق اور عالمین کی
طرف مضاف کر کے یعنی رب العالمین و رب الخلاق مربی عالمین مربی
خلاق غیر خدا کے لئے وارد نہیں۔ اردو میں نہ فارسی عربی میں ہی تو وجہ
ہے کہ دیوبندی رہبر کو ایک بھی ایسی مثال نہ مل سکی جس میں کسی مخلوق کو
مربی خلاق کہا گیا ہو۔ اسی وجہ سے خلاق کو چھوڑ کر صرف مربی خلاق کو لے
لیا۔ لہذا اس استعمال میں مربی اور رب برابر ہیں۔ معنی کے لحاظ سے سینے تو
مربی کے حقیقی معنی میں تربیت کنندہ۔ اردو میں اگرچہ سرپرست کے معنی میں
بھی آتا ہے لیکن اس وقت جبکہ خلاق اور عالمین کی طرف مضاف نہ ہو
اور یہاں خلاق کی طرف اضافت ہو رہی ہے۔ لہذا وہی حقیقی معنی تربیت
کنندہ یعنی پرورش کرنے والا ہوئے

رب کے معنی بھی تربیت کنندہ اور پرورش کنندہ ہیں۔ بیضادی شریف میں ہے۔

الرب في الامل بمعنى التربية و
 هي تبليغ الشئ الى كماله شيئاً
 ترجمہ۔ رب لغت میں بمعنی تربیت
 ہے اور وہ تدریجاً شے کو اس کے

فشیانہ وصف بہ مبالغۃ کا المصم کمال تک پہنچا ہے پھر مبالغۃ اس
والعدل کے ساتھ موصوف کیا گیا جیسے صوم اور
عدل۔

منتخب اللغات و لغائف میں ہے الرب بالمفع بصلاح آئندہ یعنی
پرورش کرنے والا۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہاں ربی اور رب کے ایک معنی
ہیں، اور خلاق و عالمین کا ہم معنی ہونا پہلے ہی ثابت ہو چکا۔ لہذا ثابت ہوا
کہ ربی خلاق رب العالمین کے ہم معنی ہے جس طرح رب العالمین کا
اطلاق مخلوق پر جائز نہیں اسی طرح ربی خلاق کا اطلاق بھی مخلوق پر جائز
نہیں کیوں کہ رب صاحب اب کھلی آنکھیں معلوم ہوا آپ کو کہ المصباح الجید
کا اعتراض حق ہے واقعی ربی خلاق رب العالمین کا ہم معنی ہے اور آپ کے
پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ اب تو آپ کو شرمانہ چاہیے اور گنگوہی جی کو ربی
خلاق ماننے سے توبہ کرنا چاہیے۔ اسی سلسلہ میں گنگوہی صاحب کی طرح
سرائی کا اٹھا خطبہ پڑھا ہے کہ انہوں نے بدعتوں کو کسی مشرکوں کو محمد بنایا
ہے۔ یہ بالکل الٹی بات ہے اس کے برعکس نام نہند زنگی کا فورسب جانتے
ہیں کہ گنگوہی صاحب وہابی گرتے۔ ساری عمر سنی مسلمانوں کو مشرک و بدعتی
ہی کہتے کہتے گزاری لہذا اگر یوں کہا جاتے کہ گنگوہی صاحب نے سنیوں کو
بدعتی اور محمدوں کو مشرک بنایا تو درست ہوگا اور بات بھی یہی ہے دیوبندی
مہر نے یہاں اردو وانی پر بھی تبرا بازی کی ہے۔ لہذا میں ناظرین کی غرافت
جمع کے لئے دیوبندی اردو سناؤں اور وہ بھی کسی معمولی شخص کی
نہیں بلکہ دیوبندیوں کے پیشوا گنگوہی صاحب کی۔ موضع سانگیوٹا سے ایک گوجر
کی لڑکی آئی اور اس نے عرض کیا کہ میرے باپ کو عیش کی شکایت ہے آپ
نے اسی زبان میں اسی لہجہ سے یہ دو اسیان کی۔

جامن کی کپسل سے کر دی میں رگڑ کے بلے مان گیر کے پلا دے۔ یعنی جامن
کی کپل کو دی میں رگڑ کے سپل میں ڈال کر پلا دے۔ حاشیہ تذکرۃ الرشید
ص ۶۵۔

واہ ری دیوبندی اردو تیرا کیا کہنا۔ ہر دوسرے حرف پر تشدید واجب
ہے اردو زبان تو دیوبند واسے ہی کچھ جانتے ہیں، دوسرے لوگ بھلا
کیا جانیں۔ جب ہی تو آپ کے شیخ الہند صاحب فرماتے ہیں۔

اس میحانی کو دیکھیں ذری ابن مریم
اور فرماتے ہیں قبولیت اسے کہتے ہیں کہتے "قبولیت" نے تو شیخ الہند
صاحب کی عربیت کی قطعی کھول دی اور فرماتے ہیں۔ پھر میں تھے کعبہ میں بھی
پوچھتے گنگوہی کراستہ کیا اعلیٰ فصاحت ہے جب ہی تو دیوبندیوں کے
پیشوا مولوی بی احمد و مولوی رشید احمد صاحب نے اپنی کتاب براہین قاطعہ
کے ص ۲۶ پر لکھا ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب
میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو
یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند
سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ
کا معلوم ہوا۔ براہین قاطعہ ص ۲۶۔

دیوبندیو! ذرا کان کھول کر سن لو یہ ہے تمہارے پیشواؤں کی اردو
جس میں کلام مؤنث ہے۔ اسی فصاحت پر حضور کو اردو سکھاتے ہیں اور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا شاگرد بنانے کے لئے خواب تعین کرتے
ہیں عیا تو ایمان والوں کا حق ہے۔

گنگوہی صاحب کی میحانی عیسیٰ
علیہ السلام سے بڑھ کر ہے۔

ہے۔ چنانچہ مولوی محمود حسن صاحب نے مرثیہ میں ص ۳۳ پر لکھا ہے کہ
مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس میحانی کو دیکھیں ذری ابن مریم
اسی پر المصباح الحبسید میں تنبیہ فرمائی اور آگاہ کیا کہ دیوبندیوں کے
نزدیک گنگوہی صاحب میحانی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑے
ہونے میں کیونکہ اگر بڑھا نہ جانتے تو یہ نہ کہتے کہ

اس میحانی کو دیکھیں ذری ابن مریم
مرثیہ کے اس کفری قول پر پر وہ ڈالنے کے لیے دیوبندی رہبر
نے بڑا زور لگایا۔ بے چارے نے دو آیتیں بھی بے عمل نقل کیں۔
محاورہ بھی بے محاورہ بتایا جس کا نتیجہ یہ نکالا کہ موت وحیات کا استعمال
گمراہی اور ہدایت میں بھی ہوتا ہے اور شعر کا یہ مطلب بتایا کہ گنگوہی صاحب
نے گمراہوں کو ہدایت دی اور ہدایت یافتہ کو گمراہی سے بچالیا اور دوسرے
مصرع میں یہ تمنا کی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم گنگوہی صاحب کے اس فیض
کو ملاحظہ فرمائیں اور خوش ہوں۔ مقام الحدید منقضا ص ۱۹۔

شعر کا مطلب تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا البتہ یہ دیوبندی رہبر کی
غرض عقیدگی کے جوہر میں کہ بالکل ہی بے تکی اڑا رہے ہیں کیوں کہ صاحب
آپ کی دلیل کی حقیقت بس یہی ہے کہ موت وحیات کا استعمال مجازاً
چونکہ ہدایت و گمراہی میں ہو گیا ہے۔ لہذا اب کون روکنے والا ہے اب
تو ہر جگہ جہاں آپ کا جی پاسے گا بلا قرینہ ہی ہدایت و گمراہی مراد لیں

گے کیونکہ آپ تو رہبر ہیں آپ کے لیے کسی قرینہ کی کیا ضرورت ہے مگر
یہ رہبر ہی نہیں راہزنہی ہے۔

مازی معنی مراد لینے کے لیے قرینہ شرط ہے اس شعر میں معنی مجازی پر
قرینہ تو کہا بلکہ اس کے عدم پر قرینہ موجود ہے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کا تقابل
ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصف مردے جلانا جو مشہور ہے وہ مجازی معنی
کے اعتبار سے ہرگز نہیں بلکہ حقیقی معنی میں ہے اس لیے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام
سے تقابل ہے تو وہی حقیقی معنی مراد لینے جائیں گے لہذا شعر میں ہدایت و
گمراہی مراد لینا گمراہی و دھوکہ بازی ہے۔ بلکہ وہی مارنا جلانا مراد ہے۔ اور
گنگوہی صاحب اس میں حضرت مسیح سے بڑے ہونے میں کیونکہ انہوں نے
زندوں کو مرنے سے بچالیا اور اگر آپ قرینہ وغیرہ سے آنکھیں بند کر کے
ہر قاعدہ سے بے قید ہو کر ہدایت و گمراہی مراد لیں۔ تب بھی حضرت عیسیٰ
علیہ السلام سے گنگوہی صاحب کی ہدایت ضرور بڑھ جائے گی۔ جس میں حضرت
مسیح علیہ السلام کی کھلی توہین ہے۔ کیونکہ دوسرا مصرعہ اس میحانی کو دیکھیں
ذری ابن مریم پکار کہ کہہ رہا ہے کہ گنگوہی صاحب کی ہدایت عیسیٰ علیہ السلام
سے بڑھ گئی کیونکہ اگر محض عیسیٰ علیہ السلام کو خوش کرنا ہی ہوتا تو یوں کہا جاتا۔
اس میحانی سے خوش ہوں ذری ابن مریم۔

بے دینو! انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتے ہو اور جب نواخذہ
کیا جاتا ہے تو پردہ ڈالتے ہو تو یہ نہیں کرتے یہاں سب بھلائی سے
بھول گئے یہ نہیں سوچتا کہ اس شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقابل
کر کے دکھایا ہے اور ہر زبان کا محاورہ ہے۔ اردو میں بھی مستعمل ہے کہ
تقریف کے موقع پر جنب بولا جاتا ہے کہ ذرا اس کو دیکھیں تو تقابل
علی وجہ الوقیت ہی مراد ہوتا ہے کہ جس کو مقابلہ کر کے دکھایا جا رہا ہے

اس سے یہ بڑھا ہوا ہے جیسے حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت میں کہا ہے ۔

بھوکے پیاسے نے ہزاروں کو تریح کیا
اس شجاعت کو ذرا دیکھے تو رستم آ کر
جس طرح اس شعر میں حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کو شجاعت میں رستم
ذمیت بخلا ہے اسی طرح مرثیہ کے اس شعر میں ۔
مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں فدوی ابن مریم
حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر گنگوہی صاحب کی برتری اور فوقیت ظاہر ہے
در الصباح الحبید کا اعتراض بالکل حق و بجا ہے اور دیوبندیوں کے
پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ مرثیہ کے اس کفری شعر کے مقابلہ میں
مدائح اعلیٰ حضرت کا یہ شعر پیش کیا ہے ۔

شفا بیمار پاتے ہیں طفیل حضرت عیسیٰ
ہے زندہ کردہ مردے خواص احمد رضا خان کا

مرثیہ کے مقابلہ میں مدائح اعلیٰ حضرت کا پیش کرنا کتنی بڑی شرم کی بات
ہے۔ مدائح کے قائلین عوام الناس ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک مذہبی
حیثیت سے ان کا قول معتبر نہیں اور مرثیہ تو تمہارے شیخ الحبید کا ہے
جس کے بقول پر دیوبندی ایمان لایچکے ہیں پھر مدائح سے مقابلہ کیسی
شرمناک حرکت ہے۔ مگر بات یہ ہے علماء اہل سنت میں سے کسی کا کوئی
ایسا قول قیامت تک مل ہی نہیں سکتا۔ اس لیے عوام کے ہی قول کو
استے میں اور وہ بھی محض عوام کو دھوکہ دینے کے لیے۔ کیا اس شعر میں بھی
ہے۔ اس مسیحائی کو دیکھیں فدوی ابن مریم، کیا اس میں بھی تقابل ہے

کیا اس میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کو اعلیٰ حضرت کی مسیحائی دکھائی گئی ہے
اس اپنے کفری شعر کے مقابلہ میں ذکر کرتے ہوئے کچھ تو شرمائے ہوتے
یا درکھو سنی عوام اور بے علم کا کلام بھی تو ہیں سے پاک ہوتا ہے۔ تم نے
اس کا مقابل بنانے کے لیے شعر کا مطلب بگاڑا لفظ طفیل کو ایک ہی
طرف لیا طفیل حضرت عیسیٰ کا تعلق دونوں مصرعوں سے ہے اور مطلب
صاف یہ ہے کہ بیماریوں کا شفا پانا اور مردے سے زندہ ہونا یہ دونوں کلام
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طفیل و صدقہ سے ہیں اور اس کا ظہور اعلیٰ حضرت
رحمۃ اللہ علیہ کی سعی و کوشش سے ہے لہذا ثابت ہوا کہ مدائح کے اس شعر
میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف ہے مگر دیوبندیوں کو کیا سوچے ۔
آنکھیں اگر میں بند تو پھر دن بھی رات ہے

گنگوہی صاحب کے عبید یوسف ثانی میں

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہونچیں

عبید سود کا ان کے لقب یوسف ثانی

مرثیہ کے اس شعر میں مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کے
کالے کالے بندوں کو یوسف ثانی کہا ہے مگر دیوبندی رہبر نے اس
پر پردہ ڈانے کے لیے بڑی حیرانی و پریشانی کے بعد توجیہ کی ہے جس
کا خلاصہ یہ ہے۔ عبید عبد کی جمع ہے اور عبد کے معنی غلام اور خادم کے
ہیں اور یوسف ثانی سے مراد حسین و جمیل ہے اور شعر کا مطلب ہے کہ
گنگوہی صاحب کے خادم کالے کالے ہی حسین و جمیل نظر آتے تھے

مقاصع ۲۶

جو شخص دیوبندی مذہب سے ناواقف ہو وہ شاید دھوکہ میں آ کر کہہ دے کہ یہ مطلب ہو سکتا ہے لیکن جو دیوبندی مذہب سے واقف ہے اس پر روشن ہے کہ دیوبندی کے اس شعر کا یہ مطلب قیامت تک نہیں ہو سکتا اس لیے کہ یہ مطلب تو اس بات پر موقوف ہے کہ عہد کے معنی غلام اور خادم کے ہوں اور دیوبندی دھرم میں عہد کے معنی عرف عابد ہی کے ہیں۔ غلام اور خادم کے نہیں ورنہ عبد النبی، عبد المصطفیٰ نام رکھنا جائز ہو گا جو دیوبندیوں کے نزدیک شرک ہے۔

تقریباً ایمان کے ص ۹ پر ہے۔ جب اولاد ہوان کی (اموں شہیدوں کی) نذر و نیاز کرے اپنی اولاد کا نام عبد النبی، امام بخش، پیر بخش رکھے۔ سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ بہشتی زیور کے ص ۱۶ پر علی بخش، حسین بخش، عبد النبی وغیرہ نام رکھنے کو مشرک و کفر میں گنایا ہے اب پوچھو دیوبندی رہبر سے جب کہ عہد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں۔ تو عبد النبی نام رکھنا شرک کیسے ہوا کیا تمہارے نزدیک نبی کا خادم اور غلام بننا شرک ہے۔ یہی تمہارا دین ہے۔ اسی پر مسلمان کا دعویٰ ہے شرم نہیں آتی عبد الگنگوہی، عبد القانوی بننا جائز مانو اور عبد النبی کو شرک کہو۔ یہ نبی کی عداوت اور تقاضی کی حمایت نہیں تو اور کیا ہے۔ جب تمہارے نزدیک عبد النبی شرک ہے تو تم کس منہ سے کہہ سکتے ہو کہ عہد کے معنی غلام اور خادم کے ہیں۔ تمہارا مذہب پکار رہا ہے کہ عہد کے معنی تمہارے مذہب میں بندہ عابد کے ہیں لہذا شعر کا مطلب یہی ہوا کہ گنگوہی صاحب کے کالے کالے بندے یوسف ثانی ہیں یعنی دوسرے یوسف فرق صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ درجہ کے حسین و جمیل بندہ یوسف علیہ السلام

تھے اور گنگوہی صاحب کے کالے کالے ہی بندے یوسف ثانی ہیں۔ لہذا المصباح الجدید کا الزام ثابت رہا اور اس کا جواب دیوبندی مذہب پر قیامت تک ممکن نہیں۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب کے کسی مرید کے یہ دو شعر پیش کیے ہیں۔

بظاہر مرصع بباطن مجمل

تو ہر رنگ حرف خدا بن کے آیا

سدا تجھ میں دیکھا نبی تجھ میں پایا

تو آئینہ ہر ضیاء بن کے آیا

دیوبندی رہبر کو ذرا عزت نہیں آتی۔ کہاں تمہارے شیخ الہند جن پر تم ایمان لاپچے ہو اور کہاں یہ بے چارے حوام جن کا قول اہل سنت کے نزدیک مذہبی حیثیت سے معتبر نہیں۔ یہ حرکت تمہیں کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے تاہم دونوں شعروں کا مطلب ظاہر ہے۔ یعنی آپ صبیحۃ اللہ کے رنگ میں رنگے ہیں۔ اس لیے ظاہر و باطن دونوں آراستہ ہیں اور آپ میں جلوہ خدا اور جلوہ رسول نظر آتا ہے کیونکہ شاعر نے پیر صاحب کو آئینہ بتایا ہے اور آئینہ میں ذات کا انعکاس محال ہے لہذا جلوہ ہی مراد لیا جائے گا۔

گنگوہی صاحب بانی اسلام کا ثانی ہیں | ۲۷ علما دیوبند کا عقیدہ ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بانی اسلام (خدا) کے ثانی ہیں چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب نے مرثیہ میں فرمایا ہے۔

زباں پر اہل احوال کے ہے کجیوں علی سبیل شاید

اشعا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

المصباح الجدید میں علمائے دیوبند کا یہی عقیدہ بیان فرمایا ہے مقاصع الجدید

اگرچہ اس کے جواب میں کبھی گئی ہے مگر یہ عقیدہ چونکہ دیوبندیوں کا متفقہ ہے۔ اس لیے رہبر صاحب نے مقام الحدید میں اس سے انکار نہیں کیا بلکہ بہت سی آیتوں اور حدیثوں سے ثابت کیا کہ واقعی گنگوہی صاحب بانی اسلام کے ثانی ہیں لہذا المصباح الجدید کی تصدیق ہوگئی رہا یہ کہ المصباح الجدید میں بانی اسلام کے بعد بلائین میں (خدا) کھاسے تو یہ کوئی اپنی ذاتی رائے نہیں بلکہ دیوبندی مذہب پر بانی اسلام کی تفسیر ہے اور قابل چونکہ دیوبندی ہے لہذا اشعر کا مطلب یہی ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی ثانی خدا عالم سے اٹھ گئے بیگز رہبر صاحب اس پر بہت ہی بیگزے بہت سی صلواتیں سنائیں لا حول بھی پڑھی اور یہ کہا کہ معلوم ہوتا ہے رضا خانی مذہب میں خدا بھی عالم سے اٹھ جاتا ہے۔ مقام الحدید ص ۲۱

رہبر صاحب کو یہ تو ہرگز نہیں معلوم ہوتا ہوگا بیگز یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ حصہ میں آپ کے حواس جاتے رہے۔ غور تو کیا ہوتا۔ ۷

اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی اس میں عالم سے اٹھنا بانی اسلام کے لیے ہے یا بانی اسلام کے ثانی کے لیے ہے۔ جب ثانی کے لیے حکم ہے تو بانی اسلام کے معنی خدا لینے سے خدا کا عالم ہے اٹھنا کیوں لازم آیا۔ آپ کو آگے پیچھے کا کچھ خیال ہی نہ رہا۔ البتہ ثانی خدا (گنگوہی جی) عالم سے اٹھے اور اس سے خدا کا عالم سے اٹھنا لازم نہیں آتا۔ اس لیے کہ تم خود کہتے ہو کہ ثانی اس شعر میں مسائل کے معنی میں نہیں صرف دوم کے معنی میں ہے لہذا اوصاف میں اشراک ضروری نہ ہوا پھر خدا کا مٹنا کیسے لازم آیا اور اگر مسائل کے معنی میں بھی ہو تو بھی تمہارے قول کی بنا پر جزئی مشابہت میں برابری لازم نہیں پھر بھی خدا کا عالم سے اٹھنا کسی طرح لازم نہیں آیا تعجب ہے آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا غالباً

اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو اپنا کہا یا دہنیں رہتا۔ دروغ گو را حافظ نہ باشد۔ پیر دیوبندی رہبر نے شعر کا مطلب بتاتے ہوئے کہا کہ:۔ بانی اسلام سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ثانی مسائل کے معنی میں نہیں بلکہ دوم اور دوسرے کے معنی میں ہے اور گنگوہی کی موت پر اعلیٰ ہبل کا نعرہ بلند کیا گیا تھا لہذا اشعر کا مطلب یہ ہوا کہ اہل باطل کی طرف سے جس طرح اعلیٰ ہبل کے نعرے اس وقت لگے تھے جب شیطان نے بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ ناپاک خبر اڑائی تھی اسی طرح آج ان ہبل پرستوں کی ذریت قبر پرستوں تعزیر پرستوں وغیرہ کی زبان پر وہی ناپاک نعرہ ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نزع کا کوئی اور واقعہ پیش آگیا اور کوئی حتمی سنت ماحی بدعت شاید اس عالم سے اٹھ گیا کہ یہ باطل پرست اسی کی وفات کی خوشی میں شیطانی نعرے لگا رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس خاص معاملہ میں پہلے تھے اور حضرت مولانا گنگوہی دوسرے ہوئے بہر حال مولانا کے اس طرح کا مطلب یہی ہے۔ مقام الحدید ص ۲۲ دیوبندی نے اس مطلب کی بنیاد عین باتوں پر رکھی ہے۔ اول یہ کہ بانی اسلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ دوسرے ثانی کے معنی دوم کے ہیں۔ تیسرے گنگوہی جی کی موت پر اعلیٰ ہبل کا نعرہ لگایا گیا تھا لہذا میں تمہیں باتوں کے متعلق کچھ تفصیلی گزارش کر دوں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ دیوبندی مذہب پر شعر کا یہ مطلب قیامت تک نہیں ہو سکتا۔ اول سینے۔

آپ کہتے ہیں کہ بانی اسلام کا اطلاق اصلی اور حقیقی معنی کے لحاظ سے حق تعالیٰ پر ہونا چاہیے مگر اردو محاورات میں بطور مجازیہ اطلاق شائع و ذائع ہے۔ برابر اردو نظم و نثر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بانی اسلام لکھا جاتا ہے۔ مقام ص ۲۱

جی ہاں لکھا جاتا ہے اردو نظم و نثر میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں حاضر و ناظر لکھا جاتا ہے اور یا رسول اللہ بھی لکھا جاتا ہے مگر اس سے آپ کو کیا واسطہ کیا فائدہ جو حضور کو ہا ذہن تعالیٰ دین میں ممتاز مانتے ہیں امت کی باگ حضور کے ہاتھ میں جانتے ہیں وہ حضور کو محب از بانی اسلام کہتے ہیں آپ اپنے مذہب کو یاد کیجئے ذرا تقاضوی صاحب سے پوچھیے اپنے مین ایان کو دیکھیے تقویت الایمان پڑھیے یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور دی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے

۴۴

اس عبارت میں حضور کے بانی اسلام نہ ہونے کی صاف تصریح ہے کہ شرع ان کا حکم نہیں بلکہ اس اعتقاد کو شرک بتایا ہے۔ تقاضوی صاحب نے اپنے وعظ ذکر الرسول مطبع کان پور کے ص ۳ پر لکھا ہے کہ بانی اسلام خدائے تعالیٰ ہے۔ پھر تم کس منہ سے حضور کو بانی اسلام کہہ سکے ہو کیا تقویت الایمان کے منکر ہو گئے۔ تقاضوی صاحب سے مخوف ہو گئے یا مجاز کی آڑ میں منکر بننا چاہتے ہو۔ تقویت الایمان پر ایمان رکھتے ہوئے اور تقاضوی صاحب کو مانتے ہوئے تمہیں ماننا پڑے گا کہ حضور کو بانی اسلام نہیں کہہ سکتے لہذا بانی اسلام سے مراد خدا ہی ہوا اور مصباح الجدید میں جو بانی اسلام کی تفسیر (خدا) کی ہے تمہاں مذہب پر صحیح درست ہونی دو سکے لفظ ثانی کو یہاں دوم کے معنی میں بتایا یہ بھی محض غلط ہے یہ بھی نہ سمجھا کہ یہ گنتی اور شمار کا موقع نہیں یہاں گنگوہی صاحب کی تعریف برہر ہی ہے ان کے مراتب کا اظہار ہے یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ نظم شرعیست کو قائم کئے ہوئے تھے عالم میں توحید انہیں کے دم سے تھی بھی

توان کے مرنے پر بقول تمہارے شہر کی نعرے بلند ہونے لگے اور ثانی بانی اسلام کی کم از کم یہ شان ہونا بھی چاہیے اور اگر دوم کے معنی میں ہو تب بھی گنگوہی صاحب دوسرے بانی اسلام ضرور ہو جائیں گے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ صرف گمن کر چھوڑ دیا جائے کہ گنگوہی صاحب دوسرے کس بات میں دوسرے بانی اسلام ہونے میں یعنی دوسرے بانی اسلام اور بانی اسلام تمہارے مذہب پر خدا کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا لہذا گنگوہی صاحب دوسرے خدا ہوئے اور اگر اپنے مذہب کو چھوڑ کر بانی اسلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد تو گنگوہی جی کم از کم دوسرے رسول ہوئے تیسرے یہ کہنا کہ گنگوہی صاحب کی موت پر اعلیٰ اعلیٰ ہبل کے نعرے بلند ہوئے یہ سفید جھوٹ ہے۔ ایسی ہی افترا بازی اور بہتان طرازی پر دیوبندی مذہب کا مدار ہے۔ ایسا مرتج جھوٹ بولتے ہوئے ذرا تو شرماد کچھ تو غیرت کرو۔ دنیا جانتی ہے کہ اب نہ ہبل ہے نہ اس کے پوجنے والے۔ مصطفائی ہدایت کے انوار نے ہبل اور ہبل پرستوں کو خاک میں ملا دیا۔ اب دیوبندیوں کے دماغوں ہی میں ہبل کی یاد ہو تو ہو اس کے جلو کے نقشے کھینچیں تو کھینچیں۔ دنیا میں کوئی اس کا پکارنے والا نہیں اس تفصیل نے روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا کہ دیوبندی رہبر نے جن تین باتوں پر شعر کے معنی کی بنیاد رکھی تھی وہ کذب و افترا غلط اور تقاضوی و تقویت الایمانی حکم سے شرک ہیں اور یہ مطلب دیوبندی مذہب پر قیامت تک نہیں ہو سکتا لہذا شعر کا مطلب وہی ہوا جس کی طرف المصباح الجدید میں اشارہ فرمایا ہے یعنی گنگوہی صاحب ثانی خدا عالم سے اٹھ گئے۔ اس تفصیل کے بعد اس نمبر کے رد میں اور کچھ لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر بے دینوں کا طریقہ ہے کہ اپنے مدعا باطل کی تائید میں عوام

کو دھوکہ دینے کے لیے آیات و احادیث تراش تراش کیا کرتے ہیں چنانچہ اس موقع پر بھی دیوبندی رہبر نے گنگوہی جی کو ثانی محمد بنانے کے لیے آیتیں و حدیثیں کچھ اقوال لکھے ہیں لہذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق بھی کچھ وضاحت کر دوں۔

دیوبندی رہبر نے گنگوہی صاحب کو ثانی رسول بنانے کے لیے یہ دعوے کیا ہے کہ کسی خاص معاملہ میں امتی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی کہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امتی کا ثانی کہنا جائز ہے کیونکہ اس ثانویت میں مرتبہ کا لحاظ نہیں ہوتا صرف عددی منبر کا لحاظ ہوتا ہے اسی پر آیت إِذَا خَرَبَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ كَقَدْحَةٍ فُتَّتِ الْأَشْيَافُ اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے دو شعر جن میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصف ثانی اشین مذکور ہے۔ نقل کئے اس کے بعد تفسیر کبیر کی یہ عبارت نقل کی ہے۔

دل هذه الامة على فضل ابى بكر
رضى الله عنه من وجوه
الرابع انه تعالى سباه ثانی
اشین فجعل ثانی محمد علیہ السلام
حال كونه فی النار والعلم اشبتا الله
رضى الله عنه كان ثانی محمد
صلی الله علیہ وسلم فی الكثر
المناصب الدينية

ترجمہ۔ یہ آیت کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر چند وجوہ سے دال ہے۔
چوتھی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ثانی اشین فرمایا پس بجا لیت رفاقت غار آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیا اور علمائے کرام نے ثابت کیا ہے کہ بہت سے دینی مراتب میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ثانی تھے۔

اس کے بعد کہا کہ اسی معنی کے لحاظ سے قرآن مجید میں حق تعالیٰ کو رابع اور سادس یعنی چوتھا اور چھٹا کہا گیا ہے اس پر یہ آیت لکھ دی۔

اللَّهُ مُتَرَاتِنًا يَنْزِلُ فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ إِلَّا هُوَ سَادٌّ لَهُمْ
مَقَامُ الْحَدِيدِ مَا آدَمُ لَكَ كَانَا بِهَؤُلَاءِ كَرْتِمْ
یہاں بھی تین آدمی سرگوشی کرتے ہیں جو تھا وہاں خدا ہوتا ہے جہاں پانچ آدمی ل کر کا نا پھوسی کرتے ہیں وہاں چھ خدا ہوتا ہے۔

کیوں دیوبندی رہبر صاحب الْأَهُودَ وَالْيَهُودَ اور ثانی اشین إِذَا هُمَا فِي الْغَارِ کے استعمال میں جب کوئی فرق نہیں دونوں صرف عددی منبر میں مستعمل ہیں اور شعر میں بھی ثانی کے یہی معنی ہیں تو جس طرح اس شعر میں بانی اسلام سے حضور مراد ہے کہ گنگوہی صاحب کو ثانی محمد بناتے ہو ثانی خدا کیوں نہیں کہتے اس تقدیر پر تو ثانی خدا کو ترجیح ہوگی۔ کیونکہ بانی اسلام اس موت میں اپنے حقیقی معنی (خدا) میں مستعمل ہوگا اور نہ تھا نوی صاحب کی مخالفت ہو گی نہ تقویۃ الامیان کا انکار۔ لہذا اس تباہی سے استدلال سے پھر شعر کے وہی معنی ہوتے یعنی گنگوہی صاحب کو ثانی خدا عالم سے اٹھ گئے اور پھر المصباح الجدید کی تصدیق ہوئی ہے۔

دیکھیں تو بانی گئے وہ کہاں ہم سے بھاگ کر

منہ دھانپ کر جو مجلس یاراں سے چل فیستے

بے دین نیش زنی سے کسی جگہ باز نہیں آتے۔ مقبولان بارگاہ کی فضیلت کو دیکھ نہیں سکتے۔ آیت و اشعار و تفسیر کبیر کا حرف حرف حضرت صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ کی فضیلت مخصوصہ پر روشن دلیل ہے مگر دیوبندی رہبر نے یہ کہہ کر (کہ اس میں مرتبہ کا لحاظ نہیں صرف عددی نمبر کا لحاظ ہے) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس خاص فضیلت کو یک قلم اڑا دیا حالانکہ تفسیر کبیر کی اسی عبارت میں مصرح ہے۔ دل هذه الآية على فضل ابی بکر بوجه یعنی بہت سی وجہ سے یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی دلیل ہے مگر جب بعض گنتی و شمار ہے تو فضیلت کیسی اور جب فضیلت ہے اور وہ بغیر لحاظ مرتبہ نامکن تو یہ کہنا کہ صرف عددی نمبر کا لحاظ ہے کیونکہ درست ہو سکتا ہے لہذا تفسیر کبیر کی یہ عبارت دیوبندی رہبر کا رد ہے۔

اور اس سے بڑھ کر اس کے بعد کی عبارت تمہارے پرزے اڑا رہی ہے جس کو تم نے خیانت و خباثت سے چھپا لیا اور نقل نہ کیا وہ یہ ہے۔

البراد هنا لا كونه مع الكل بالعلم

والسد بغير كون مطلقا على ضمير

كل واحد اما ههنا فالبراد لبقوله

قوله ثانی اثین تخصیصه بهذه

الصفة فی معرض التعظیم۔

تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۳۳۸

یعنی آیت اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَخَذَ مِمَّنْ دَعَاہُمْ و غیرہ سے مراد یہ کہ باری تعالیٰ علم و تدبیر میں بندوں کے ساتھ ہے اور ہر ایک کے دلی حال پر مطلع ہے اور یہاں ثانی اثین سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تخصیص ہے اس صفت کے ساتھ عمل تعظیم میں۔

ناظرین کرام تفسیر کبیر کی عبارت کو ملاحظہ فرمائیں اس میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ دونوں آیتوں میں دو بین فرق بتا رہے ہیں اول یہ کہ آیت

کریمہ ثانی اثین اذ ہم انی الغار مقام تعظیم میں ہے دوسرے یہ آیت کریمہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک مخصوص فضیلت کا بیان ہے جس میں مرتبہ کا لحاظ لازم ہے اور دوسری آیت اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ مِمَّنْ دَعَاہُمْ میں مراد باری تعالیٰ کا ہر ایک کے احوال پر مطلع ہونا ہے کسی کی خصوصیت اور فضیلت کا بیان مقصود نہیں کہ مرتبہ کا لحاظ ہو بلکہ صرف عددی نمبر کے لئے ہے۔ اور دیوبندی رہبر کہتے ہیں کہ دونوں آیتوں میں ثانی کے ایک ہی معنی عددی نمبر کے ہیں لہذا تفسیر کبیر کی یہ عبارت بھی اس کا صریح رد ہے چونکہ دونوں آیتوں میں فرق نہ کر کے اپنے پیرو گن گوی کو ثانی محمد بنانا چاہا ہے لہذا تفسیر کبیر کی اس عبارت نے اس کے مدعا کے باطل کے پرزے اڑا دیئے یہاں تک تو گن گوی جی کو مثل خدا اور مثل رسول بنانے میں کچھ اول بدل اور پھر پھار کیا تھا مگر اب کھلے اوصاف کہہ دیا کہ مماثلت مراد لینے پر بھی اعتراض نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ ایک خاص حیثیت سے تشبیہ ہوگی اور اس قسم کی جزئی تشبیہ خود کام الہی میں موجود ہے۔ مقام الحدید مخصا ص ۲۴۔

یعنی گن گوی جی ایک خاص حیثیت سے مثل محمد ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ یہ قرآن مجید میں موجود ہے اور اس مدعا باطل پر آیت قل استأنا بشر مثلكم اور حدیث اِنِّیْ اَنْتُمْ كَمَا تَنْتَوْنَ اور اتی اوعل کہا یوعل راجلان منکم نقل کی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ دیوبندی اپنے مذہب سے عبور ہے اس کا مذہب ہی نبی کی ہمسری اور برابری ہے۔ بے دینو ذرا بھی حیا نہیں آیت میں تواضع کی تعلیم ہے۔ حدیث میں تواضع فرمایا ہے تفسیر ابواسعود میں آیت ان نحن الا بشر مثلكم کی تفسیر ہے۔ قالوا تواضعوا وھضبا لنفسه یعنی انبیاء علیہم السلام کا یہ فرمانا کہ ہم تمہارے مثل بشر ہیں یہ بطور تواضع اور بطریق

کفر نفسی ہے اس سے مشیت تراشتے ہو حضور کی بشریت بتاؤں۔ تو آنکھیں کھل جائیں آؤ کرو تو حضور کی بشریت میں مقابلہ بشریت ہی میں مماثلت ثابت کرو۔ حضور کے جسم پاک کا سایہ نہ تھا۔ حضور کے جسم اطہر پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی۔ حضور کے جسم پاک کی خوشبو سے راستے ہلک جاتے تھے۔ حضور کے پسینہ اور بول و براز میں مشک و عنبر کی خوشبو آتی تھی یہ سارے وصف حضور کی بشریت ہی کے ہیں جسم ہی سے متعلق ہیں ہے کچھ ان میں سے تم میں یا تمہارے گنگوہی میں ایک ہی وصف ہو تو آؤ کرو برابر ہی جب نہیں تو پھر کس منہ سے کہہ دیا کہ چونکہ یہ تشبیہ جزئی اور خاص حیثیت سے ہوگی۔ لہذا اس پر اعتراض نہیں کچھ تو عزت کرو ذرا تو شراذ آیات و احادیث کو بے عمل استعمال کرنے سے توبہ کرو۔ اس کے بعد دیوبندی نے مدائح کے دو شعر نقل کئے

نیری تعظیم سے سدا کا عرب کی تعظیم
تو ہے اللہ کا اللہ تعالیٰ تیرا
ناتبعیت یہ چاہتی ہے کہوں
سید و سدا کی چادر ہے

نادان نے اس پر کیا اعتراض سمجھا ہے اس میں اعلیٰ حضرت کو بانی اسلام کائناتی کہاں کہا ہے۔ مشیت کون سے لفظ سے نکلتی ہے اس سے مقابلہ کرنا اپنے عجز کا اقرار ہے۔ اعلیٰ حضرت قدوس سدا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہی میں اپنا غر بھا ہمیشہ اپنے کو عبد المصطفیٰ لکھا اور دنیا جانتی ہے کہ غلام کی تعظیم آقا کی تعظیم ہے اور علماء دین نائب رسول ہیں پھر اس پر کیا اعتراض ہے۔

دیوبندی کہے میں پہنچ کر بھی
گنگوہ جانے کا راستہ پوچھتے ہیں

میں وہ کمال کر رہے ہیں کہ جمیع کمالات کو ان کے لئے ثابت کر رہے ہیں خواہ وہ کمال ممکن کا ہو یا واجب کا خالق کا ہو یا مخلوق کا مولوی محمد حسن صاحب کی نظر جس وصف پر پڑتی ہے۔ بے دریغ گنگوہی صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ گنگوہی صاحب کو مری خلاق بنایا بانی اسلام (خدا) کائناتی کہا اسی دھن میں تھے کہ بیت اللہ پر نظر پڑ گئی دیکھا کہ کعبہ معظمہ خانہ خدا بڑی عظمت والا گھر ہے یہ عظمت و فضیلت بے گنگوہی صاحب کے لئے ثابت نہ ہوئی تو بات ہی کیلئے اور جب وہ مری خلاق و بانی اسلام کے ثانی ہیں تو ان کا مکان بھی کعبۃ اللہ کی عظمت میں شریک ہوگا بلکہ اور چار ہاتھ بڑھ کر رہے گا۔ کیونکہ کعبہ معظمہ میں تو اہل ظاہر و باطن باادب حاضر ہوتے ہیں اور اپنے شوق کو پورا کرتے ہیں مگر جو باطنی نظر رکھتے ہیں اور جام معرفت گنگوہی پی چکے ہیں۔ ان کی تسکین کعبہ معظمہ میں ہرگز نہیں ہوتی بلکہ کعبہ میں پہنچ کر جمی یہی پیچ و پیکار ہے کہ ہائے گنگوہ کدھر ہے بتاؤ گنگوہ کدھر ہے لہذا معلوم ہوا کہ گنگوہ کی عظمت و بزرگی عارفان گنگوہی کی نظر میں کعبہ شریف سے بہت بلند و بالا ہے اس مضمون کو مولوی محمد حسن صاحب نے مرثیہ کے اس شعر میں ادا کیا ہے۔

پھر میں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا راستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق شوق عرفانی

اس پر المصباح الحسید میں تشبیہ فرمائی کہ کعبہ معظمہ میں پہنچ کر بھی گنگوہی کی دھن گئی ہوئی ہے اسے دیوبندی عرفان کا نشہ اور گنگوہی معرفت کا

نہ سار نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔

دیوبندی رہبر سے اس کا جواب نہ بن پڑا تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے استدعا کی اور غلو غلات کی یہ عبارت نقل کی۔ سب سے سنا بل شریف میں ہے۔ ایک شخص کو سزائے موت کا حکم بادشاہ نے دیا۔ جلاد نے ملواری کہی۔ یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے جب جلاد نے کہا اس وقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں فرمایا تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو منہ کر لیا۔ اس کے بعد دیوبندی نے لکھا کہ خاں صاحب بریلوی اس واقعہ کو نقل فرما کر ارشاد فرماتے ہیں اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا اس کے بعد لکھتے ہیں، خاں صاحب کی اس تقریر کی روشنی میں شیخ الہند کے شعر کا یہ مطلب ظاہر ہو گیا کہ کعبہ جو قبلہ اجسام تھا ہم وہاں گئے اور حق حاضری ادا کیا۔ اس کے بعد سینہ میں جو عرفانی ذوق اور روحانی شوق کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ اس کے بجھانے کے لیے شیخ طریقت اور قبلہ ارواح کی ضرورت ہوئی اور ہم اس کی تلاش میں چل دیئے۔ متاع الحدید ص ۲۶۔

اولیٰ کرام سے استمداد حاصل سنت کے نزدیک درست اور ان کا مدد فرمانا حق بجانب ہے اور دیوبندی اسے شرک کہتے ہیں جس کی تفصیل نمبر ۶ میں آئے گی مگر اولیٰ کرام باطل کی مدد نہیں فرماتے اسی لیے اعلیٰ حضرت کا قول دیوبندی کو مفید نہ ہوا کیونکہ اعلیٰ حضرت کے قول کا حاصل صرف یہ ہے کہ روح کی انجلا و ترقی کا باعث شیخ ہے اس لیے روح کی توجہ جسم سے جدا ہوتے وقت شیخ کی طرف ہوتی اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ کعبہ میں جا کر گنگوہ کا وظیفہ پڑھا کر وہ گنگوہ کا شور مچا کر وہ شعر کا یہ مطلب بتانا کہ کعبہ میں جا کر حق حاضری ادا کیا اور شیخ کی تلاش میں

چل دیئے) مولوی مسعود حسن صاحب پر اتہام ہے اور ان کے کلام کو سخی کرنا ہے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ ۷

پھر میں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا راستہ

یعنی مناد مزدلفہ و عرفات جہاں جہاں گئے گنگوہی کی دھن میں رہے اور یہی وظیفہ زبان پر رہا۔ ہائے گنگوہ بتاؤ گنگوہ کدھر ہے گنگوہ جیجی تو کہا۔

پھر میں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا راستہ۔ کعبہ کو ذکر کیا اور باقی مقامات کو لفظ بھی سے گھیر لیا اور سارے مقامات مقدسہ پر گنگوہ کو فضیلت دی۔ ذرا انصاف سے کہنا کیا حق حاضری اسی طرح ادا ہوتا ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ان مقامات پر حاضری میں توجہ الی اللہ ہوتی ہے اور مخصوص دعائیں پڑھی جاتی ہیں مخصوص عبادتیں ادا کی جاتی ہیں اور تہارے عارفوں کا ہر مقام پر یہی شور ہے ہائے گنگوہ بتاؤ گنگوہ کدھر ہے گنگوہ کیا واقعی حق حاضری یونہی ادا ہوتا ہے کیوں اپنے شیخ الہند کے کلام کو خراب کرتے ہو ان کے شعر کا مطلب بالکل کھلا ہوا ہے وہ باوجود بلند کعبہ رہے ہیں کہ اور تو اور عرفات و مزدلفہ و منا تو کیا چیز عارفوں کی نظر میں کعبہ مغفرت و توجہ ہی نہیں۔ کعبہ میں بھی پہنچتے ہیں تو گنگوہی کی دھن لگی رہتی ہے گنگوہ کا وہ مرتبہ ہے کہ کعبہ نظر میں نہیں آتا پھر کہاں کا حق حاضری حق حاضری ادا کرنا ہو تو گنگوہ جاؤ گنگوہی جی کی قبر کو کوہ طور بناؤ تم موسیٰ بنو اور گنگوہی جی کو رب ارنی کی صدائیں سناؤ دیکھو یہی طریقہ حاضری تمہارے شیخ الہند ادا کرتے ہیں ۷

تمہاری تربت الزار کو دیکھو طور سے تشبیہ

کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی

مرتبہ

کچھ کھلی آنکھیں یہی توبہ وہ دیوبندی معرفت کا نشہ جسے المصباح الجدیہ میں اشارۃ بتایا تھا اس پر تم پر وہ ڈالنا چاہتے ہو مگر یہاں کے ماندان رائے کو رسا زندہ مغلہا اور رہبر صاحب کو جس اردو پر ناز ہے بار بار اسے ذکر کرتے ہیں وہ بھی قابلِ ملاحظہ ہے۔ واہ واہ کیا فصاحت ہے کہوں ہوں بعد اس بیچارے سے شاعری کرنے کو کس نے کہا تھا۔

مولوی محمود حسن صاحب نے
جب اپنے پیر مولوی رشید احمد صاحب
کو مربی غنائق مانا اور بانی اسلام
کا ثانی کہا بس اسے کمالات کا

دیوبندیوں کے نزدیک
گنگوہی صاحب قبلہ حاجات میں

جامع بتایا اس کو یہ بات لازم ہے کہ اپنی تمام ظاہری و باطنی ضرورتیں انہی سے وابستہ ہیں اور دینی و دنیوی تمام نعمتیں اور حاجتیں مولوی رشید احمد صاحب سے ہی طلب کریں۔ اسی لئے مولوی محمود حسن صاحب بلا استثناء بالتفصیل ساری حاجتیں انہیں سے مانگ رہے ہیں قبلہ حاجات روحانی و جسمانی انہی کو بتا رہے ہیں چنانچہ مرثیہ میں فرماتے ہیں
جوانح دین و دنیا کے کہاں سے جاتیں ہم یارب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

اس شعر میں مولوی محمود حسن صاحب اپنی ساری حاجتوں کا حاجت اور ساری مشکلوں کا مشکل کشا مولوی رشید احمد صاحب ہی کو بتا رہے ہیں۔ حاجتیں خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی۔ دینی ہوں یا دنیوی کھلی ہوں یا پھپی جسمانی ہوں یا روحانی سب کا مشکل کشا اور قبلہ حاجات انہی کو کہہ رہے ہیں اور فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے۔ سو غیر اللہ سے مدد مانگنا نبی ہو یا ولی شرک ہے۔ مولوی محمود حسن صاحب کے شعر اور فتاویٰ رشیدیہ کے اس حکم کو ماکر بنظر الافاض و کھو تو

تو نتیجہ دوا میں منحصر ہے یا تو مولوی محمود حسن صاحب مشرک یا مولوی رشید احمد صاحب خدا۔ کیونکہ اگر مولوی رشید احمد صاحب کو غیر اللہ کہا جائے تو ان سے مدد مانگ کر مولوی محمود حسن صاحب مشرک ہوتے ہیں اور اگر مولوی محمود حسن صاحب کو مشرک سے بچاتے ہو تو مولوی رشید احمد صاحب کو ضرور خدا ماننا پڑے گا۔ المصباح الجدید میں دیوبندیوں سے یہی دریافت فرمایا ہے کہ بولوا اپنے شیخ الہند کو مشرک کہتے ہو گنگوہی جی کو خدا مانتے ہو اس کا جواب تو دیوبندیوں سے قیامت تک نہیں ہو سکتا مگر رہبر صاحب اپنے مذہب و دیانت دونوں کو ہضم کر کے کچھ چال بازی کرنا چاہتے ہیں آپ لکھتے ہیں۔

بے شک اللہ کے سوا کسی دوسرے سے حاجتیں طلب کرنا انسانی
توحید ہے لیکن اس سے ایسی حاجتیں مراد ہیں جیسے رزق مانگنا مقدمہ
میں کامیابی کی درخواست کرنا وغیرہ جو شخص ایسی حاجتیں غیر اللہ سے
طلب کرے وہ مشرک ہے لیکن ایسی حاجتیں جیسے نوکر کا آقا سے تنخواہ
مانگنا۔ آقا کا ملازم سے کھانا طلب کرنا وغیرہ یہ شرک نہیں بقامع الحدید مخلصاً
ص ۲۷۲

اس کے بعد لکھا ہے۔ اور مطلب شعر کا یہ ہے کہ جس مرشد سے ہم
امور روحانیہ و جسمانیہ میں استفادہ کیا کرتے تھے افسوس وہ دنیا سے
چلا گیا۔ حاجتوں کی دو قسمیں کر کے ایک قسم کی حاجتیں غیر اللہ سے مانگنا
بشرک اور دوسری قسم کو جب قرار دینا دیوبندی مذہب پر ہرگز
درست نہیں ہو سکتا۔ اول تو مولوی محمود حسن صاحب کے شعر میں ان چیزوں
اور ان چیزوں کی تخصیص کہاں ہے اس میں تو انتہاء درجہ کی تقسیم ہے
جوانح جمع ہے اور وہ بھی منتهی المجموع اس کی اضافت دین اور دنیا دونوں

جہاں کی طرف ہے۔ لہذا مطلب یہ ہوا دونوں جہان کی جمیع حاجتیں خواہ روحانی ہوں یا جسمانی چھوٹی ہوں یا بڑی کھلی ہوں یا چھپی سب کے دینے والے پورا کرنے والے گنگوہی صاحب ہی ہیں کیونکہ معافی کا مسئلہ ہے کہ جمع کی اضافت استغراق کا فائدہ دیتی ہے۔ رہبر صاحب تم اگر اس مسئلہ سے ناواقف ہو تو کیا تمہارے نزدیک تمہارے شیخ الہند بھی نہ جانتے ہوں گے۔ شیخ الہند کو ایسا نادان سمجھا ہے خلاف قاعدہ ان کے شعر میں کتر بونت کرتے ہو۔ اس قاعدہ کی رو سے شعر میں عموم ہے یعنی ہر قسم کی حاجت کے قبلہ حاجات اور ہر مشکل کے مشکل کشا گنگوہی صاحب ہی ہیں۔

دوسرے فتاوے رشیدیہ کی مذکورہ بالا عبارت میں کہاں تخصیص ہے اس میں مطلقاً غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک بتایا ہے۔ لہذا امر شیعہ کے شعر میں جن حاجتوں کا قبلہ بھی مولوی رشید احمد کو کہا شرک ضرور ہوا۔ رہبر صاحب آپ نے جو حاجتوں کی دو قسمیں کر کے ایک قسم کی حاجتوں کو غیر اللہ سے مانگنا جائز بتا دیا اور حال میں آکر کہہ دیا کہ بہر حال اہل سنت جن حاجتوں کو غیر اللہ سے طلب کرتے ہیں وہ وہی ہیں جن کا تعلق انسانوں سے کر دیا ہے۔

بات تو ٹھیک ہے اہل سنت ایسا ہی کرتے ہیں مگر آپ کو اس سے کیا علاقہ آپ تو دیوبندی ہیں۔ آپ اہل سنت کی سنت پر کیوں منہ مارتے ہیں۔ آپ تو اپنے ایمان کو یاد کیجئے۔ دیوبندی مذہب میں تو ہر قسم کی حاجت غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے۔ آپ کے تقوینہ الایمان میں لکھا ہے یعنی اللہ کو دنیا کے بادشاہ ہوں کی طرح نہ سمجھے کہ بڑے بڑے کام تو آپ کرتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کام اور نوکروں چاکروں کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ سولوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں میں ان کی التجا کرنی ضرور

پڑتی ہے۔ سو اللہ کے یہاں کا کارخانہ یوں نہیں بلکہ وہ ایسا قادر مطلق ہے کہ ایک ہی آن میں کروڑوں کام چھوٹے اور بڑے درست کر سکتا ہے اور اس کی سلطنت میں کسی کی قدرت نہیں سو چھوٹی چیز بھی اسی سے مانگنا چاہیے کیونکہ اور کوئی نہ چھوٹی چیز دے سکتا ہے اور نہ بڑی۔ تقوینہ الایمان ص ۲۶۲

دیکھا رہبر صاحب تمہارا ایمان کہہ رہا ہے کہ چھوٹی بڑی ہر چیز دینا خدا کے ساتھ مختص ہے لہذا کوئی چیز بھی ہو غیر اللہ سے مانگنا شرک ضرور ہو گا۔ اب تم شعر کا کچھ بھی مطلب بیان کر دو تمہارے ایمانی فتوے کی رو سے یا تمہارے شیخ الہند شرک ہوئے یا گنگوہی جی کو خدا کہو۔ بولو کیا کہتے ہو یہی تو المصباح المحبید کا مطالبہ ہے۔ دو اس کا جواب اس کے بعد مداح کے چند شعر نقل کر کے کھسپانی ملی کھمبانو پے کا مصداق بنا۔ اشعار میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے استمداد ہے اور اہل سنت کے نزدیک مقبولان بارگاہ سے استمداد جائز ہے اس پر دلائل قاہرہ قائم ہیں۔ اسکے جواز و ثبوت میں تصنیفات کثیرہ موجود ہیں۔ میں یہاں صرف علامہ امام عبد الوہاب شعرائی رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کرتا ہوں جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ مقبولان بارگاہ باذن تعالیٰ دونوں جہاں کی مشکلیں حل کرتے ہیں۔ دین و دنیا کی بھیتیں دور فرماتے ہیں بڑی سے بڑی مشکل میں مدد فرماتے ہیں۔

اذا كان مشايخ الصوفية يلاحظون
اتباعهم ومريد يهمل في جميع
الاحوال والشدائد في الدنيا
والآخرة فكيف بائنا المذاهب
| جب کہ مشائخ صوفیہ اپنے متبعین و
مریدین پر دنیا و آخرت کے تمام
احوال اور سختیوں میں نظر فرماتے
یعنی مدد کرتے ہیں تو ائمہ دین کا کیا

الذین هم اوتاد الارض وارکان
الذین وامناء الشارع علی امتد
رضی اللہ عنہم اجمعین
میر ان شریعۃ الکبریٰ ص ۵۰

اکابرین و آئمہ دین کی ان تعظیمات کے باوجود مداح کے ان اشعار پر اعتراض کرنا بے بصیرتی اور کوری نابینائی ہے۔

گنگوہی صاحب جہان کے مخدوم ہیں

مخدوم اور تمام عالم کا متاع گنگوہی صاحب ہیں۔ مرثیہ کے پہلے ہی صفحہ پر لکھا ہے۔ حضرت عالی دادائے جہاں مخدوم اہل متاع العالم جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی المصباح الجدید میں اسی کو بتایا ہے کہ علماء دیوبند کے نزدیک سارے جہان کے مخدوم گنگوہی صاحب ہیں سارا عالم انہیں کی اطاعت کرتا ہے۔ دیوبندی عجیب اس پر بہت ہی بگڑے بنے خوب اچھے کو دے بہت طعن و تشنیع کی۔ مدرسہ مصباح العلوم کو چھوٹا سا بتا دیا مصنف المصباح الجدید کی تنخواہ میں ساڑھے تین روپیہ اضافہ کی درخواست کر بیٹھے بات یہ ہے کہ المصباح الجدید وہ کتاب ہے جس نے دیوبندیوں کو بدحواس کر دیا ورنہ سب جانتے ہیں کہ مصباح العلوم وہ عالیشان دارالعلوم ہے کہ ضلع اعظم گڑھ کے تمام دیوبندی مولوی اس کے طلبہ سے بھی مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے اور یہ آپ کی عالی ہمتی اتنے بڑے اضافہ کی درخواست کر بیٹھے۔ ساڑھے تین روپیہ ماہوار پر تو دیوبند کے فارغ التحصیل جس قدر چاہیں ملازم رکھ سکتے ہیں پھر اتنا اضافہ تم کیوں کرتے ہو۔ خیر اس لغویت کے بعد یہ معارضہ پیش کیا۔

مداح اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ و مجیزہ کے لوح کے صفحہ پر آپ کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب کو شیخ الاسلام و المسلمین لکھا گیا ہے اور آپ کی منطق کے لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تمام مسلمانوں کے شیخ اور مسلمین میں صدیق اکبر فاروق اعظم سے لے کر قیامت تک کے مسلمان بلکہ انبیا علیہم السلام بھی شامل ہیں۔ اب آپ کی منطق کے لحاظ سے مولوی احمد رضا خاں صاحب ان سب کے شیخ اور امام ہوں گے۔
مقام الحدید لمخصا ص ۲۹

ناظرین کرام بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبندی عجیب کا یہ معارضہ دو جہالتوں پر مبنی ہے اول تو شیخ الاسلام و المسلمین اور مخدوم اہل کل میں فرق نہ معلوم ہونا دوسرے مذہب اہل سنت و دیوبند بیت میں امتیاز نہ کرنا تعجب ہے کہ دیوبندی عجیب اپنے کو رہبر کہلاتے ہیں اور ایسے عام اور کثیر الاستعمال الفاظ کا فرق نہیں جانتے اور لطف یہ کہ تصنیف کے خواب دیکھتے ہیں، دیوبندی مذہب سے نا آشنا اور طرہ یہ کہ دیوبندی ہونے پر غرور کرتے ہیں

سنئے ہم آپ کو شیخ الاسلام و المسلمین اور آپ کے مخدوم اہل کل کا فرق بتائیں۔ اول یہ کہ شیخ الاسلام سلطنت اسلامیہ میں علمائے اعلام و مفتیان عظام کے لئے ایک ممتاز عہدہ رہا ہے اور ترکستان میں اب تک تھا اسی لحاظ سے ممتاز علماء کو اس لقب سے ملقب کیا گیا ہے اور مخدوم اہل کل نہ کسی عہدہ کا نام ہے نہ کسی مخصوص شے کا اسم بلکہ وہ ہمیشہ عموم ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے پھر اس سے معارضہ کیوں کر صحیح ہوگا۔ دوسرے یہ کہ شیخ الاسلام و المسلمین میں مسلمین جمع ہے جمع معروف بالام اگرچہ الفاظ محوم سے ہے مگر کل اور جمع میں زمین و آسمان

کا لغات ہے۔ جمع عموم میں محکم نہیں اور کل عموم میں محکم ہے۔ قال فال توضیح
ومنها (سے الفاظ العموم) کل و جمیع و ہما معکمان فی عموم مادخل
علیہ بخلاف سائر اذات العموم اور انہیں سے یعنی الفاظ عموم سے کل
اور جمع ہے اور وہ دونوں اپنے مدخول کے عموم میں محکم ہیں بخلاف تمام الفاظ
عموم کے کہ وہ محکم نہیں۔ جمع معروف بل لام کی تو جمعیت ہی ساقط ہے اس
کا اطلاق تو ایک فرد پر ہی ہوتا ہے قال فی نور الانوار حتی یسقط اعتبار
الجمیعة اذا دخلت علی الجمع یہاں تک کہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اعتبار
جمعیت کا جب کہ داخل ہو۔ جمع پر الف لام۔ اصول کے اس مسئلہ کی تفریح
کے باوجود معارضہ کیونکر صحیح ہوگا۔ اپنا مذہب بھی سینے اور یاد کر لیجئے۔
دیوبندی مذہب میں کسی کی تعریف میں الفاظ بڑھا کر بولنا مبالغہ کرنا ہرگز
جائز نہیں آپ کے ایمان میں لکھا ہے۔ اور یہ جو شاعر لوگ پیغمبر خدا کی
تعریف میں یا اور انبیاء و اولیاء بزرگوں کی یا پیروں کی یا استادوں کی
تعریف میں بیان کرتے ہیں اور حمد سے گزر جاتے ہیں اور خدا کے سے
ادصاف ان کی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور پھر یوں کہتے ہیں کہ شعر میں
مبالغہ ہوتا ہے یہ سب بات غلط ہے کہ پیغمبر خدا نے اس قسم کا شعر اپنی
تعریف کا انصار کی چھوڑوں کو گمانے بھی نہ دیا۔ پھر جانیکیہ حائل مرد اس کو کہے
یاں کر سہند کرے۔ تقویتہ الایمان ص ۱۹۔

دیکھا کتنی تصریح ہے کہ انبیاء و اولیاء بزرگوں، استادوں کی تعریف
میں حمد سے گزرنا مبالغہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔ تعریف میں مبالغہ کرنا
اور سننے والے دونوں کو نامقول لکھا ہے۔ رہا یہ کہ تقویتہ الایمان کا
یہ محکم صحیح ہے یا غلط اس کی تردید میں علماء اہل سنت کی تصنیفات کثیرہ ہیں
مگر تمہارا تو وہ ایمان ہے جسنگوی جی تو انہیں کو عین ایمان بتا گئے لہذا

لہذا تمہارے لیے حجت قاطع ہے باوجود اس حکم کے پھر آپ کس منہ سے
کہہ رہے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین کرام نے اسی سے جواب بھی سمجھ لیا ہوگا واقعہ
یہ کہ مدح کے موقع پر جو اس قسم کے عموم کے صیغے استعمال کئے جاتے ہیں۔
ان سے عموم حقیقی مقصود نہیں ہوتا۔ مقامع الحدید ص ۲۹۔

عموم حقیقی کے صیغے استعمال کئے جاتے ہیں اور عموم حقیقی مراد نہ لیا جائے
یہی تو مبالغہ ہے جو دیوبندی مذہب میں شان انبیاء و اولیاء تک میں جائز
نہیں کیا گنگوہی صاحب اس سے مستثنیٰ ہیں تو انبیاء علیہم السلام سے تمہارے
نزدیک گنگوہی جی کا مرتبہ بالا ہوا۔ اور اگر مستثنیٰ نہیں تو پھر عموم حقیقی ہی
مراد بھی ہے۔ لہذا گنگوہی صاحب دیوبندیوں کے نزدیک بلا استثناء
سارے عالم کے مخدوم اور بغیر انقطاع کل ماسوی اللہ کے مخدوم و متاع
ہوتے۔ اہل سنت کے نزدیک چونکہ تعریف میں مبالغہ جائز ہے عموم کا
صیغہ بول کر مخصوص مراد سے کہتے ہیں۔ حالانکہ جمع عموم میں محکم نہیں لہذا
شیخ الاسلام و المسلمین وغیرہ سے کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

دیوبندی عجیب معترض بن کر سوال کرتے ہیں سوال کیا کرتے ہیں بلکہ
آئینہ انسان می کند پوزینہ محکم۔ آپ کہتے ہیں کہ اخیر میں ہم رضا خانی
دوستوں سے ایک سوال اور کرتے ہیں۔ آپ کے اعلیٰ حضرت کے چھوٹے
صاحبزادے مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب کے نام کے ساتھ ان
کی تصانیف و اتفاقات انسان ادخال انسان وغیرہ کے پہلے صفحہ آل الرحمن
لکھا ہوا ہے جس کے صاف معنی خدا کی اولاد کے ہیں تو کیا داعی رضا خانی
حضرات ان کے باپ مولوی احمد رضا خاں صاحب کو خدا بھی سمجھتے ہیں۔
اور کیا ہم یہ سمجھیں کہ بریلی میں قادیان سے بھی بڑھ گئی۔ مقامع الحدید
ص ۲۹۔

دیوبند یروش سنبھالو مرزا قادیانی کو تمہیں نے بڑھایا ہے تم نے پہلے نبوت کا دروازہ کھولا ہے تمہارے پیشوا قاسم نانوتوی نے تمہارا اس میں ختم نبوت معنی ختم زمانی کا انکار کیا۔ بعد زمانہ حضور اقدس بلکہ حضور کے زمانہ میں بھی نبی ہونا ممکن بتایا تم نے ممکن بتایا۔ مرزا قادیانی نے اسے بالفعل کر دکھایا وہ تمہاری ہی کمائی کو لے اڑا بھی اس سے جلتے الجھتے ہو اور اس کو کیوں یاد کرتے ہو تمہارے مخالفی جی بھی تو اپنے کلمہ پڑھنے والے مخالفی جی پر درود بھیجے والے کو تسلی دے دیکھ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھواتے ہیں جس کا مفصل واقعہ خود تمہارے مخالفی جی نے اپنے رسالہ الامداد^{۳۳} میں شائع کیا ہے۔ تم مخالفی جی کا کلمہ پڑھو۔ گنگوہی جی کو مہربی خلافت اور بانی اسلام (خدا) کا ثانی کہو۔ اسی منہ سے توحید کا دعویٰ اور اہل سنت پر اعتراض کرتے ہو شرم نہیں آتی۔

آل الرحمن پر اعتراض مخالفی جی کا نتیجہ ہے۔ آل کے معنی پیر و مطیع منتخب اللغات وغیرہ کتابوں میں لکھے ہیں اور آل کی اضافت رحمن کی طرف اسی معنی کو معین کر رہی ہے لہذا آل الرحمن کے حقیقی معنی مطیع الرحمن ہیں۔ مطیع الرحمن پر تمہارا اعتراض ہے اور کیوں نہ ہو تمہارے نزدیک تو واجب الاطاعت گنگوہی صاحب ہی ہیں، خدا کی اطاعت رسول کی اطاعت تمہارے نزدیک سب بے کار ہے جب تک گنگوہی کے سامنے سر نہ جھکائے۔ اسی لیے تو گنگوہی صاحب کو متلع العالم مخدوم اکل پکارتے ہو۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

نمبر ۸۔ علمائے دیوبند مولوی رشید احمد صاحب کو مہربی خلافت جانتے ہیں بانی اسلام کا ثانی مانتے ہیں جس کا ثبوت رے دے میں گزرا لہذا

ان کی صفات کو بھی مثل صفات الہی مانتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر جانتے ہیں کیونکہ قضائے الہی کی دو قسمیں ہیں ایک قضائے مہرم دوسری قضائے معلق۔ قضائے مہرم وہ حکم الہی ہے جو کسی کے ثامے نہ ملے کسی دعا و التجا وغیرہ سے رد نہ ہو۔ اور قضائے معلق وہ حکم الہی ہے کہ کسی امر پر اس کی تعلیق ہے وہ حکم الہی دعا وغیرہ سے رک جاتا ہے یعنی حکم الہی دو قسم کا ہے ایک دعا وغیرہ سے رک جاتا ہے دوسرا نہیں رکتا مگر مولوی رشید احمد صاحب کے متعلق علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ ان کا ہر حکم قضائے مہرم ہی ہے کوئی حکم بھی کسی کے ثامے نہیں مل سکتا۔ کسی تدبیر سے بھی نہیں رک سکتا چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب مرثیہ کے ص ۳۱ پر لکھتے ہیں۔

لہذا رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا قیاسی قضائے مہرم

یعنی گنگوہی صاحب کا ہر حکم قضائے مہرم کی تلوار ہے اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کا حکم حکم الہی سے بھی بڑھا ہوا ہے اسی کی طرف المصباح الجدید میں اجمالاً اشارہ فرمایا ہے اس کا جواب تو دیوبندیوں سے نہ ہو سکا اور ہوتا بھی کیا مگر صاحب مقامع الحدید نے سمجھ رکھا ہے کہ عجیب آں باشد کہ خاموش نہ شود۔ لہذا آپ یہ جواب دیتے ہیں آپ کے اعلیٰ حضرت کا بھی حکم ایسا ہی ہے ملاحظہ ہو مدارج العلیٰ حضرت ۷

تو نے جو کچھ کہا شاہ احمد رضا
وہ ہوا پر ہوا شاہ احمد رضا

مقام الحدید ص ۳

یہ اعتراض کا جواب تو ہرگز نہیں البتہ علم وحیا کو جواب ہے اس

شعر میں تو یہ ہے کہ اے مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب آپ کی تمام پیشین گوئیاں سچی ہوئیں۔ آپ کا فرمانا صادق ہوا مثلاً گنگوہی صاحب کا تائب ہونا۔ مخالفی صاحب کا تائب مناظرہ نہ لانا کبھی مقابلہ میں نہ آنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس میں نہ کہیں حکم کا ذکر ہے نہ قضائے مہرم کا تذکرہ چہ جائیکہ قضا مہرم کی تلوار پھر یہ کہنا کہ آپ کے اعلیٰ حضرت کا بھی حکم ایسا ہی ہے کیسی کوری تائبیاتی ہے جس کو سرمہ وغیرہ سے تو فائدہ ہو نہیں سکتا۔ اس کو گنگوہی مسیحائی کی ضرورت ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو دکھا دکھا کر فخر کیا کرتے ہیں جس کا مفصل ذکر ۲ میں گزرا۔

دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب کی غلامی تمغہ مسلمان ہے۔

تمغہ ہے چنانچہ مولوی محمود من صاحب مرثیہ ۳ پر لکھتے ہیں ۔
زبانے نے دیا اسلام کو داغ اسکی فرقت کا
کو تھا داغ غلامی جس کا تمغہ مسلمان

اس پر المصباح المجدید میں یہ ملاحظہ فرمایا کہ مولوی رشید احمد صاحب کی غلامی کا داغ جب مسلمان کا تمغہ ہوا تو جو ان کا غلام بنا اسی کو یہ تمغہ ملا اور جس نے ان کی غلامی نہ کی اس تمغہ سے محروم رہا لہذا دیوبندی یا تو تمام صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و اولیاء کا طین کو مولوی رشید احمد کا غلام مانتے ہوں گے یا ان تمام مقبولان خدا کو مسلمان کے تمغہ سے خالی جانتے ہوں گے یہ مواخذہ دیوبندیوں کے مسلمہ اصول پر مبنی ہے جو تمام اکابر و اصاغر دیوبندیہ کو تسلیم ہے اور اس سے ہزار بار امور خیر کا دروازہ بند کیا ہے۔ وہاں دیوبندیہ کا وہ مسلمہ اصول یہ ہے کہ کسی لفظ سے عام

معنی سمجھے جاتے ہوں اور متکلم نے اسی جگہ مراۃ تخصیص نہ ذکر کی ہو تو اس کی تخصیص ہرگز نہیں ہو سکتی نہ عقل نہ اسی متکلم کے دوسرے کام سے۔ اسی اصول سے اولیاء کرام کی طرف منسوب کردہ شے کو حرام و شرک بتایا ہے۔ زندہ جانوروں کو صرف کسی نبی یا ولی کی طرف منسوب کر دینے سے تقویت الایمان میں حرام و شرک نکلا ہے اور اسی اصول کو لے کر آیت اَوْفَسَقَا اٰهْلَ نَعِیْرِ اللّٰہِ سے استدلال کیا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ اَوْفَسَقَا اٰهْلَ نَعِیْرِ اللّٰہِ بہ۔ ترجمہ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۃ انعام میں یا گناہ کی چیز کہ مشہور کی گئی ہو اللہ کے سوا اور کسی کی کر کے ف یعنی جیسے سور اور لوہا اور مردار ناپاک و حرام ہے۔ ایسا ہی وہ جب نور بھی ناپاک اور حرام ہے کہ خود گناہ کی صورت بن رہا ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کا ٹھہرایا اس آیت سے معلوم ہوا کہ جانور کسی مخلوق کے نام کا ٹھہرائے وہ جانور حرام ہے اور ناپاک۔ اس آیت میں کچھ اس بات کا مذکور نہیں کہ اس جانور کے ذبح کرتے وقت کسی مخلوق کا نام لیجئے جب حرام ہو بلکہ اتنی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گاؤں سید احمد کبیر کی ہے یا بکرا شیخ سدکا ہے۔ سو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ پھر کوئی جانور ہو مرغی یا اونٹ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجئے ولی یا نبی کا باپ کا یا دادے کا۔ جوت کا یا پری کا وہ سب حرام ہے اور ناپاک اور کرنے والے پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ تقویت الایمان ص ۱۲۱ آیت کا ترجمہ صحیح یہ ہے یا بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر اللہ کا نام لیا ہو۔ قرینہ بھی اسی پر دال ہے کہ اس کو فسق فرمایا۔ عقل بھی اس معنی کی تخصیص کرتی ہے کیونکہ زندہ جانور پر تو ہزاروں مرتبہ غیر اللہ کا نام لیا جاتا ہے اگر زندہ جانور پر غیر اللہ کا نام لینا اس کو حرام

کہ دے تو کوئی جائز حلال نہیں رہ سکتا۔ قرآن مجید نے خود دوسری آیتوں میں اس معنی کی تائید فرمائی ارشاد فرمایا فَكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ لِلَّهِ عَلَيْهِ إِنَّ كُنتُمْ بَانِيَاتِهِ مَوْتِينَ۔ یعنی جس حب زور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام ذکر کیا گیا اسے کھاؤ اگر تم مومن ہو۔ اسی واسطے مفسرین کرام نے تخصیص کر کے آیت کے یہی معنی بیان فرمائے تفسیر احمدی میں اسی آیت کی تفسیر میں ہے۔ اَوَالْفَسَقِ الَّذِي ذَنَّبَ بِهِ لَا سَمْعَ غَيْرِ اللَّهِ مَثَلُ اللَّاتِ وَالْعُزَّىٰ یعنی فسق وہ جائز ہے جو ذبح کیا جو غیر اللہ کا نام لے کر مثل لات و عزیٰ کے تفسیر جلالین میں ہے فسقا اهل لغیر اللہ به ای ذبح علی اسم غیرہ یعنی وہ حب اور حرام ہے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ تفسیر الباسعود میں ہے۔ ای ذبح علی اسم الاصلام یعنی حرام وہ جائز ہے جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ کفار کا طریقہ تھا کہ حب زوروں کے ذبح کے وقت بتوں کا نام لیتے لیں کہتے باسم اللات والعیزیٰ آیت میں اس کو حرام فرمایا۔ مفسرین ذبح ہی کے ساتھ خاص کر رہے ہیں مفسرین کی ان تصریحات کو انہیں دہلوی نے صرف اسی مذکورہ اصول سے رد کیا ہے چنانچہ کہا کہ اس آیت میں کچھ اس بات کا مذکور نہیں کہ اس جانور کے ذبح کرنے کے وقت کسی مخلوق کا نام لیجئے جب حرام ہو بلکہ اتنی ہی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جائز مشہور کیا کہ یہ گاد سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سعد کا ہے سو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ تقویۃ الایمان ص ۲۹

خود کیجئے کہ آیت میں وقت ذبح غیر اللہ کا نام پکارنے کی تخصیص پر قرینہ موجود عقلی تخصیص موجود۔ دوسری آیتوں میں تائید موجود۔ مفسرین کرام کی تصریحات موجود مگر چونکہ تخصیص اسی آیت میں

مذکور نہیں اس لیے مولوی اسماعیل صاحب کے نزدیک یہ سب باتیں غیر معتبر ہیں اور ہرگز تخصیص نہیں ہو سکتی۔

رہبر صاحب تقویۃ الایمان پر تو سارے دیوبندی کتبہ کا ایمان ہے پھر جس اصول سے استدلال کیا ہے اس کا انکار دیوبندی کیسے کر سکتے ہیں لہذا یہ اصول بھی دیوبندیوں کو مسلم ہوا کہ جب تک اسی جگہ تخصیص صراحتہ مذکور نہ ہو ہرگز تخصیص نہیں ہو سکتی اگرچہ قرینہ موجود ہو عقلی تخصیص پائی جائے متکلم کا دوسرا کلام تخصیص پر دلالت کرے۔ اب اس اصول کے تحت میں قرینہ کا وہ شعر لائے اور پھر دیکھئے کہ المصباح الجدید کے اعتراض کا ایک ایک حرف ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا۔

زمانہ نے دیا سلام کو داغ اسکی فرقت کا

کہ تھا داغ غلامی جس کا تمنائے مسلمانی

اس شعر میں گنگوہی صاحب کی غلامی کے داغ کو مسلمانی کا تمغہ قرار دیا ہے جو باعتبار عموم لفظ کے ہر زمانہ اور ہر طبقہ کے مسلمانوں کو شامل ہے اور یہ مذکور نہیں کہ وہ انہیں کے زمانہ کے لیے خاص ہے یا ان کے مریدوں اور شاگردوں کے ساتھ منحصر ہے لہذا تمہارے اصول پر لازم ضروری ہے کہ مسلمانی کا تمغہ اسے ہی ملے جو تمہارے گنگوہی صاحب کی غلامی کے داغ سے داغ گیا ہو ورنہ مسلمانی کے تمغہ سے محروم رہے اب ہمیں بتانا پڑے گا کہ صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کو گنگوہی جی کا غلام مانتے ہو یا تمغہ مسلمانی سے خالی جانتے ہو۔ دونوں میں سے ایک بات ضرور ہوگی۔ یہ تمہارا ہی وہ ایمانی اصول جاری کیا ہے جس سے تم نے سنی مسلمانوں کو کافر مشرک بنایا ہے۔

عجب ہے کہ آپ رہبر جنتے ہیں اور آپ کو المصباح الجدید بھی

نظر نہیں آتی۔ المصباح الجدید میں ہے یا ان تمام مقبولانِ خدا کو مسلمان کے تمنع سے خالی جانتے ہیں مگر آپ نے اعتراض نقل کیا تو یہ لکھ دیا۔ پس جن مسلمانوں کو ان کی غلامی حاصل نہیں ہوتی جیسے صحابہ و تابعین وغیرہ وہ سب دیوبندیوں کے نزدیک مسلمان ہی نہیں۔ مقام الحدید ص ۳۰۔ شکایت کس سے کریں۔ دیوبندی رہبر ایسے ہی ہوتے ہیں کذب و افترا ان کی غذائے روحانی ہے۔

دیوبندیو اس اپنے ایمانی اصول کو باقی رکھتے ہوئے المصباح الجدید کے الزام کو قیامت تک نہیں اٹھا سکتے البتہ اگر اس سے توبہ کر لو اور تقویت الایمان کے منکر ہو جاؤ تو ہو سکتا ہے مگر یہ تو تہارہ ایمان ہے۔ ایمان سے کہیں توبہ ہوتی ہے۔ رہبر صاحب اپنے اس ایمانی اصول کو باقی رکھتے ہوئے اس شعر کا یہ مطلب آپ کیسے بیان کر رہے ہیں کہ گنگوہی جی چونکہ وسیع المناقب تھے۔ اس لیے آپ کے خدام و متوسلین میں جو لوگ داخل ہوئے وہ یکے کے بعد ایک مسلمان تھے اس لحاظ سے آپ سے روحانی تعلق رکھنا گویا مسلمان ہونے کی ایک علامت تھی۔ (وہی تمنع مسلمان) مقام الحدید مخصصاً ص ۳۰ کیا وہ ایمانی اصول یہاں جاری نہیں ہو گا کیا نہیں کہا جائے گا کہ اس شعر میں کچھ اس بات کا مذکور نہیں کہ گنگوہی جی کی غلامی کے دارع کا تمنع مسلمان ہونا صرف ان کے خدام و متوسلین ہی کے ساتھ مختص ہے بلکہ ان کی غلامی کے دارع کو تمنع مسلمان کہا گیا ہے جو بالعموم سب کو شامل ہے پھر جب شعر میں تخصیص مذکور نہیں تو تم اپنے ایمانی اصول کو چھوڑ کر تخصیص کیسے کر رہے ہو۔ اگر وہ اصول یہاں جاری نہیں تو وہاں آیت سے استدلال میں اتنی تہ الایمان میں کیوں۔ اور اگر وہاں ہے تو یہاں کیوں

نہیں کچھ تو بولو۔ اگر ذرا ہی حیا ہے تو اپنے گرو مولوی انیسویں و موی کو سناؤ وہ گالیاں جو مصنف المصباح الجدید کو دیتے ہو اپنے اس گرو کو جس نے یہ اصول قائم کیا ہے اس کو علت دماغی بلکہ علت مشائخی میں مبتلا بناؤ۔ المصباح الجدید نے تو تہارہ سے ہی اصول پر یہ الزام قائم کیا ہے جو قیامت تک تم سے نہیں اٹھ سکتا۔

آپ کی عادت نفالی کی ہے۔ ہر جگہ نقل کیا کرتے ہیں یہاں بھی نقل کرتے ہیں کہتے ہیں۔

اچھا سنئے آپ کے ایک مذہبی برادر خاں صاحب بریلوی کی شان میں فرماتے ہیں

بات ہے ایمان کی حق کی قسم آپ سے ایمان ملا احمد رضا

دل بلا آنکھیں میں ایمان ملا جو ملا تھ سے ملا احمد رضا

اب فرمائیے کہ جب ایمان اور نہ صرف ایمان بلکہ دل آنکھیں

سب کچھ مولوی احمد رضا خان صاحب سے ملتی ہیں تو تمام وہ مسلمان جو

خاں صاحب سے پہلے گزرے یا تمام صحابہ کرام تابعین عظام ائمہ مجتہدین

اولیاء کاملین سب کے سب آپ کے نزدیک معاذ اللہ بے ایمان۔

دلوں اور آنکھوں سے محروم ہو گئے فرمائیے آپ کی منطق صحیح ہے اور

اس سے جو نتیجہ نکلا گیا وہ بھی نعوذ باللہ صیح ہے۔

الجھا ہے پاؤں یا رکاز لطف راز میں تو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

مقام الحدید ص ۳۱۔

بے شک تقویت الایمانی اصول پر یہی نتیجہ نکلا مگر ہم اہل سنت

تو اس اصول اور اس کے ماننے والوں پر لعنت کرتے ہیں پھر ہم پر

کیا الزام۔ ہمارے نزدیک بغیر ذکر مرتج کے قرینہ اور عقل وغیرہ سے

تفصیل ہوتی ہے لہذا مطلب یہ ہوا کہ قائل اپنے متعلق کہہ رہا ہے کہ مجھے حق دیکھنے والی نظر اور حق قبول کرنے والا دل اور ایمان جو کچھ ملے مولا نا احمد رضا خاں صاحب کے واسطے سے ملا ہو کیا تم بھی تقویت الایمان کے اس اصول اور اس کے ماننے والوں پر لعنت کر کے سنی ہوتے ہو یا پادوں تو تیار ہی الجھا ہوا ہے اور ایسا الجھا ہے کہ سلجھنے کی کوئی صورت ہی نہیں لہذا رہبر صاحب آنجہانی وہ الجھا ہوا شعر تین مرتبہ پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کریں۔

دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب
صدیق و فاروق ہیں۔

وہ آسمانی القاب ہیں جو حق تقا نے اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان حضرات کو عطا فرمائے ہیں۔ علمائے دیوبند نے یہ دونوں لقب اپنے گرد مولوی رشید احمد صاحب کو دیئے ہیں چنانچہ مولوی محمود حسن صاحب مرتبہ کے ۱۹ پر لکھتے ہیں۔

وہ تھی صدیق اور فاروق پھر کہیے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گرٹھانی
المصباح الجدید میں مرتبہ کے حوالہ سے اسی کو بتایا ہے کہ گنگوہی صاحب صدیق اور فاروق دونوں تھے۔ دیوبندی رہبر سے اس کا کچھ جواب نہ بن پڑا تو لعنت کی آڑ لی اور بڑے زور میں آکر کہا۔

جی ہاں کہا گیا ہے مگر کچھ خبر ہے صدیق اور فاروق کے معنی کیا ہیں کچھ دے کر پڑھا ہوتا تو خبر ہوتی دیکھو نور اللغات جس میں تعلیم ملی لکھا ہوا ہے کہ صدیق کے معنی نہایت سچا۔ فاروق کے معنی حق و باطل میں فرق کرنے

والا۔ بے شک حضرت گنگوہی کے اندر یہ دونوں وصف موجود تھے۔
مقام الحدید ص ۳۲۰۳۱۔

دیوبندی رہبروں کی یہ حالت ہے کہ دائرہ تہذیب کے اندر قدم رکھنا جانتے ہی نہیں۔ پھر اس کی ان سے شکایت ہی کیا ہے۔ مگر رہبر صاحب آپ نے تو دے کر پڑھا ہے اور آپ بہت زیادہ دینے والے ہیں۔ اس میں آپ کو بہت ششاقی ہے ذرا بتائیے تو کیا صدیق اور فاروق حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے القاب نہیں ہیں۔ دیکھیے غیاث اللغات صدیق بسیار راست گود بغایت راست پندارندہ سخن کے راو لقب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فاروق فرق کنندہ میان حق و باطل و لقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ دیکھا صدیق و فاروق القاب ہیں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے۔ اجلہ صحابہ کے مخصوص القاب اپنے گنگوہی کو دو اور مواخذہ پر لغوی معنی کی آڑ پکڑو۔ اگر لغوی معنی کے لحاظ سے تمہارے نزدیک الفاظ کا استعمال صحیح ہے تو پھر گنگوہی جی کو نبی اور رسول بھی کہو جب کوئی مواخذہ کرے تو کو ذکر کہہ دینا جی ہاں کہا گیا ہے مگر کچھ خبر ہے نبی اور رسول کے معنی کیا ہیں۔ نبی کے معنی خبر دینے والا اور رسول کے معنی بھیجا ہوا۔ دیکھو غیاث اللغات نبی بمعنی خبر دہندہ رسول بمعنی فرستادہ شدہ۔ پھر کہہ دو بے شک حضرت گنگوہی کے اندر دونوں وصف موجود تھے۔ یہ ہے آپ کے جواب کی حقیقت اور آپ کے علم کی اصلیت جس پر ناز کرتے ہوئے رہبر بٹتے ہو۔

اس کے بعد حسب عادت نقل کرنی شروع کر دی ہے کہتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کو صدیق و فاروق ہی نہیں بلکہ عثمان علی حسن و حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے پہلو بہ پہلو بٹھایا گیا ہے۔

لاحظہ ہو مداح اعلیٰ حضرت ۔

عیاں ہے شان صدیقی تہاے صدق و تقویٰ سے
کہوں کیوں کر نہ اقمی جبکہ خیر الالقیاتم ہو
تین شعر اس کے بعد کے یہ ہیں ۔

جول و سبیت فاروق اعظم آپ سے ظاہر
عدو اللہ پر اک حو بہ تیغ خدا تم ہو
تہیں نے جمع زمانے نکات رمز قرآنی
یہ درنا پانے والے حضرت عثمان کا تم ہو
غلوں مرتضیٰ خلق حسن عزم حسینی میں
عظیم الملک یکتائے زمن اے با خدا تم ہو

اس پر کچھ اپنی تہذیب کے جوہر دکھاتے ہوئے اعتراض کرتے ہیں ۔
اس میں قرآن مجید سے جنگ ہے ۔ مقام الحدید لخصاً ص ۳۲ ۔ اول تو
تو مرثیہ کے شعر کے مقابلہ میں یہ اشعار پیش کرنا ہی دیانت کو جواب
دینا ہے اس لیے کہ یہ عوام کے اشعار ہیں اور مرثیہ تو تہا رسے
شیخ البند کا ہے جن کو تم اپنا دینی پیشو امانتے ہو ۔ دوسرے یہ کہ اس میں
اعلیٰ حضرت کو صدیق اور فاروق نہیں کہا گیا بلکہ یہ ہے آپ کے صدق و
تقویٰ سے شان صدیقی معلوم ہوتی ہے ۔ آپ اس صفت میں حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ کے پر تو ہیں اور جب پہلے مصرعہ میں یہ ظاہر کر دیا تو
ثانی مصرعہ کو قرآن مجید کے خلاف بتانا کھلی عداوت یا سخت جہالت ہے
پہلے مصرعہ کو لیتے ہوئے ثانی مصرعہ کا کھلا ہوا مطلب ہے کہ آپ اپنے زمانہ
میں صدق و تقویٰ میں ممتاز تھے اس وجہ سے اپنے ہم عصروں میں زیادہ
مستقی ہیں اور خلوص و خلق و عزم ان اوصاف میں بھی آپ صحابہ کے

پر تو ہیں اور ان صفات میں اپنے ہم زمانہ لوگوں میں ممتاز ہوئے چنانچہ
یہ مصرعہ ۔

عظیم الملک یکتائے زمن اے با خدا تم ہو
اس پر روشن دلیل ہے پھر صحابہ کے پہلو بہ پہلو اور برابر سمجھنا یہ نری عداوت
یا کوری نا بینائی ہے ۔
انہیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے

دلیو بندی حضرات اپنے علماء کو بھی
رحمۃ العالمین میں شریک بتاتے ہیں

انبیاء علیہم السلام سے برابری کرتے ہیں اور ان کو اپنا بھائی کہتے ہیں زیادہ
سے زیادہ بڑا بھائی چنانچہ تقویت الایمان مطبع نوز کشور ص ۱ پر ہے
اولیاء و انبیاء امام و امام زادے پر و شہید یعنی جتنے اللہ کے

مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے
بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ۔

ہمسری و برابری کا وہ سلسلہ قائم کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام
خصوصاً سید انبیا محبوب کبریا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر
صفت میں حصہ بانٹنے سا جھاکرنے کے لیے تیار ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی ایک مخصوص صفت رحمۃ العالمین ہے اس کی خصوصیت کا انکار کر کے
اس میں بھی شرکت کی اور حصہ بانٹ لیا اور کہہ دیا کہ علمائے ربانین
(علمائے دیوبند) کو بھی رحمۃ العالمین کہنا جائز ہے ۔ اگرچہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں (یہ بڑے چھوٹے بھائی
کا فرق ہے ۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۲ پر ہے ۔

لفظ رحمة العالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علمائے ربانین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں لہذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتا دیں بول دیوے تو جائز ہے فقط بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

اس عبارت میں کتنی صراحت کے ساتھ اس صفت کی خصوصیت کا انکار ہے مگر صاحب مقامع الحمید اس پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں اور ان میں آفتاب کا انکار کرتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں۔

اس میں دیگر اولیاء و انبیاء و علمائے ربانین کے متعلق صرف یہ لکھا گیا ہے کہ وہ بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اور ان پر رحمة اللعالمین کے اطلاق کو مطلقاً نہیں جائز قرار دیا بلکہ بتا دیں کی قید کے ساتھ جائز قرار دیا ہے۔ اس سے معمولی فہم کا شخص بھی سمجھ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خاص صفت رحمة اللعالمین ہے۔ فی الحقیقت اس میں کوئی دوسرا آپ کا شریک نہیں جیسا کہ مولانا گنگوہی قدس سرہ نے نمود تصریح فرمائی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔ مقامع الحمید ص ۳۲

واللہ مدد ہوگی خوش فہمی کی۔ برین عقل و دانش بیاہر گریست۔ واقعی جس شخص کو دعویٰ و دلیل میں امتیاز نہ ہو دلیل اشتراک کو دلیل اختصاص سمجھے وہی دیوبندیوں کا دہبر ہو سکتا ہے مگر جس کو عبارت فہمی کا سلیقہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ کی مذکورہ عبارت کے تین جزی ہیں۔ دعویٰ۔ دلیل۔ تفریع۔ لفظ رحمة اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں یہ دعویٰ ہے بلکہ دیگر اولیاء۔

و انبیاء اور علمائے ربانین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں یہ دلیل ہے۔ لہذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتا دیں بول دیوے تو جائز ہے یہ تفریح ہے یہ کلام صراحتہً پکار رہا ہے کہ رحمة اللعالمین حضور کی مخصوص صفت نہیں۔ بلکہ علمائے ربانین (علمائے دیوبند) کو بھی رحمة اللعالمین کہنا جائز ہے۔ بتا دیں کی قید یہ گنگوہی صاحب نے تم جیسے بیوقوفوں کے پھانسنے کے لئے ٹی کی آڑ بنائی ہے ورنہ دلیل اگرچہ مثبت مدعا نہیں مگر ان کا مقصود تو صفت خاصہ ہی اڑانا ہے۔ ورنہ بتائیے کہ جب حضور کے رحمة اللعالمین ہونے کی موجودہ دوسرے میں بھی موجود ہے تو اب تاویل کی کیا حاجت رہی اور اگر تاویل کی حاجت ہے تو معلوم ہوا کہ اگر دوسرے پر اطلاق ہو گا تو اس معنی کا ارادہ نہ ہوگا پھر صفت خاصہ نہ ہونا کیونکر ثابت ہوا اور ممکن ہے کہ گنگوہی صاحب کا یہ مقصد ہو کہ رحمة اللعالمین چونکہ حضور کے صفاتی ناموں میں سے حضور کا ایک نام ہے اس لفظ سے حضور کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے لہذا دوسرے پر بولے تو تاویل کے ساتھ یعنی رحمة اللعالمین بول کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہ لے، بلکہ کوئی تاویل کر لینا۔ ورنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ لیتے جاتیں گے تو ہمیں کیا فائدہ پہنچے گا پھر یہ تو کہتے ہیں کہ اس تقریر سے اشتراک فی الصفت کی نفی کہاں ہوئی۔ اختصاص کہاں سے ثابت ہو گیا کلام تو اس میں ہے کہ گنگوہی صاحب نے رحمة اللعالمین کے صفت خاصہ ہونے کا انکار کیا اپنے اور اپنے چیلی چانٹوں کے رحمة اللعالمین ہونے کا التزاما دعویٰ کیا اس کا جواب اس سے کیسے ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔ کسی صفت میں اعلیٰ ہونا تو دلیل ہے اس بات کی کہ اس صفت میں اور بھی شریک ہیں

اگرچہ وہ ادنیٰ ہیں۔ یہ تو دلیل اشتراک ہے اس کو دلیل اختصاص سمجھنا
جہالت ہے البتہ سب میں اعلیٰ ہونے سے بڑے رحمۃ العالمین ہوتے مگر
گنگوہی بھی تو مع اپنے دیانہ کے رحمۃ العالمین ہو گئے اگرچہ چھوٹے رحمۃ العالمین
ہی اور اگر کسی صفت میں اعلیٰ ہونے کا مطلب تمہارے نزدیک یہی ہے
کہ وہ صفت اس موصوف کے ساتھ خاص ہے تو تم بناؤ تقاضی صاحب کو
تو سارے دیوبندی صفت علم میں اعلیٰ مانتے ہیں اگر اعلیٰ ہونے سے
صفت علم تقاضی صاحب کے ساتھ مخصوص ہو تو سارے دیوبندی
مولوی جاہل ہوتے۔ تمہارے مربی مولوی شکر اللہ سے پیکر مولوی حسین احمد
صاحب تک سب بے علم جاہل مشہرے پھران کو مولوی مولانا شیخ الہند
کس منہ سے کہو گے اس کو تو شاید برداشت نہ کر و بلکہ یہی کہو گے۔
تقاضی صاحب بڑے عالم اور دوسرے دیوبندی مولوی چھوٹے عالم
لہذا یہاں بھی یہی مطلب ہوا کہ علمائے ربانین (علمائے دیوبند) چھوٹے
رحمۃ العالمین اور حضور بڑے رحمۃ العالمین ہیں۔ یہ چھوٹے بڑے بعالیٰ کا
فرق ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ فرمان کہ بغیر عزت کے زمین و آسمان
قائم نہیں رہ سکتے۔ حق و بجا ہے۔ مگر اس سے تمہیں کیا فائدہ اس سے عزت
رحمۃ العالمین کب ہو گیا۔ عالمین صرف زمین و آسمان میں کہاں منحصر ہیں۔
بے دینو! انہیں کھولو۔ اٹھارہ ہزار عالم میں سے زمین و آسمان بھی
و دھیر ہیں۔ عزت اگر زمین و آسمان کے لیے رحمت ہو گیا تو تم رحمۃ العالمین
بن گئے۔

دوسروں کو رحمۃ العالمین کہنے کی رہبر صاحب ایک دلیل یہ بیان
کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں حق تعالیٰ پر بھی رحیم کا اطلاق کیا گیا ہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔ لہذا اطلاق ہے مساوات ثابت

نہیں لہذا دیوبندی مولوی بھی رحمۃ العالمین ہیں اس کہنے سے مساوات
تو نہیں مگر کچھ سمجھ ہوتی یا ایمان ہوتا تو جانتے کہ رحیم اللہ تعالیٰ کی صفت ذاتی
ہے اور حضور کی عطائی۔ ذاتی اور عطائی میں صرف اشتراک الہی ہے حقیقتہً
یہاں اشتراک محال ہے لیکن مخلوق کی تمام صفات عطائی میں جب تم بھی
رحمۃ العالمین ہوتے تو حضور کی اس صفت میں ضرور شریک ہوتے اگرچہ حضور
کی صفت زیادہ اور بڑی مانو کس سے صرف یہ ہو گا کہ تم چھوٹے رحمۃ
العالمین ہوتے مگر رحمۃ العالمین تو ضرور ہوتے صفت رحمۃ العالمین کا
اختصاص کہاں رہا۔

یہاں تک تو رہبر صاحب نے علمائے دیوبند کو چھوڑ کر رحمۃ العالمین
بنایا اب آگے ترقی کرتے ہیں اور ایک چال چلتے ہیں جس سے ثابت
کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام عالم کیلئے رحمت
نہیں صرف جن دانش کے لیے رحمت ہیں کہتے ہیں کہ عالمین سے قرآن مجید
میں بہت جگہ کسی خاص دور کے اہل علم بھی مراد لیے گئے ہیں اور تفسیر
جلالین میں وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ میں بھی لفظ عالمین سے صرف
تقلین جن دانش مراد لیے ہیں پس اگر کوئی شخص لفظ عالمین سے کسی خاص
دور کے تقلین جن دانش مراد لے کر کسی عزت یا ولی کو عالمین کے لیے
باعث رحمت کہہ دے تو اس تاویل کے بعد اس میں کیا محذور ہے
مقامع الحمید ص ۳۴۔

اب دل کی بات بالکل ظاہر ہو گئی جب کہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً
لِّلْعَالَمِينَ میں حضور کے لیے بھی تخصیص ہوتی صرف جن دانش کے لیے
رحمت ہوتے اور کسی ولی یا عزت (گنگوہی و تقاضی) کو بھی کسی خاص دور
کے تقلین جن دانش کے لیے رحمت قرار دے کر رحمۃ العالمین کہا تو اب

وزن برابر ہو گیا اور بڑائی چوٹائی کا فرق بھی رحمت مگر حقیقت یہ ہے کہ تفسیر جلالین تو وہ سمجھے جو کلام الہی سمجھنے کے لئے تفسیر پڑھے جو تلاش توہین کی نظر سے دیکھے وہ جلالین شریف کو کیا سمجھے۔ جلالین میں عالمین سے جن والنس مراد لیا بس وہابیہ دیوبندیہ کو تنقیص و توہین کا موقع مل گیا کہ بس حضور کے رحمۃ اللعالمین ہونے کا مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ آپ صرف جن والنس کے لئے رحمت ہیں اور یہ ہر دلی و غوث (گنگوہی و تھانوی) کے لئے ہو سکتا ہے لیکن جو کلام پاک سمجھنے کے لئے جلالین شریف پڑھتا ہے وہ جانتا ہے کہ آیت کریمہ وما ارسلنا الا رحمة للعالمین میں حضور کی رسالت تبلیغی کا بیان ہے اور جلالین شریف کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب اگرچہ آپ کی رحمت ہر ماسوی الشہد کو شامل ہے دنیا و آخرت کا ایک ذرہ بھی اس سے خارج نہیں خارج کیے ہو سکتا ہے۔ معراج میں حسد اوند قدوس نے فرمایا یا محمد انا وانت وما سوا ذلک خلقت لاجلک (تفسیر احمدی) اے محبوب میں اور تو اور تیرے سوا جو کچھ ہے تیرے صدقہ میں پیدا کیا اور آپ کی رسالت تشریف بھی عام ہے۔ ہر شے کو شامل ہے۔ حدیث میں خود ارشاد فرمایا۔ ارسلنا الی الخلق كافة میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا مگر رسالت تکلیفی امر و نہی الہی کی تبلیغ احکام خداوندی حرام و حلال کا پہنچانا اور مکلف بنانا یہ جن والنس کے لئے ہے یہاں رسالت تکلیفی کے اعتبار سے آپ کو جن والنس کے لئے رحمت کہا اگر رحمۃ اللعالمین کے اسی معنی رسالت تکلیفی کے اعتبار سے کسی خاص دور کے جن والنس مراد لے کر کسی ولی و غوث (تھانوی و گنگوہی) پر رحمۃ اللعالمین کا اطلاق جائز قرار دیتے ہو تو اس ولی و غوث کو نبی و رسول بھی ضرور ماننا پڑے گا اور

تم سے بھی کیا بعید ہے۔ تھانوی صاحب تو اشرف علی رسول اللہ کہنے والے کو اور اپنے اوپر درد و خوان کو تسلی و تسکین دیا ہی کرتے ہیں جیسا باش و ہرچہ خواہی کن۔

اس کے بعد رہبر صاحب فرماتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ فتاویٰ رشیدیہ کی مذکورہ بالا عبارت میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رحمۃ اللعالمین کی خصوصیت سے انکار نہیں کیا گیا۔ واہ ری خوش فہمی گنگوہی جی کی روح سینکڑوں کو سنے دیتی ہوگی کہتی ہوگی کجمنت تو تو بڑا کجوت ہی نکلا۔ بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ ارے بے تمیز میں نے تو کیا ہتھاکہ اس خصوصیت ہی کو اڑا دوں اور ہم سب رحمۃ اللعالمین بن جائیں مگر تو نے یہ کیا کہہ دیا کہ خصوصیت سے انکار نہیں، ارے بیوقوف میں تو صاف لکھ چکا تھا کہ یہ صفت خاصہ نہیں اور یہ تاویل کی قیسد تو دھوکے بازی مٹی کہ کہیں عوام بھڑک نہ جائیں۔

رہبر صاحب کی ابی تسکین نہیں ہوئی ابھی اور بھی حجت کرتے ہیں اور کہتے ہیں

انہر میں اتمام حجت کے لئے ہم شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب بوستان سے ایک ایسا شعر پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے اپنے بادشاہ کی تعریف کرتے ہوئے اس کو رحمۃ اللعالمین کہا ہے۔

قوی ساء لطف حق بر زمین

پیہر صفت رحمۃ اللعالمین

رہبر صاحب کو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ یہاں محفت کو کس بات پر ہے گنگوہی یہ ہے کہ یہ حضور کی صفت خاصہ ہے یا نہیں اور اس اصلی معنی کے لحاظ سے غیر پر اطلاق جائز ہے یا نہیں مگر اپنی بے تمیزی سے اس شعر کو اپنی

آخری محبت قرار دیتے ہیں بھلا اس شعر کو بحث سے کیا تعلق پھر یہ کہ دیوبندی ملعون کو رحمۃ اللعالمین بنانے کے نشہ میں رہبر صاحب پر وہ بے خودی طاری ہوئی کہ استدلال کے اصول اور قواعد تو دو کسار لفظ تک یاد نہ رہا۔ دعوئے تو لفظ رحمۃ اللعالمین کے جواز کا ہے اور بلوستان کے شعر میں وہ لفظ ہی نہیں بلکہ رحمۃ اللعالمین ہے اسی کو دلیل بنا لیا حالانکہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے لفظ بدلنے سے اطلاق جائز ہو جاتا ہے مثلاً عالم الغیب خدا کے سوا دوسرے کو کہنا جائز نہیں اور عالم غیب و الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنا جائز ہے۔ اسی طرح جب شعر میں لفظ بدل گیا تو اطلاق جائز ہوا اس سے رحمۃ اللعالمین کا جواز کدھر سے کو د آیا اور اگر لفظ کے اس بین فرق سے آنکھیں بند بھی کر لو تب بھی اس شعر سے استدلال صحیح نہیں اس لئے کہ شعر میں دو احتمال ہیں اول یہ کہ توئی کی جس طرح پیر صفت خبر ہے رحمۃ اللعالمین بھی اسی کی خبر ہو اس تقدیر پر رحمۃ اللعالمین کا اطلاق بادشاہ پر ہوگا۔ دوسرا احتمال جو قریب و ظاہر ہے کہ رحمۃ اللعالمین پیر کی صفت ہو اس تقدیر پر بادشاہ پر رحمۃ اللعالمین کا اطلاق ہی نہیں ہے بلکہ پیر پر ہے اور شعر کے معنی یہ ہیں کہ اسے بادشاہ تو زمین پر عنایت الٰہی کا سایہ ہے اور تو پر تو ہے اس نبی کا۔ اور تجھ میں صفت ہے اس نبی کی جس کا لقب رحمۃ اللعالمین ہے جو میں جو ایک احتمال بعید تھا۔ اس احتمال سے استدلال کرنا یہ اصولی غلطی ہے احتمال سے استدلال سراسر یا احتمال استدلال کو باطل کر دیتا ہے۔ اذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ مگر رہبر صاحب کو اصول و قواعد سے کیا علاقہ وہ تو دیوبندی رہبر ہیں

آپ نے حسب عادت یہاں بھی مداح کا یہ شعر پیش کیا ہے۔
آیت فضل خدا دیکھا تھے۔
رحمت رب درئی دیکھا تھے۔

حیرت ہے اس شعر کو اس موقع پر پیش کرنا انتہائی جہالت و حماقت نہیں تو غایت تعصب و حق پوشی و باطل کو سنی کے سوا اور کیا ہے۔ رحمت رب درئی کا معنی اللہ کی رحمت ہے اللہ کی رحمت کا اطلاق ہر فضل و کمال پر ہر نعمت پر ہوتا ہے۔ علم و عقل کو اللہ کی رحمت کہا جاتا ہے حسن و جمال کو اللہ کی رحمت کہتے ہیں۔ علمائے دین کے وجود کو اللہ کی رحمت کہتے ہیں کیا اس سے دیوبندی تلے رحمۃ اللعالمین ہو جائیں گے۔ رحمت رب العلمین و رحمۃ اللعالمین کو ایک سمجھنا یہ رہبر صاحب کے کچھ دے کر پڑھنے کا نتیجہ ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس فاضل اجل کو تو گنگوہی صاحب کا جانشین بنانا چاہیے تھا ورنہ کم سے کم دیوبند کا صدر مدرس تو ضرور ہی کر دیا جاتا۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک شہیدانِ کربلا کا مرثیہ بھلا یا دفن کرنا چاہیے
۱۲۔ علمائے دیوبند کے نزدیک شہیدانِ کربلا رضی اللہ عنہم کے مرثیہ کا بھلا یا دفن کرنا

میں دفن کرنا ضروری ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ کا سوال و جواب ملاحظہ ہو۔
سوال۔ مرثیہ جو تعزیر و غیرہ میں شہیدانِ کربلا کے پڑھتے ہیں اگر گنگوہی کے پاس ہوں وہ دور کرنا چاہیے تو ان کا بھلا دینا مناسب ہے یا فروخت کرنا
الجواب۔ حسب بھلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے فقط فتاویٰ رشیدیہ صفحہ سوم ص ۱۳۔

اس پر المصباح المجدید میں ملاحظہ فرمایا کہ جب شہیدانِ کربلا

کا مرثیہ جلا دینا اور زمین میں دفن کر دینا ضروری ہوا تو گنگوہی صاحب کا مرثیہ لکھنا اور چھپوا کر شائع کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

رہبر صاحب اس کا جواب دینا چاہتے ہیں آپ فرماتے ہیں۔

کہ سوال میں ہر مرثیہ کا ذکر نہیں بلکہ خاص ان مرثیوں کا ہے جو تعزیوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور یہ مرثیہ عام طور پر روایات کا ذبہ اور احکامات و اہمیت سے پڑھتے ہیں چنانچہ آپ کے بانی مذہب مولوی احمد رضا خاں صاحب رسالہ فتاویٰ تعزیہ داری میں فرماتے ہیں کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ و روایات باطلہ پر مشتمل ہیں یوں ہی مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا گناہ ہے۔ حدیث میں ہے۔ ہنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عن المراتی بہر حال گنگوہی صاحب نے جس مرثیہ کو جلا دینے یا دفن کر دینے کا حکم دیا وہ یہی مرثیہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

اور آپ کے اعلیٰ حضرت نے گناہ اور حرام لکھا ہے۔ مقام المحدثہ ۳۵ خلاصہ یہ ہے کہ سوال میں ہر مرثیہ کا ذکر نہیں بلکہ خاص ان مرثیوں کا سوال ہے جو تعزیوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور وہ چھوٹی روایتوں سے پڑھتے ہیں اسی لئے انہیں مرثیوں کے جلائے کا حکم دیا ہے۔

ناظرین کرام ذرا سوال کو بغور ملاحظہ فرمایا کر دیوبندی دیانت کی داد دیں، سوال میں ہے مرثیہ جو تعزیہ وغیرہ میں شہیدان کربلا کے پڑھے جاتے ہیں مگر رہبر صاحب وغیرہ کو ہضم کر کے دن میں اندھے بن رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوال میں خاص ان مرثیوں کا ذکر ہے جو تعزیوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ سفید جھوٹ اسی کا نام ہے۔ سوال میں لفظ وغیرہ بتا رہا ہے کہ سوال شہیدان کربلا کے ہر مرثیہ کے متعلق ہے خواہ کہیں پڑھا جائے اور عام ازیں کہ وہ صحیح ہو یا غلط اور گنگوہی صاحب کا جواب

جلا دینا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے۔ ہر مرثیہ کے لئے ہے، کیونکہ جواب میں کوئی تفصیل و تخصیص نہیں اور سوال میں تعیم ہے لہذا گنگوہی صاحب کے جواب کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ شہیدان کربلا کا ہر مرثیہ خواہ وہ صحیح ہو یا غلط تعزیہ میں پڑھا جائے یا کہیں اور ہر مرثیہ کا جلا دینا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے اس کو اعلیٰ حضرت کے رسالہ کی عبارت جو دیوبندی عادت کے مطابق قطع برید کر کے نقل کی ہے کیا مفید ہو سکتی ہے۔ اس عبارت میں تو صرف جھوٹی اور باطل روایتوں کے پڑھنے کی ممانعت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحیح روایتوں کا پڑھنا جائز ہے خواہ وہ مرثیہ ہی ہوں، چنانچہ اسی رسالہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے نہایت تفصیل کے ساتھ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر اور مرثیہ کا پڑھنا جو صحیح ہو میں و محمود لکھا ہے جس کو خود دیوبندی رہبر نے ۱۳ میں درج کیا ہے لہذا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے کلام کو سنبھانا دیوبندی کی بدعوا سی ہے۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک گنگوہی صاحب کا مرثیہ مشہور کرنا ضروری ہے۔
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کے لئے تو علمائے دیوبند کا یہ

فتوے کہ جلا دینا یا زمین میں دفن کر دینا ضروری ہے مگر دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کا مرثیہ لکھا، پڑھا، پڑھوایا چھپوایا، شائع کیا، سارے دیوبندی مولوی اس سے متفق ہیں اس کا جلا دینا اور زمین میں دفن کرنا تو درکنار کسی نے اس کی کراہت کا بھی فتویٰ نہ دیا آخر یہ گنگوہی عقیدت اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔ المصباح السدید کا یہی مواخذہ ہے۔ دیوبندی رہبر اس کا جواب دیتے ہیں۔

کہ جو مرتبہ جھوٹی روایتوں سے پاک ہوا اور اس سے ماتم وغیرہ مقصود نہ ہو وہ جائز ہے اس پر علی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ نقل کیا۔
جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل و مقامات مدارج بیان کیے جائیں اور ماتم و تجسید غم وغیرہ امور مخالفہ شرع سے یکسر پاک ہو۔ یہ بنفسہ حسن و محمود ہے خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہداء عرفہ حال میں بنام مرثیہ مشہور ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الہرانی واللہ تعالیٰ اعلم مقام الحدید ص ۳۶۔

علی حضرت قدس سرہ نے بالکل حق فرمایا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر کی مجلس کو آپ کے مرثیہ کو جو صحیح روایت کے ساتھ ہو حسن و محمود باعث ثواب فرمایا امور مذمومہ نامیشرودہ کے ساتھ ممنوع بتایا یہی صراط مستقیم ہے مگر گنگوہی صاحب تے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کو مطلقاً بلا تخصیص و تفریق جلانا و زمین میں دفن کرنا ضروری کر دیا جس کی تفصیل ص ۱۲ میں گزری۔ پھر گنگوہی صاحب کے مرثیہ کے جائز کرنے کے لیے یہ تفصیل کیونکر مفید ہو سکتی ہے اگر یہ کہو کہ شہیدان کربلا کے سب مرثیوں میں جھوٹی روایتیں درج ہیں تو یہ بالکل سفید جھوٹ ہے شہدا کربلا کے بہت سے مرثیے ایسے ہیں جو بالکل صحیح اور قطعاً واقعہ کے مطابق ہیں۔ نیز صحیح و غلط کا فرق تو اس وقت بحث میں لایا جا سکتا تھا گنگوہی جی کا مرثیہ بالکل صحیح ہی ہوتا مرثیہ گنگوہی تو خود کاذب کا دفتر اور جھوٹ کا طوار ہے۔ اسی مرثیہ میں گنگوہی صاحب کو مربی اسلام کہا

باق اسلام کا ثانی بتایا۔ ان کے کالے کالے بندوں کو یوسف ثانی کہہ گنگوہی صاحب کو مردے جلانے والا اور زندوں کو موت سے بچانے والا بتایا ان کی آواز کو کچن واؤد کہا ان کی غلامی کو مسلمانی کا تمغہ قرار دیا۔ وغیرہ ذالک من الخرافات۔

باوجود اس جھوٹ و لغویت کے مرثیہ گنگوہی کا لکھنا پڑھنا، پڑھنا چھوٹا بیچنا اشاعت کرنا سب جائز اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کا جلا دینا و زمین میں دفن کرنا ضروری۔ سوائے اس کے کہ گنگوہی عقیدت کا نشہ اور حضرت امام عالی مقام کی عداوت کا خمار ہو کیا کہا جاسکتا ہے۔

بوقت صبح شود بچو روز معلومت

کہ با کے با ختی عشق در شب بچور

المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے جس کا دیوبندیوں کے پاس کوئی جواب نہیں۔

۱۲ ماہ محرم میں ذکر شہادت
حضرات حسین رضی اللہ عنہما
محرم میں سبیل وغیرہ لگانا حرام ہے

بیان کرنا سبیل لگانا چندہ سبیل میں دینا شربت پلانا۔ بچوں کو دودھ پلانا علمائے دیوبند کے نزدیک حرام ہے فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۱ پر ہے محرم میں ذکر شہادت حسین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو۔ سبیل لگانا شربت پلانا۔ چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ و انقیاض کی وجہ سے حرام ہے فقط

صاحب مقام الحدید نے اس پر یہ ملمع سازی کی۔ چونکہ ماہ محرم

میں ان کے کرنے سے روافض کے ساتھ ایک گونہ تشبہ ہوتا ہے اس لیے ناجائز ہے اور اس کی تصریح بعض علمائے سلف نے بھی کی ہے چنانچہ امول صفار میں ہے: سئل عن ذکر مقتل الحسين في يوم عاشوراء ويجوز ان لا قال لالان فالله من شعائر الروافض ان سے سوال کیا گیا کہ عاشورہ کے دن ذکر شہادت حسین جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا ناجائز ہے۔ گوئکہ یہ روافض کے شعائر میں سے ہے اب فرمائیے کیا امام صفار آپ کے نزدیک دہابی دیوبندی میں تعجب ہے کہ آپ ایک مدرسہ کے صدر مدرس ہیں اور اس حقیقت سے ناواقف ہیں کہ ایک مباح چیز بھی اہل ضلال کے تشبہ کی وجہ سے ناجائز ہو جاتی ہے۔ مقاصد الحدید ص ۳۷

رہبر صاحب ہم اس حقیقت سے خوب واقف ہیں ہمیں معلوم ہے کہ بے دین امور خیر کو ناجائز و حرام کرنے کے لیے بہانے بناتے ہیں تشبہ کی تہمتیں تراشتے ہیں ہم آپ کے امام صفار کو بھی خوب جاننے ہیں وہ یقیناً آپ کے اور تمام دیوبندیوں کے پیشوا ہیں اس لیے کہ وہ خارجی ہے جس کی موت ۲۹۵ھ میں ہوئی۔ قاموس میں ہے: والصفار لقب يعقوب الجويوسف الصفي الخارجي المشهور توفى في ۲۹۵ھ اس کے ہر قول پر تمہارا ایمان ہوتا ہی چاہیے مگر کسی خارجی بے دین کے کہنے سے یہ امور خیر رافضیوں کا شعار نہیں ہو جائیں گے۔ صرف اس لیے کہ رافضی ان کاموں کو کرتے ہیں لہذا ان کا شمار ہو گیا اگر ایسا ہے تو رافضی اور بھی تو بہت سے کار خیر کرتے ہیں اگر محض ان کے کرنے سے وہ انکار شعار ہو جائے تو دیوبندی بہت سے حرام کے مرتکب ہوئے۔

ناوالو! شعار کا کوئی معیار بھی ہے کم از کم وہ فعل ان کے ساتھ مختص ہو ان کی مذہبی علامت ہو۔ جب شعار ہوگا۔ وہ محرم میں یہ امور خیر رافضیوں

کے ساتھ کہاں مختص ہیں سوائے بے دین دہابیوں خارجیوں کے بکثرت مسلمان ان افعال حسنہ کو بجالاتے ہیں۔ اکابر اہل سنت کا یہ طریقہ رہا ہے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال عشرہ محرم میں مجلس ذکر شہادت حسین رضی اللہ عنہا کیا کرتے تھے خود ان کے فضائل و ذکر شہادت بیان فرماتے۔ سینکڑوں ہزاروں کا مجمع ہوتا جائز مرثیہ بھی پڑھا جاتا تھا۔ شاہ صاحب پر رقت طاری ہوتی بسا معین بھی روتے تھے دیکھو حضرت شاہ صاحب خود اپنے فتادے میں تسبیح فرماتے ہیں۔

در تمام سال دو مجلس در خانہ
سال بھر میں دو مجلس فقیر کے
یہاں ہوتی ہیں ایک مجلس وفات شریف
فقیر منعقدی شہادت حسین اولیٰ شریف
دوسری مجلس شہادت حسین رضی اللہ عنہا۔
اول کہ دسویں محرم کو یا اس سے ایک
دوروز پہلے قریب چار سو آدمی کے
یا پانسو کے بلکہ ہزار جمع ہوتے ہیں
اور درود پڑھتے ہیں اس کے بعد فقیر
آکر بیٹھتا ہے اور حضرات حسین رضی
اللہ عنہما کے فضائل جو حدیث شریف
میں وارد ہوئے بیان میں آتے ہیں
اور ان بزرگوں کی شہادت کی خبریں
جو احادیث میں وارد ہوئیں اور بعضے
حالات کی تفصیل اور قائلوں کا خواب
حالات و بدآمالی قائلان ایشان
وارد شدہ نیز مذکور می شود باین تقریب
بلعنے شدائد کہ در جناب ایشان گزشتہ
از روئے احادیث معتبرہ بیان کردہ

انجام مذکور ہوتا ہے اس تقریب میں بعض سختیاں جو ان کی حباب میں گزریں

می شود دریں ضمن بعضے مرثیہ ہا کہ از
مردم غیر یعنی جن و پری حضرت ام سلمہ
و دیگر صحابہ شنیدہ اند نیز مذکور می
شود۔

خواہیائے متوحش کہ حضرت ابن
عباس و دیگر صحابہ دیدہ اند و دلالت
بر فرط عزت و اندوہ روح مبارک
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
می کنند مذکور می گردد۔

بعد ازاں ختم قرآن مجید و پنج
آیت خواندہ بر ما حاضر فاتحہ نمودہ
می آید۔ و دریں بین اگر شخصے خوش
المان سلام میخواند یا مرثیہ مشروع این
اتفاق می شود ظاہر است کہ دریں بین
اکثر خصار مجلس را دایین فقیر را بموقتہ
و بکالاتی می شود۔

این سنت قدرے کہ بمثل می
آید پس اگر این چیز باز و فقیر بہیں
وضع کہ مذکور شدہ جائز نمی بود اقدام
براں اصلاحی کرد۔ فتاویٰ عزیزیہ۔

احادیث معتبرہ سے بیان کی جاتی
ہیں۔ اس درمیان میں بعضے مرثیے
جو حضرت ام سلمہ اور دوسرے صحابہ
نے جن و پری سے سنے ہیں مذکور
ہوتے ہیں۔

اور وہ پریشان خواب جو
حضرت ابن عباس اور دوسرے
صحابہ نے دیکھے ہیں اور حضور رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روح
مبارک کے رنج و اندوہ پر دلالت
کرتی ہیں ذکر کی جاتی ہیں۔

بعد اس کے ختم قرآن مجید اور
پنج آیت پڑھ کر ما حاضر پر فاتحہ کی
جاتی ہے اور اس درمیان میں اگر کوئی
شخص خوش الحان سلام پڑھے یا مرثیہ
جائز اسکا اتفاق ہوتا ہے ظاہر ہے کہ
اس درمیان میں اکثر حاضرین مجلس کو
اور اس فقیر کو رقت اور دہنجائی لاحق
ہوتا ہے۔

یہ وہ قصبے جو عمل میں آتی
ہے اگر یہ چیزیں اسی وضع مذکور
کے ساتھ فقیر کے نزدیک جائز نہ

ہوتیں تو ان پر ہرگز اقدام نہ کرتا۔
فتاویٰ عزیزیہ

حضرت شاہ صاحب کی اس تصریح نے آفتاب سے زیادہ روشن کر
دیا کہ عشرہ محرم میں ذکر شہادت حسنین و دیگر امور خیر رافضیوں کے ساتھ
مختص نہیں بلکہ اکابر اہل سنت کا معمول ہے لہذا اس کو رافضیوں کا شعار کہنا
باطل محض اور ان امور خیر کو حرام کرنے کا جیلہ ہے ایسے ہی حیلہ بازی بہتان
طرزی پر دیوبندی مذہب کا مدار ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا بھی وہی فتوے ہے جو حضرت مولانا شاہ
عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یعنی عشرہ محرم میں ذکر
شہادت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بروایت صحیحہ خواہ مرثیہ ہی ہو جب کہ
امور مذمومہ ممنوعہ سے خالی ہو حسن و محمود ہے جس کی مفصل عبارت ۱۳
میں درج ہے مگر دیوبندی رہبر نے اس جگہ خیانت سے اعلیٰ حضرت کے
فتویٰ کی صرف آدھی عبارت نقل کی جس میں عوام مجلس خواں کے بہ تصنیع
رونے اور بہ تکلف رلانے کی شاعت کا ذکر ہے اور اس کے بعد کی عبارت
جس میں ذکر شہادت عشرہ محرم میں جب کہ ممنوعات شرعیہ سے خالی ہو
جائز لکھا ہے اس عبارت کو از راہ خیانت چھوڑ دیا تا ہم جس قدر عبارت
نقل کی ہے اس میں بھی عشرہ محرم میں ذکر شہادت کی ممانعت ہرگز نہیں
مذہب کہ ماہ محرم میں ذکر شہادت حسنین و دیگر امور خیر رافضیوں کا شعار
پھر اس سے گنگوہی فتوے کو کیا تقویت پہنچی گنگوہی صاحب تو ذکر شہادت
حسین بروایت صحیحہ اور سبیل و مشرب و دودھ و غیرہ صعب کو تشبیہ انص
کے جیلہ سے یک قلم حرام کر رہے ہیں لہذا اعلیٰ حضرت کے قوت کی
عبارت اس جگہ پیش کرنا سخت نادانی و فریب کاری ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک ہولی دیوالی کا کھانا جائز ہے

ثبوت ۱۲ میں گزرا) مگر ہولی دیوالی کا ہر کھانا بطور تحفہ جائز اور درست جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۱ پر ہے۔

مسئلہ ہندو تیوہار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان دوست ہے یا نہیں۔ الجواب درست ہے فقط انتہی۔

ہولی دیوالی کے ہر کھانے کو جو شخص بلا تخصیص جائز و درست اور تحفہ بتائے وہ محرم کے شربت دودھ تک کو بھی حرام کہے تعجب ہے اس دودھ و شربت میں کوئی ناجائز چیز نہیں ملی سوائے اس کے کہ حضرت

امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اس کی نسبت ہو گئی اور نسبت ہولی دیوالی کے کھانے میں بھی موجود ہے البتہ فرق یہ ہے کہ اس کو ہولی دیوالی کی طرف نسبت ہے اس کو حضرت امام حسین کی طرف۔ اب اس کو درست

اور اس کو حرام کہنے کا سبب سوائے ہولی دیوالی کی عقیدت اور امام عالی مقام کی عداوت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ المصباح الجدید کا یہی مواخذہ ہے صاحب مقام نے اس کے جواب میں جو کچھ کہا اس کا

خلاصہ یہ ہے کہ وجہ فرق نسبت نہیں بلکہ محرم کے شربت اور دودھ میں رافضیوں کے ساتھ تشبہ ہے اور ہولی دیوالی میں ہندوؤں کا تحفہ لینے میں ان کے ساتھ تشبہ نہیں، اور کہا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولوی

امد رضا خاں صاحب نے بھی غیر مسلموں کے اس تحفہ کا لینا تیوہار کے دوسرے دن جائز کھا ہے۔ ملاحظہ ہو ملفوظات حصہ اول ص ۱۰۳۔

عرض۔ کانسر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں۔

بشاد۔ اس روز نہ بے ہاں دوسرے روز دے تو لے سے۔
مقام الحدید ص ۳۸۔

۱۳ میں ثابت ہو چکا کہ محرم میں ذکر شہادت حسنین وغیرہ امور خیر اکابر اہل سنت کا طریقہ ہے اس کو رافضیوں کا شعار کہنا خارجیوں کا قول ہے اور تشبہ کی تہمت تراشنا و بایہ دیوبندیہ کا فریب ہے لہذا اصل وہی نسبت ہی رہی، سوال میں مذکور نہ ہونے سے واقعہ میں نسبت کی نفی نہیں ہو سکتی، اور نسبت ہولی دیوالی کے کھانے میں بھی موجود ہے پھر اس کو جائز و درست اور تحفہ بتانا ہولی دیوالی کی عقیدت نہیں تو اور کیا ہے۔

دیوبندی رہنے فریب وہی کے لئے اعلیٰ حضرت کے ارشاد کی صورت آدمی عبارت نقل کی اور بعد کی عبارت جس کا ماقبل سے نفی اور اثبات کا تعلق ہے۔ چھوڑ دی نقل عبارت میں خیانت اسی کا نام ہے جس کو دیوبندیوں نے اپنی عادت بنا لیا ہے۔ اگرچہ نقل کردہ عبارت بھی گنگوہی صاحب کو مفید نہیں مگر پوری عبارت تو گنگوہی فتوے کا مرتج رد ہے وہ یہ ہے ارشاد۔ اس روز نہ بے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے

لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبتار کے تیوہار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موزی نصیب غازی سمجھے۔ ملفوظات شریف حصہ اول ص ۹۲۔

دیوبندیوں! یہ نکمیں کھولو یہ ہے عالم ربانی کا جواب تیوہار کے دن تو لینے ہی کو منع فرمایا اور دوسرے دنوں میں اجازت بھی دی تو مال موزی نصیب غازی سمجھ کر نہ تیوہاری جان کر۔

گنگوہی صاحب کی طرح نہیں کہ تیوہار ہولی دیوالی میں لینا پھر بطور تحفہ لینا اور کھانا سب کو آنکھ بند کر کے درست کہہ دینا نیز علیحضرت قدس سرہ نے عرم کے شربت و دودھ کو کہاں حرام لکھا ہے جس کو گنگوہی صاحب تشبہ کی تہمت لگا کر حیلہ تراش کر حرام کہتے ہیں لہذا علیحضرت کا ارشاد گنگوہی فتوے کا رد ہے اس کو تائید میں پیش کرنا حماقت ہے۔ رہبر صاحب کا المصباح المجدید پر ایک بڑا بھاری اعتراض یہ ہے کہ پہلا فتوے فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم کا ہے اور دوسرا حصہ دوم کا ہے دونوں کو جوڑ کر نتیجہ نکالا ہے یہ شیطنت اور افترا پر بازی ہے یعنی اگر یہ دونوں فتوے ایک ہی میں ہوتے تو اعتراض ہو سکتا تھا جب دین جاتا رہتا ہے تو عقل بھی جاتی رہتی ہے۔ خود المصباح المجدید میں دونوں فتوے کی دو حصوں کی طرف نسبت موجود ہے اور ہم بتا چکے ہیں کہ تشبہ بہ روافض اس کو کہنا صریح جہالت ہے پھر ماہ الامتیاز سوا اس نسبت کے کیا ہے اس کو افترا کہنا دیوبندی شیطنت ہے۔

رہبر صاحب نے حسب عادت اس نمبر کے اعتراض کی بھی نقل تو کی جس کی عبارت (ہاں اگر ہمارے نزدیک) سے شروع کی مگر چونکہ اس کا کذب و افترا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہے اس لئے خود ہی اسکو بددیانتی و تہمت تراشی بتانا پڑا لہذا ہمیں اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

۱۹۔ علامتے دیوبند
دیوبندی حضرات کے نزدیک صحابہ کو
کافر کہنے والا اہل سنت خارج نہیں
رضوان اللہ اجمعین کو کافر

کہنے والا اہل سنت جماعت سے خارج نہیں۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۱ پر ہے جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے

وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

رہبر صاحب سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس کو کاتب کی غلطی بتا دیا۔ رہبری تو ابھی کی کاش دیوبندیوں کو پچاس برس پہلے ایسا رہبر ہاتھ آگیا ہوتا تو سارے کفریات کا دبال زوال سے بدل جاتا۔ تھویرا نکاس براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کے تمام کفریات کو کاتب کے سر تعویظ دیا جاتا بس قصہ تمام تھا۔

دیوبندی رہبر نے اس دعوے پر (کہ گنگوہی فتوے میں کاتب کی غلطی سے بجائے ہوگا کہ نہ ہوگا لکھا گیا ہے) چار قرینے قائم کئے ہیں۔ اول این کہ اصل عبارت میں اگر نہ ہوگا ہوتا تو آخری فقرہ کے شروع میں استدراک کا کوئی لفظ ہوتا اور عبارت اس طرح ہوتی لیکن وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب اہل سنت سے خارج نہ ہوگا۔

دوم این کہ اسی فتوے میں اس کو ملعون کہا ہے۔ سوم این کہ اسکے امام مسجد بنانے کو حرام قرار دیا ہے۔ چہارم علاوہ ان اسی حصہ میں صفحہ ۴۰ پر یہ فتوے ہے۔ مسئلہ رافضی تیرائی کے جنازہ کی جو نماز تھی تلاش کی شان میں بے ادبی کرتا ہے پڑھنی چاہیے یا نہیں۔ الجواب ایسے رافضی کو اکثر علماء کا فر فرماتے ہیں لہذا اس کی صلوٰۃ جنازہ نہ پڑھنی چاہیے۔ بہرحال زیر بحث فتوے میں مطبع کی غلطی سے خارج ہوگا کہ بجائے خارج نہ ہوگا چھپ گیا۔ مقام المجدید ملخصاً ص ۱۹

ناظرین کرام دیوبندی قرینوں کی حقیقت نمبر وار ملاحظہ فرمائیں۔ اول۔ اگر یہ کہا جائے کہ نہ ہوگا کے ساتھ لیکن عبارت کی شستگی اور سلاست کے لئے ضروری تھا تو دیوبندیوں کی عبارت میں اور کون

سی جگہ سلاست ہوتی ہے کہاں یہ رعایتیں ملحوظ ہوتی ہیں دیوبندیوں کو عبارت لکھنے کا سلیقہ ہی کب ہے وہ تو جتنا ہی بولا ہی کرتے ہیں آپ کی یہی شمار کی عبارت اول این کہ دوم این کہ سوم انیکہ بتائیے تو یہ این کیسی ہے خود گنگوہی صاحب کے اسی فتوے کے چوتھے سوال کے جواب کو پڑھیے (۴) اس وقت اور ان اطراف میں دہلوی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں باقی بسندہ آپ کا دعا گو ہے۔

رہبر صاحب یہ باقی کون سی ہے جو گنگوہی صاحب نے یہاں نکالی ہے۔ دیکھیا یہ تو اسی عبارت میں نمونہ بتایا گیا۔ اگر صرف فتاویٰ رشیدیہ ہی کی اردو غلطیوں کی فہرست گناؤں تو ایک کتاب ہو جائے اور اگر گنگوہی صاحب کو بڑھانا ہی چاہتے ہو اور عبارت کو قاعدہ کے مطابق ہی کرنا ہے تب بھی یہی عبارت ہونا چاہیے کیونکہ سائل دیوبندی ہے اس نے جو سوال میں لفظ اور کی رٹ لگائی تو تک عشرہ کا مسئلہ سوال میں دس جگہ لفظ اور بولا گنگوہی صاحب نے جواب دیا تو بڑوں کی بڑی بات صرف چودہ جگہ لفظ اور بولا۔ سوال میں تھا اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سے سنت و جماعت سے خارج ہو گیا یا نہیں۔ گنگوہی صاحب کو علم معانی کا مسئلہ صنعت متشاکلہ یاد آگیا۔ اس پر عمل کرتے ہوئے کہا اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہو گا۔ لفظ لیکن ذکر کرنے میں یہ رعایت ہرگز نہیں ہو سکتی لہذا کاتب کی غلطی ہرگز نہیں۔

دوم۔ معون کہنا ہرگز قرینہ نہیں ہو سکتا کیونکہ گنگوہی صاحب وصف عام پر لعنت کا حکم دے رہے ہیں (جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے) اور وصف عام کے ساتھ فاسق پر بھی لعنت ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت

ہے کیا جھوٹا اہلسنت و جماعت سے خارج ہے جو قرینہ بن گیا۔ سوم۔ امام مسجد بنانا حرام ہے یہ حکم تو ہر فاسق کا ہے شراب خور جوئے باز داڑھی منڈے کو بھی شامل ہے کیا داڑھی منڈاؤ وغیرہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں جو حرمت امامت کو سنت و جماعت سے خارج ہونے پر قرینہ بنا دیا۔

چہارم۔ صنت کے فتوے میں رافضی تبرائی کو گنگوہی صاحب نے خود تو کافر کہا نہیں بلکہ اکثر علماء کا قول بتایا ہے اپنی ذاتی رائے یہ بیان کی ہے (لہذا اس کی صلوٰۃ جنازہ نہ پڑھنی چاہیے) یہ تو بعض لوگوں نے بے نماز سود خوار وغیرہ کے لئے بھی لکھا ہے۔ اگرچہ صحیح نہیں پھر خارج ہونے پر قرینہ کیسے ہوا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ گنگوہی صاحب اکثر علماء کے خلاف نہیں کریں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ رافضی تبرائی گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی کافر ہے اور کافر اہل سنت سے خارج ہے تو یہ خود گنگوہی صاحب ہی کے نزدیک غلط ہے اس لئے کہ یہ جب صحیح ہو سکتا ہے کہ کفر و اسلام میں تباہی مانا جائے اور کفر سنت و جماعت کے ساتھ جمع نہ ہو سکے اور تقویت الایمان میں (جس کو گنگوہی صاحب عین اسلام فرماتے ہیں) کفر تو کفر، شرک اسلام کے ساتھ جمع ہے بلکہ تقوے کو بھی ضرر نہیں پہنچاتا دیکھو تقویت الایمان مطبع نو کشور ص ۲۰ فاسق موعود ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے دیکھا، دیوبندیوں کے ایمان میں شرک تقوے کے ساتھ جمع ہے غور کرو شرک خاص ہے کفر سے اور تقوے خاص ہے سنت و جماعت سے اور صدق خاص کو صدق عام لازم ہے لہذا جب شخص واحد پر تقوے اور شرک کا صدق ہوا تو کفر اور سنت و جماعت کا صدق بھی

مزدی ہوا لہذا کفر اور سنت جماعت میں تباہی نہ ہوا بلکہ تصادق ہوا تو اگر گنگوہی صاحب صحابہ پر تبرا کرنے والے کو کافر کہیں بھی تب بھی اہل سنت سے خارج ماننے پر قریب نہ ہوا۔ اور اگر اس گنگوہی اسلام، اور دیوبندی ایمان سے قطع نظر کرد اور تباہی مان بھی تو تو زیادہ سے زیادہ اس فتوے کا صفحہ ۴۰ سے تعارض ہوگا اور تعارض اور تناقص گنگوہی فتووں کی سنت قدیمی ہے۔ بطور نمونہ صرف ایک فتوے کے تعارض ملاحظہ ہوں۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۴ پر سوالی ہے۔

پڑھنا ان اشعار کا جن میں استعانت بغير اللہ ہو کیسا ہے مثلاً شعر ہے
يَا ذَا سَمِ اللَّهِ انْظُرْ حَالَنا يَا نَبِيَّ اللَّهِ اَسْمِعْ فَانْنا
يَا تَنِي فِي بَحْرِ حَيْمٍ مَعْدِي حَنْدِيدِي سَهْلٍ لَنَا اشْكَالُنا

پس یہ اشعار جائز ہیں یا شرک ان اشعار کا پڑھنا اس ملک میں بہت رائج ہے۔ صاحب داور خاں نقاہوں میں رو برد و ملار و مشاخر کے پڑھے جاتے ہیں اور کوئی تعرض نہیں کرتا نہ مخلصا۔

سوال میں غیر خدا سے مدد مانگنا غیر خدا کو دور سے پکارنا غیر خدا سے مشکلیں آسان کرانا ایسے اشعار کا مجموعہ میں پڑھنا مذکور ہے گنگوہی صاحب کا جواب ملاحظہ ہو۔

نذا غیر اللہ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقبل عقیدہ کرے اشعار بزرگان فی حد ذاتہ نہ شرک نہ معصیت ہاں بوجہ موم ہونے کے جامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو مضر ہے اور حد ذاتہ ایہام بھی ہے لہذا ایسے اشعار کا پڑھنا منع نہ مولف پر طعن ہو سکتا ہے اور کراہت موم ہونے کی بوجہ غلبہ محبت کے بجز ہو جاتی ہے مگر ایسی طرح پڑھنا کہ اندیشہ عوام کا ہو جسسہ پسند نہیں کرتا گو اس کو

معصیت بھی نہیں کہہ سکتا۔ دیکھیے یہاں سب کچھ جائز معصیت بھی نہیں ہے اب گنگوہی تعارض ملاحظہ ہوں، انہیں امور کو حرام ناجائز معصیت وغیرہ فرماتے ہیں۔ تناقص ۱۱ حصہ اول ص ۲۹ مشابہ شرک ہے کہ غیر اللہ تعالیٰ سے طلب حاجات ہے معصیت سے خالی نہ ہوگا۔ تناقص ۲۰ حصہ اول ص ۳۰ موم الفاظ کا پڑھنا معصیت ہے۔ تناقص ۲۱ حصہ اول ص ۳۱۔ اگر عالم الغیب و متصرف مستقل جان کر کہتا ہے تو خود شرک محض ہے اور جویہ عقیدہ نہیں تو بھی ناجائز ہے۔ تناقص ۲۲ ص ۳۱ جملہ موم معنی شرک ہوا سکا بولنا بھی ناجائز ہے۔ تناقص ۲۳ حصہ سوم ص ۱ اور مدد مانگنا اولیا سے حرام ہے۔ تناقص ۲۴ حصہ سوم ص ۱ سو غیر اللہ سے مدد مانگنا اگرچہ دلی ہوا یا نبی شرک ہے۔ تناقص ۲۵ ص ۱۔ جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں یا رسول کہنا بھی ناجائز ہوگا۔ تناقص ۲۶ ص ۱ اور وجہ فسق کی خیال فساد عقیدہ عوام اور اپنے اوپر تہمت شرک رکھنا ہے۔ تناقص ۲۷ ص ۱ صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کر دو یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کہے خواہ قبر سے دور کہے تناقص ۲۸ ص ۱ اس طور دعا کرنا اے صاحب قبر میرا کام کر دے تو حرام اور شرک بالاتفاق ہے۔

دیکھائیے جس گنگوہی فتاویٰ جو حصہ سوم کے ص ۱۱ پر نہ شرک بقائے معصیت وہی دوسری جگہ شرک بھی ہے حرام بھی فساد عقیدہ بھی ہے ناجائز بھی ہے فسق بھی ہے شرک کی تہمت بھی ہے۔
ایک بات اور سینکڑوں اسکے جواب ہم سے کچھ چیزوں سے کچھ درباں سے کچھ بجز طوالت تک عشرہ کاملہ پر نظر کرتے ہوئے صرف دس تعارض پر اکٹھا کرتا ہوں ورنہ گنگوہی فتووں کا یہ عالم ہے ۔

تساقص کے پیچھے تعارض کا شور

تعارض کی دم میں تساقص کی دور

انتہائی اس امر کے لئے کافی سے زیادہ ہے کہ صنف کے فتوے میں گنگوہی صاحب صحابہ پر ترا کرنے والے کو اگر کافران بھی لیں اور کافرو اہل سنت میں تباین بھی تسلیم کر لیں تب بھی فتوے زیر بحث میں کاتب کی غلطی نہیں ہو سکتی بلکہ اصل میں خارج نہ ہوگا ہی مانا جائے گا۔ زیادہ سے زیادہ اس فتوے اور صنف میں تعارض ہوگا تو گنگوہی فتووں میں فی فتوے دس دس تعارض ہوتے ہی ہیں لہذا اس تقدیر پر بھی کاتب کی غلطی کہنا غلط ہے۔ بغضہ تعانے دیوبندی رہبر کے چاروں قرینے جو کاتب کی غلطی پر قائم کئے تھے باطل اور ہباء منثورا ہو گئے اب خارج نہ ہوگا پر قرینہ سینے

۱۔ اسی عبارت میں ہے وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ مطلق گناہ کبیرہ سے آدمی اہلسنت سے خارج نہیں ہوتا۔

۲۔ اگر گنگوہی صاحب کے نزدیک صحابہ کی تکفیر کرنے والا کافر تھا تو کافر کہتے ہوئے کیا مصیبت آتی تھی اور لفظ تو بہت سے بڑے مگر کافر کہنے سے زبان دبا گئے۔ السکون فی معرض البیان بیان معلوم ہوا کہ خارج کرنا نہیں چاہتے لہذا کاتب کی غلطی نہیں۔

۳۔ اسی فتوے میں ہے جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے۔ فقط اور فاسق جب مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے فاسق فی العمل ہی مراد ہوتا ہے اور فاسق فی العمل اہل سنت والجماعت سے خارج نہیں لہذا کاتب کی غلطی نہیں۔

۴۔ خارج نہ ہوگا پچاسوں برس سے مختلف مطبوعوں میں چھپا۔ سارے دیوبندی کتبہ نے دیکھا پڑھا گنگوہی صاحب یا کسی دیوبندی نے نہ اس کی تصحیح کی نہ تنبیہ۔ زبان کھولی نہ قلم اٹھایا جب مواخذہ کیا تو کاتب کے سر عقوبت دیا۔ سبحان اللہ کاتب کی غلطی ایسی ہوتی ہے قرآن مجید کی طبع میں کتابت کی غلطیوں کو دیوبندی اگر ایسے ہی چھپواتے اور خاموشی سے پڑھتے رہیں تو ضرور کہا جائے گا کہ دیوبندیوں کا قرآن اسی طرح ہے۔ کاتب کی غلطی نہ ہونے پر ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ اس موقع پر جب مواخذہ کیا گیا تو اصل فتوے یا گنگوہی کے مسودہ کا حوالہ دینا چاہیے تھا کہ اس میں ہوگا لکھا ہوا موجود ہے اس کی طرف توجہ نہ کرنا اور ادھر ادھر کی لائینی باتوں سے تاویل کرنا پتا دیتا ہے کہ گنگوہی صاحب نے وہی لکھا ہے جو چھپا ہے کاتب کی غلطی نہیں ہے لہذا اثبات ہو کہ دیوبندیوں کے نزدیک صحابہ کرام کو کافر کہنے والا مسلمان ہے سنت جماعت سے خارج نہیں اور المصباح الحمدید کے الزام کا دیوبندیوں کے پاس کوئی جواب نہیں۔

رہبر صاحب نے حسب عادت اس نمبر میں بھی نقالی کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ علی حضرت قدس سرہ نے انکو کتبہ الشہابیہ وغیرہ میں اسمعیل دہلوی کے کفریات شمار کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے والا گالیاں دینے والا بتایا اور اس کو کافر نہیں کہا بلکہ شہید الایمان میں لکھ دیا اور میں اسمعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا مقام الحدید چونکہ دیوبندی نے اس کی تفصیل آخر میں لکھنے کا وعدہ کیا ہے اس لئے ہم بھی یہاں اجمالی رد پر اکتفا کرتے ہیں۔

علی حضرت پر یہ اعتراض دیوبندیوں کی جہالت ہے کفر فقہی اور

کفر کلامی میں فرق نہ جاننے پر مبنی ہے اس جہالت کا ایک شعبہ یہ ہے کہ انکو کتبہ الشہابیہ اور تمہید الایمان میں فرق نہیں جانتے انکو کتبہ الشہابیہ کفر فقہی کے بیان میں ہے۔ اسماعیل دہلوی پر فقہی کفریات حامد میں تمہید الایمان کفر کلامی کے بیان میں ہے۔ کفر فقہی سے بھی کافر کہنا جائز ہے ضروری نہیں مستحکمین متاثرین کف لسان کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کمال اعتیاد ہے کہ اسماعیل دہلوی کے سینکڑوں فقہی کفریات موجود ہوتے ہوئے کف لسان فرماتے ہیں۔ تمہید الایمان میں صرف کف لسان ہے اسماعیل کو مسلمان کہاں لکھا ہے یہ دیوبندیوں کا افتراء ہے جب تفصیل آئے گی افتراء پر دانیوں کا پردہ چاک کر دیا جائے گا۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک علماء کی توہین کرنے والا کافر ہے

۱۷۔ علماء دیوبند کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین و تحقیر نہیں بلکہ تکفیر کرنا لابی کافر تو کجا سنت جماعت سے بھی خارج نہیں جیسا کہ ۱۶ میں گزرا مگر علماء کی توہین و تحقیر کرنے والا کافر ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۷ پر ہے۔ علماء کی توہین و تحقیر کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر علم اور دین کے ہو لہذا جب قیاس مجتہد حق کو ناجہ کہا تو اہانت اس عالم کی اور دین و علم میں لہذا کفر ہوا۔

جو شخص علماء کی توہین و تحقیر کے کفر ہونے کا قائل ہو وہ صحابہ کرام کی تکفیر پر بھی حکم کفر نہ دے۔ سنت جماعت سے خارج نہ کرے سخت تعجب ہے۔ المصباح المہدید کا یہی اعتراض ہے۔

اس کا جواب تو دیوبندی عجیب سے نہ ہو سکا غصہ میں آکر پہلے خوب تبرا بازی کی پھر کہا کہ اس میں گنگوہی صاحب نے اپنی ذاتی رائے

نہیں لکھی بلکہ سائل کے استفسار پر فتاویٰ عالمگیری کے ایک مسئلہ کی توجیہ کی ہے یہ معترض کی خیانت ہے اس نے سوال کو نقل نہیں کیا وہ سوال و جواب یہ ہے۔

سوال نواب قطب الدین خاں صاحب نے نقل عالمگیری سے کیا ہے ایک شخص نے کہا کہ قیاس امام ابو حنیفہ کا حق نہیں کافر ہوا اس کا کیا مطلب ہے اور یہ قول صحیح ہے یا غیر صحیح۔ اس کے جواب میں گنگوہی صاحب نے فرمایا۔

جواب علماء کی توہین و تحقیر کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر حکیم کے اور دین کے ہو لہذا جب قیاس مجتہد حق کو ناجہ کہا تو اہانت اس عالم کی۔ امر دین و علم میں لہذا کفر ہوا۔ مقامع الحسد ص ۳۳۔

رہبر صاحب تبرا بازیوں تو آپ ہی کو مبارک ہوں۔ گالی گوج دیوبندیوں ہی کا شیوہ ہے مگر آپ کو اول یہ ضرور بتانا پڑے گا کہ سوال نقل نہ کرنے میں خیانت کیسے ہوئی۔ کیا سوال نقل کرنے سے جواب بدل گیا اور علماء کی توہین و تحقیر جو بوجہ امر علم اور دین کے ہو ایمان ہو گئی اگر نہیں تو خیانت کیسے ہوئی۔ ط

بے عیا باش دہرچہ خواہی گو
دوسرے آپ کا یہ کہنا کہ یہ جواب گنگوہی صاحب کی ذاتی رائے نہیں اس سے فائدہ کیا کیا ذاتی رائے اس کے خلاف ہے کیا گنگوہی صاحب کے نزدیک علماء کی توہین کفر ہوئی۔ اسی لئے جواب میں کہا لہذا کفر ہوا۔

تیسرے یہ کہ آپ نے جو گنگوہی تعریف کا لمبا چوڑا خطبہ پڑھا کہ فتاویٰ عالمگیری کے جس نہایت کی توجہ کی ہے اس سے کیا فائدہ ہوا

کیا اس سے اعتراض دفع ہو گیا کیا محض جزیئہ کی توجیہ کر دی ہے۔ عقیدہ اس کے خلاف ہے کیا گنگوہی صاحب بوجہ امر علم اور دین کے توہین و تحقیر کو ایمان سمجھتے ہیں۔

چوتھے کیا فقہا کرام نے مرت علماء کی توہین و تحقیر کو کفر لکھا ہے۔ صحابہ کی توہین و تحقیر و تکفیر کو کفر نہیں لکھا۔ پھر گنگوہی صاحب نے صحابہ کی تکفیر کرنے والے کو کافر کیوں نہیں لکھا کافر تو کافر اہل سنت سے بھی خارج نہ کیا،

دیوبندیوں کا نکل کر سنو نہ فتاوے عالمگیری کے مسئلہ پر اعتراض ہے نہ بوجہ امر علم و دین کے توہین و تحقیر پر حکم کفر دینے پر اعتراض۔ المصباح الجدید کا اعتراض اس فرق پر ہے کہ صحابہ کرام کی تو تکفیر کر نیوالے کو بھی تمہارے گرد کافر نہیں کہتے حتیٰ کہ اہل سنت و جماعت سے بھی خارج نہیں کرتے اور علماء کی توہین و تحقیر کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ اس فرق میں سوائے اس کے کہ اپنا بچاؤ اپنی عزت مقصود ہے اپنی توہین کا دروازہ بند کیا ہے اور صحابہ سے کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں اور کیا کہا جائے گا۔ المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے جس کا دیوبندیوں سے کوئی جواب نہ ہو سکا۔

۱۸۔ دیوبندی حضرات کے نزدیک مولود شریف کسی صورت میں جائز نہیں۔

مسدوم ہے اگرچہ اس میں قیام بھی نہ ہو۔ روایتیں بھی صحیح پریمی جائیں اور کوئی امر بھی خلاف مخرج نہ ہو پھر بھی ہر حال ناجائز ہے فتاوے رشیدیہ حصہ دوم مسئلہ کا سوال و جواب ملاحظہ ہو۔

سوال۔ انعقاد مجلس میلاد برون قیام بروایت صحیح درست ہے یا نہیں؟
الجواب۔ انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ مداحی امر مندوب کے واسطے منع ہے فقط۔

المصباح الجدید کا اس پر یہ اعتراض ہے کہ جب گنگوہی صاحب مجلس میلاد کو مطلقاً حرام بتاتے ہیں تو دیوبندی مولوی قیام کا بہانہ کیوں بناتے ہیں غلط روایتوں کی تہمت کیوں تراشتے ہیں۔ میلاد شریف کی مجلسوں میں کیوں شریک ہوتے ہیں۔ سنیوں میں جا جا کر میلاد شریف کیوں پڑھتے ہیں نذرانہ کیوں وصول کرتے ہیں۔ یہ مذہب ہے یا شکم پروری۔ یہ دین ہے یا مسلمانوں کو بھانسنے کی ترکیب۔

صاحب مقام نے اسکا جواب دیا کہ نفس ذکر ولادت گنگوہی صاحب کے نزدیک مستحب ہے فتاوے رشیدیہ میں ہے نفس ذکر ولادت کو کوئی منع نہیں کرتا۔ نفس ذکر ولادت مندوب ہے اس میں کراہت قیود کے سبب آتی ہے اس کی ممانعت مداحی (مجمع کرنا) و دیگر اہتمامات و قیودات کی وجہ سے ہے۔ مقام الجدید ص ۲۵

نفس ذکر ولادت سے مجلس میلاد شریف تو مراد ہو نہیں سکتی اس کو تو گنگوہی صاحب ہر حال ناجائز بتا رہے ہیں۔ حرمت کی علت مداحی (مجمع کرنا) قرار دے رہے ہیں۔ اب نفس ذکر ولادت کی صورت یہی رہ گئی ہے کہ چلتے پھرتے احیاناً کسی کی زبان سے نکل گیا کہ حضور پیدا ہوئے یا کسی نے گوشہ تنہائی میں دیکھ چھپ کر کہہ دیا کہ حضور دنیا میں تشریف لائے کیا خوب یہ گنگوہی فتوے ہے یا میلاد شریف کے لئے قانون مارشل لاک بہانہ کہیں مسلمانوں نے مجمع ہو کر مجلس میلاد منعقد کی۔ گنگوہی صاحب نے اسکا جواب حرام کا جرم لگا کر توپ دم کیا۔

المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے کہ جب دیوبندی مذہب میں افتاء مجلس میلا کسی صورت سے جائز ہی نہیں تو میلا و شریف کی مجلسوں میں دیوبندی نے کیوں جاتے ہیں مسلمانوں کو کیوں دھوکہ دیتے ہیں کیوں کہتے ہیں کہ صرف قیام ناجائز ہے مجلس میلا وجہ از ہے یہ دیوبندیوں کی دھوکہ دہی اور قیہ بازی نہیں تو اور کیا ہے۔

اس گنگوہی فتوے پر حیرت اور سخت تعجب ہے کہ یہی تداعی اہتمامات قیودات مجلس میلا و شریف سے بہت زیادہ دیوبندیوں کے جلسوں میں ہوتے ہیں وہاں حرمت تو حرمت کراہت بھی پاس نہیں آتی دیوبند اور دیوبندی مدرسوں میں دستار بندی کے جلسے ہوتے ہیں تاریخ و مقررہ وقت پر مجلس منعقد ہوتی ہیں تداعی کا یہ عالم کہ اشتہار دیئے جاتیں۔ ڈھول پڑاتے جاتیں خطوط بیج بیج کر دور دور سے دیوبندی مولویوں کو بلا بلا کر جمع کیا جائے کسی کئی ہفتے جلاتے جاتیں فرش بچھاتے جاتیں پسند ڈال جلاتے جاتیں تخت بچھاتے جاتیں یہ تداعی و اہتمامات و قیودات کس زور شور سے ہیں مگر یہاں گنگوہی صاحب سب ہتھیار ڈال دیں۔ کراہت کا بھی فتوے نہ دیں۔ اور میلا و شریف کے لئے حکم مارشل لا جاری کر دیں۔ یہ دین ہے یہ مذہب ہے سوائے اس کے اور کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کو دیوبندی دیکھ نہیں سکتے۔

گنگوہی صاحب کی طرف ذاری میں صاحب کتاب نے علامہ و مقتدین خصوصاً علامہ ابن الحدید پر افرا کیا اور کہا کہ یہ تنہا گنگوہی صاحب ہی کی رائے نہیں بلکہ بہت سے علماء مقتدین اسی طرف گئے ہیں۔ علامہ ابن الحاج کی کتاب مدخل میں ہے۔

وهذه المفسدة مترتبة على فعل ۱۔ یہ مفسد و قباہ مرتب ہیں مولود

المولود اذا عمل بالسباع فان
خلامته وعمل طعاما ونوى به المولد
ودعى اليه الاخوان وسلم من كل ما
تقدم ذكره فهو بدعة بنفسه
فقط لان ذاك زيادة في الدين وليس
من عمل السلف المباحين واتباع
السلف او في ذلك ينقل عن احد
منهم انه نوى المولد

کے کرنے پر جب اس کو راگ کے ساتھ کریں اور اگر راگ سے خالی ہوتے صرف کھانا کیا جائے اور بھائیوں کو دعوت دی جائے اور کوئی خرابی جن کا ذکر پہلے ہوا نہ ہو تب بھی وہ بدعت ہے اس لئے کہ یہ زیادتی فی الدین ہے حالانکہ پہلے نے سلف کے نقش قدم کی پیروی بہتر ہے اور سلف صالحین میں سے کسی سے منقول نہیں ہے کہ انہوں نے یہ نیت مولود ایسا کیا ہو۔

مقاصع المجدید ص ۴۵

عبارت مدخل کو گنگوہی فتوے کی سند بنانا دیوبندیوں کے جہل کی دلیل ہے گنگوہی فتوے کو یہ ہے افتاء مجلس میلا و ہر حال ناجائز ہے یعنی مطلقاً حرام ہے کوئی صورت اس کے جواز کی نہیں۔ مدخل میں صرف اس مجلس میلا پر مفسد بنائے ہیں جو بابے راگ و غیرہ حرمت کے ساتھ ہو یہ ایسے ہی ہوا جیسے قرآن مجید میں فرمایا لا تقربوا الصلوة وانتم سکرانی۔ نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ اس سے کوئی دیوبندی یہ نتیجہ نکالے کہ نماز ہر حال ناجائز ہے اگر یہ نتیجہ صحیح ہو تو واقعی عبارت مدخل سند بن جائے گی اور جس مجلس میں راگ بابے و غیرہ حرمت نہ ہوں۔ اگرچہ اس میں تداعی ہو کھانا کیا جائے زبردست اہتمامات کئے جائیں اس کے لئے اپنے زمانہ کے لوگوں کی مائد کا لحاظ کرتے ہوئے حضرت علامہ نے وہ لفظ فرمائے ایک بدعت اور دوسرا لیس من عمل السلف المباحین اور اس کا حکم یہ دیا اتباع السلف اولی

اس میں منوعہ "محرمہ" سیئہ مکروہہ" کچھ نہیں فرمایا پھر منافقت کس کے گھر سے آئے گی۔ اور گنگوہی صاحب کا یہ حکم کہ ہر حال ناجائز ہے۔ کون سے لفظ سے ثابت ہوگا پھر یہ کہنا کہ ابن الحاج کی بھی وہی رائے ہے جو گنگوہی صاحب کی ہے یہ علامہ پر یقیناً کھلا افتراء ہے۔ علامہ کا بدعت فرمانا یہ ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا نماز پاشت کو بدعت فرمادینا تو جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے بدعت فرمانا دینے سے نماز پاشت کی فضیلت و استحباب میں کچھ کمی نہ آئی اسی طرح علامہ ابن الحاج کے بدعت فرمانا دینے سے بھی مجلس میلاد مبارک مستحب ہی رہے گی بلکہ اس مجلس میلاد شریف کو علامہ ابن عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے سنت فرمایا۔ احادیث سے ثابت بتایا کہ فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۱۰۹ پر فرماتے ہیں القسم الثانی تشمله الاحادیث الواردة فی الاذکار المخصوصة لهذا علامہ ابن الحاج کا بدعت کہنا بھی محتاج تاویل ہوگا۔

رہا علامہ ابن الحاج کا یہ فرمانا والسباع السلف اولیٰ اس عبارت سے مجلس میلاد شریف کے اہتمامات و قیودات خلاف اولے ہوتے اس سے حرمت کدھر سے کو آئی ہر حال ناجائز کیسے ہوا کیا خلاف اولیٰ ہر حال ناجائز ہوتا ہے خلاف اولیٰ تو مکروہ بھی نہیں ہوتا چہ جائیکہ ہر حال ناجائز لہذا اس سے مجلس میلاد کے ہر حال ناجائز ہونے پر استناد سند جہل ہے یہ واتباع السلف اولے بالکل ایسا ہی ہے جیسے حضرت شیخ عتیق مولانا جید الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں فرمایا رعایت آداب خللا و استغفار پر وجہ سنت بہتر است از بنائے رباط و مدرسہ یعنی پاخانہ و استغفار میں سنت کی رعایت و لحاظ رکھنا مدرسہ و مسافر خانہ بنانے سے بہتر ہے۔

لہذا دیوبندیوں کے نزدیک اگر مدخل کے لفظ اولیٰ سے مجلس میلاد کے

ہر حال ناجائز ہونے پر استدلال صحیح ہے تو اشعۃ اللمعات کی مذکورہ بالا عبارت سے مدرسہ بنانا بھی ہر حال ناجائز ہوا لہذا تعمیرات مدارس کی حرمت کا فتوے بھی دیوبند سے شائع کراؤ۔ پھر دیکھو تماشہ۔ یہ ہے قہارے استدلال کی حقیقت۔ علامہ کرام پر افترا کرتے ہو۔ ان کی عبارتیں نقل کر کے حوام کو دھوکہ دیتے ہو۔ خدا سے نہیں ڈرتے ہو۔ شرم باید از خدا و از رسول۔ حدیث کی عبارت سے استناد کر کے اور اسی کو گنگوہی صاحب کی رائے بتا کر رہبر دیوبندی کا افتخار منون ببعض المکتب و تکفرون ببعض لکھنا کمال جہالت اور بینا کی کی دلیل ہے۔

مسئلہ علم غیب میں فریقین کا موقف | ۱۹۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل

نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا۔ آیات قرآنیہ و احادیث کثیرہ سے ثابت ہے مگر دیوبندی جس طرح حضور کے اور کمالات کے منکر ہیں علم غیب کا بھی انکار کرتے ہیں۔ یہ بات آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ علمائے اہل سنت حضور کے لئے اللہ کا دیا ہوا علم غیب متناہی ثابت کرتے ہیں اور دیوبندی اسی کا انکار کرتے ہیں۔ اسی پر پچاس برس سے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں شور ہے۔ علمائے اہل سنت کی تصریحات موجود ہیں کہ حضور کا علم نہ ذاتی ہے نہ غیر متناہی۔ بلکہ ذاتی اور غیر متناہی اللہ عزوجل کے ساتھ مختص ہے دوسرے کے لئے محال ہے۔ باوجود ان تصریحات کے مسئلہ علم غیب میں دیوبندیوں کا خلاف بھی ہو سکتا ہے کہ عطائی متناہی کا انکار کریں لہذا ثابت ہوا کہ جب کوئی شئی عالم حضور کے علم غیب کا اثبات کرے گا۔ وہی عطائی متناہی ہی مراد ہے گا اور اس کے مقابلہ میں جو دیوبندی انکار کریگا تو وہ انکار بھی علم غیب عطائی متناہی کا ہوگا۔ اب فتاویٰ رشیدیہ کا یہ

سوال وجواب ملاحظہ فرمائیے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم مسئلہ پر سوال میں ہے کہ مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی کے خلیفہ حافظ عالم صوفی وعظ و نصیحت فرماتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب بتلاتے ہیں کہ آنحضرت کو علم غیب تقایہ عقیدہ کیسا ہے گنگوہی صاحب نے اس کے جواب میں کہہ دیا۔

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے فقط۔
ناظرین غور فرمائیں ایک سنی عالم کے متعلق سوال ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا۔ اس کے جواب میں گنگوہی صاحب نے فرمادیا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے فقط۔
اول تو گنگوہی صاحب نے حضور کے لئے بلا تخصیص مطلق علم غیب کو شرک کہا جو بالعموم ذاتی و عطائی متناہی وغیر متناہی سب کو شامل ہے اس سے حضور کے لئے علم غیب عطائی متناہی ماننا بھی شرک ہوا۔

دوسرے یہ کہ سوال چونکہ سنی عالم کے متعلق ہے اور علمائے اہل سنت حضور کے لئے علم غیب عطائی متناہی ہی ثابت کرتے ہیں لہذا اس سوال کے جواب میں گنگوہی صاحب کا یہ کہنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ گنگوہی صاحب حضور کیلئے علم غیب عطائی متناہی کو شرک بتاتے ہیں لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک حضور کے لئے علم غیب عطائی متناہی بھی ماننا شرک ہے۔

اور فتاویٰ صاحب نے حفظ الایمان میں کہا کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر مومن و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے

ناظرین کرام غور فرمائیں گنگوہی صاحب نے تو مطلقاً علم غیب اور

بقریں مسئلہ سوال عطائی متناہی حضور کے لئے شرک بتایا اور فتاویٰ سخاوت کا یہ عالم کہ حضور تو حضور بچوں پاگلوں جانوروں سب کے لئے حاصل مانا المصباح الجدید کا اس پر یہ مواخذہ ہے کہ جس کو گنگوہی صاحب شرک فرماتے ہیں فتاویٰ صاحب بچوں پاگلوں جانوروں کے لئے ثابت مانتے ہیں۔ تو گنگوہی فتوے سے فتاویٰ مشرک ہوئے۔

اس کے جواب کے لئے رہبر صاحب نے بہت ہاتھ پیرا سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے بھی استغانت کی مگر حقیقت یہ ہے کہ دلائل ناصر لہم ان کا کوئی مددگار ہی نہیں۔ دیوبندی رہبر صاحب کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ گنگوہی فتوے میں علم غیب ذاتی و غیر متناہی کو شرک کہا ہے اور فتاویٰ صاحب نے عطائی متناہی مانا۔ اس پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ قول (کہ علم ذاتی و غیر متناہی خاصہ خداوندی ہے اور عطائی متناہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے) سند میں لانا فریب کاری ہے۔ جہاں اس سے گنگوہی صاحب کو کیا فائدہ۔ گنگوہی صاحب نے تو مطلقاً اور مدعی عطائی متناہی کے جواب میں شرک کہا ہے جس سے یقیناً عطائی متناہی ہی مراد ہے۔

پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ثابت ہو سکتا ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ کی عمارت میں بھی لفظ علم غیب سے یہی ذاتی اور محیط کا تفصیل مراد ہے۔ اس کے ثبوت میں بھی ہم آپ کے اعلیٰ حضرت کی کہادت پیش کرتے ہیں۔ فاضل بریلوی خالص الاعتقاد ص ۲۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔ آیات و احادیث و اقوال علماء جن میں دوسرے کے لئے اثبات علم غیب سے انکار ہے ان میں قطعاً ہی دو قسمیں (ذاتی و محیط تفصیلی) مراد ہیں۔ مقاصد الحدید ص ۷۔

اپنے منہ میاں مٹھو بننا اسی کو کہتے ہیں۔ کیا گنگوہی صاحب بھی انہیں علماء میں ہیں جن کے اقوال سے استناد کیا جاتا ہے کہ اس موقع پر آپ

خاص الاعتقاد کی عبارت سے دوڑے کہ ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں۔
گنگوہی تو منکرین میں ہیں جن علماء کے اقوال سے یہ منکرین استدلال کرتے
ہیں ان کے متعلق خاص الاعتقاد کی عبارت ہے پھر یہ کہ گنگوہی صاحب کا
عالم ہونا ہی ان کے کلام میں تائید کرنے کے لئے کافی ہے تو جس کے مشرک
ہونے کا گنگوہی صاحب نے فتوے دیا اس کی نسبت تو سوال ہی میں مذکور
تھا کہ وہ عالم ہیں آخر وہاں کیوں نہ سوچا کہ وہ علم عطائی کا قائل ہے۔ ہاں
آپ یہ کہہ سکتے تھے کہ گنگوہی صاحب فتوے دیتے وقت اندھے تھے انہیں
سوچنا کیوں کر مگر کہنے والا جواب میں کہہ سکتا ہے کہ کیا ہے لکی بھی پھوٹ
گئی تھیں۔ رہبر صاحب یہ آپ کی ایسی تلبیس ہے کہ عوام کو دھوکہ دے کر
حقیقت پر پردہ ڈالتے ہو۔ اگر تبار سے گنگوہی اس پر ایمان لاتے اور صرف
ان دو قسموں کا انکار کر کے علم غیب عطائی مستنا ہی حضور کے لئے ثابت
مانتے تو اس مسئلہ علم غیب میں خلاف کیوں کرتے۔ اعلیٰ حضرت کی ان تصریحات
کے باوجود خلاف کرنا اور علمائے اہل سنت کے مقابلہ میں انکار کرنا اور مشرک
بتانا دلیل ہے کہ گنگوہی صاحب علم غیب عطائی متنا ہی کو مشرک کہتے ہیں کیونکہ
دیوبندی ایمان و گنگوہی قرآن یعنی تقویۃ الایمان میں لکھا ہے۔

اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال دوم
میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے
مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب مشرک ہیں اس کو اشتراک کی اہم
کہتے ہیں۔

یعنی اللہ کا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ
مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید
سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ عبوت و پری سے۔ پھر خواہ یوں

کہے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے عرض اس
عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ تقویۃ الایمان ص ۱۷ مطبع صدیقی۔
دیکھا رہبر صاحب تمہارے ایمان میں لکھا ہے کہ اللہ کے دینے سے بھی
شرک ثابت ہوتا ہے اور منیٰ تو متنا ہی کے ساتھ ہی مختص ہے لہذا علم غیب
عطائی متنا ہی کو ہی شرک کہا آپ کتنا ہی پردہ ڈالیں اور دھوکہ دیں مگر حقیقت
ظاہر ہے کہ گنگوہی صاحب علم غیب عطائی متنا ہی کو مشرک کہتے ہیں۔ اب بتائیے
کہ عقائدی صاحب بچوں، پاگلوں، جانوروں تک کے لئے علم غیب مان کر
گنگوہی فتوے سے کون ہوتے کہو مشرک ہی ہوتے اور یہ صادق آیا ہے اس
گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔

دیوبندیوں کے نزدیک گھروں میں
پھرنے والا کو اسلحہ ہے

یہ تو کھانا حبائز ہے بلکہ اس کے کھانے پر ثواب ملتا ہے فتاویٰ رشیدیہ
حصہ دوم ص ۱۷۵ میں ہے۔

سوال۔ جس جگہ زناغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے
والے کو بُرا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کو کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا
یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔
الجواب۔ ثواب ہوگا۔

المصباح الحسید میں دیوبندیوں کو اس حصول ثواب کی ترغیب ملتی
کہ دیوبندیوں کو بالاحیان کو کھانا چاہیے۔ ثواب حاصل کرنے میں شرما
ابھی بات نہیں اور علماء دیوبند کی ضیافت میں یہی سیاہ مرغ پیش کرنا چاہیے
کہ ہم خرمادہم ثواب پر عمل ہو۔

دیوبندی مجیب نے تو اس کا کچھ جواب نہ دیا البتہ اس مشہور حرام کو تو
کو حلال کرنے کے لیے فقہائے کرام کی عبارتیں نقل کیں ہیں اس سے کیا
غرض کہ دیوبندی کو اکھائیں اور سمجھ کر کھائیں ان کا مذہب ہے مگر افسوس
یہ ہے کہ فقہائے کرام پر اتر آتے ہیں ان کی عبارتیں نقل کر کے عوام کو دھوکہ
دیتے ہیں ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان لگاتے ہیں کہ امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ نے اس مشہور کو تو کو حلال فرمایا ہے جس سے مسلمان طغنا و
فطرتا نفرت کرتے ہیں اور حرام جانتے ہیں جس کو حدیث میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم نے فاسق فرمایا۔ جل و حرم میں اس کے قتل کا حکم دیا لہذا حضرت امام
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فقہائے کرام کے دامن پاک کو دیوبندیوں کے
اس بہتان عظیم سے پاک کرنے کے لیے اس مسئلہ کی قدر سے وضاحت کر دینا
ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اول دیوبندی رہبر کا استدلال جو اس ویسی کو تو
کی علت پر ہے ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔

ذیل میں ہم فقہائے حنفیہ کی چند عبارات درج کرتے ہیں جن سے
اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ وہ غراب یہی ہے جو ہمارے دیار میں
پایا جاتا ہے

پہلے نمبر پر اراقی بشرح کنیز الدقائق میں ہے الغراب ثلثة النواع
نوع یا کل الجیف مخسب فانه لا یوکل ونوع یا کل الحب مخسب
فانه یوکل ونوع یخلط بینہما وهو ایضا یوکل عند امام وهو
العققی لا کالدجاج وعن ابی یوسف انه یکرہ اکلہ لانه
غالب اکلہ الجیف والاولیٰ صحیح یعنی شرح کنیز میں ہے

الغراب ثلثة النواع نوع یا کل غراب کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ جو
الجیف مخسب فانه لا یوکل و صرف مردار کھاتا ہے تو وہ حرام ہے

نوع یا کل الحب فقط فانه یوکل
ونوع یخلط بینہما وهو ایضا یوکل
عند ابی خیفۃ وهو العققی لانه
کالدجاج وعن ابی یوسف
حکمۃ اللہ تعالیٰ نعانہ یکرہ لان
غالب ما کولہ الجیف والاولیٰ
صحیح

دوسری قسم وہ ہے جو صرف دانے
کھاتا ہے وہ حلال ہے تیسری قسم
وہ ہے جو دانے اور مردار دونوں کھاتا
ہے وہ حلال ہے تیسری قسم وہ ہے جو
دانے اور مردار دونوں کھاتا ہے اور
اس کو عققی کہا جاتا ہے وہ بھی امام اعظم
ابو حنیفہ کے نزدیک حلال ہے۔
اس سب سے کہ وہ مثل مرغ کے ہے
اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ
تیسری قسم مکروہ ہے اس لئے کہ وہ
اکثر مردار کھاتا ہے لیکن امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ارجح ہے۔

صاحب جہان "الموزن الذی یا کل جیف" کی شرح میں فرماتے ہیں کہ
وفیه اشعار بانہ لو اکل کل من الثلثة
الجیف والحب جیبعا حل ولدیکرہ
وقال یکرہ والاولیٰ صحیح کہا
فی الحزانۃ وغیرہ

اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر غراب
کی تینوں قسموں میں سے ہر ایک نے
دانے اور مردار کھانا شروع کر دیا تو
سب کے سب حلال ہوں گے البتہ
صاحبین کے نزدیک مکروہ ہوں گے
لیکن ارجح وہی پہلا مذہب ہے۔ کہا
فی الحزانۃ وغیرہ

ان تمام عبارات سے ظاہر ہے کہ کو تو کی علت و حرمت کا مدار
صرف اختلاف غذا پر ہے نہ کہ اختلاف اشکال والوں پر پس جو غراب کہ

حرف دانے کھانا ہے وہ بالاتفاق حلال ہے اور جو حرف نجاست اور مردار خور
ہے وہ بالاتفاق حرام ہے اور جو دانہ اور نجاست دونوں کھاتا ہے وہ
امام ابوحنیفہ کے نزدیک باکراہت حلال اور جائز ہے اور صاحبین کے
نزدیک باکراہت لیکن صحیح ترقول امام صاحب کا ہے اور یہ مرغی کی
طرح ہے کہ وہ دانہ اور نجاست دونوں کھاتی ہے مگر حلال ہے۔

مقام الحدید منہ میں فقہ حنفی کے جزیئہ اور قرآن وحدیث کے قاہر
دلائل سے اس دیسی کو سے کی حرمت ثابت کروں گا جس سے بفضلہ تعالیٰ
آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ یہ کو احرام ہے۔ امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا کھانا جائز نہیں یہ امام پر دیوبندیوں کا فترا
ہے کہ اس کو سے کی حلت کی نسبت امام کی طرف کرتے ہیں مگر پہلے دیوبندی
استدلال کی خبروں اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فقہائے کرام
کے دامن پاک کو کو ان خوروں کے اس بہتان سے پاک کروں۔

دیوبندی رہبر نے اس دیسی کو سے کے جواز پر تین عبادتیں نقل کی
ہیں جن میں سے بحوالہ ائق اذ ذریعہ دونوں کی عبارتوں میں عذاب مختلف فیہ
کی تعیین مذکور ہے دیوبند محقق وہ عذاب جو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے نزدیک حلال ہے وہ محقق ہے امام کا یہ ارشاد حق و بجا ہے بسرو
چشم منظور اہل سنت کا اسی پر عمل لے بلاشبہ محقق جائز ہے لیکن اس دیسی
کو سے کو محقق سے یہ نسبت زاع زابا عالم پاک محقق اس کو سے سے
چوٹا جانور ہے اس کے مشابہ ہوتا ہے جھل میں رہتا ہے منتخب اللغات
دعیرہ میں اس کو زاع دشتی یعنی جنگلی کو کھاتا ہے۔ طب کی کتابوں میں اس
سے بھی صاف محقق کو مہو کا کھاتا ہے نجاست کو دانہ وغیرہ سے غلط کر کے کھاتا
ہے اس کو سے کی طرح خالص نجاست بغیر کسی دوسری چیز کے ملائے ہرگز

نہیں کھاتا یہ دیسی کو اجیفہ خور الفقع ہے یہ حرام ہے حدیث میں اس کو فاسق فرمایا
اس کے قتل کا حکم دیا۔ ہدایہ نے تصریح فرمائی کہ محقق کا یہ حکم نہیں وہ قتل نہ
کیا جائے گا۔ شاہ اہل اللہ صاحب جو گنگوہی صاحب کے بھی بزرگوار ہیں کہنے
کے فارسی ترجمہ میں اسی مشہور کو سے کو الفقع فرماتے ہیں۔ مراد از الفقع زاع
متعارف است کہ رنگ گردن آں بہ نسبت پر و بازو لیش سفیدی باشد
دوسری دلیل میں اس کی تفصیل آئے گی۔ غرضیکہ الفقع و محقق میں زمین و
آسمان کا فرق موجود ہے مگر دیوبندیوں کو یہی دیسی کو کھانا مقصود ہے۔
اس لئے تعیین و تصریح کو چھوڑ کر جامع رموز کے اشارہ ہی پر ناپنے لگے
اشارہ ہی سے استدلال کیا جو دوسرے کے لئے تنکے کا سہارا ہو اس سے
زیادہ حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ امام کے نزدیک جس کا کھانا جائز ہے جب
دیوبند محقق سے وہ معین ہو گیا کہ وہ محقق ہی تو اب اس الفقع حرام کو حلال
کرنے کے لئے اس کی تعلیم پر معنی دار و پھر جامع رموز کے اشارہ سے بھی
اس کو سے کی حلت نہیں ثابت ہو سکتی کیونکہ جامع رموز کی مذکورہ عبارت
اگر دیوبندی قطع و برید سے پاک ہے تو اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اس میں اشارہ
ہے کہ اگر عذاب کی تینوں قسموں میں سے ہر ایک اگر مردار و دانہ دونوں کھاتے
تو امام کے نزدیک سب حلال ہوتے لیکن واقعہ یہ ہے کہ صفت حلت دو
ہی میں منحصر رہی ایک وہ جو حرف دانہ کھاتا ہے دوسرے محقق جو نجاست کو
دانہ وغیرہ سے ملا کر کھاتا ہے نہ یہ دیسی کو اب جو بغیر کسی شے کے ملائے خاص
نجاست کھاتا ہے پھر یہ یکے کے حلال ہو سکتا ہے اور اگر دیوبندی کو ان خوری
کے شوق میں کہیں کہ یہ ملائے کا جھوٹا کہاں سے نکالا تو آنکھ کھول کر عبارت
مذکورہ کو دیکھیں دونوں عبارتوں میں دنوع یخلط بینہما نے یعنی ایک
قسم وہ ہے جو دانہ و نجاست وغیرہ دونوں کو ملائے ہے وہ محقق ہے اور اگر

کو آخری کے ذوق میں اور زیادتی ہو اور اس مراد کو تے کو حلال کرنے کے لئے دیوبندی تخلص کے یہ معنی گروہیں کہ کبھی نجاست کھاتے اور کبھی دانہ اور کہیں کہ یہ دونوں باتیں اس دیسی کو تے میں پانی جاتی ہیں لہذا یہ حلال ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ ذوق کو آخری نہیں مبارک ہو کھاؤ مگر اس کی نسبت ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نہ کرو اس لئے کہ امام کے نزدیک خلط کے یہ معنی ہرگز نہیں امام کے نزدیک خلط کے معنی کھانے کے قبل ملا نا ہے امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جو کو مختلف فیہ ہے وہ وہی ہے جو نجاست کو دانہ وغیرہ سے ملا کر کھانا ہے۔ امامین کا مباحثہ اس پر دلیل قاطع ہے ملاحظہ ہو۔ عن ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ قال سئل اباحینفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عن العقیق فقال لا باس فقلت انہ یاکل النجاسات فقال انہ یخلط النجاسة لبشی اخرتمہ یا کل۔ فتاویٰ مالگیری ص ۲۹

ابو یوسف سے مروی ہے کہا کہ میں نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا کہ عقیق کھانا نجاست ہے یا نہیں فرمایا کوئی حرج نہیں پس میں نے کہا کہ وہ نجاست کھاتا ہے فرمایا وہ نجاست کو دوسری شے سے ملاتا ہے پھر کھاتا ہے اس عبارت سے بصر امت تین ثابت ہیں۔ اول یہ کہ شیخین کا اختلاف صرف عقیق میں ہے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو نجاست کہتے ہیں امام ابو یوسف حرام۔ دوسرے یہ کہ عقیق خالص نجاست نہیں کھاتا بلکہ دانہ وغیرہ دوسری چیز سے ملا کر کھاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ امام اعظم کے نزدیک عقیق کے جواز کی وجہ صرف یہی ہے کہ خالص نجاست نہیں کھاتا۔ چہی تو امام ابو یوسف کے اس سوال کے جواب میں کہ وہ نجاست کھاتا ہے۔ امام اعظم صاحب نے یہ فرمایا کہ وہ نجاست کو پہلے دوسری چیز سے ملاتا ہے پھر کھاتا ہے اور اگر عقیق اس کو سے کی طرح کبھی خالص نجاست کھاتا اور کبھی دانہ تو امام کا یہ قول کہ وہ

نجاست کو پہلے دوسری چیز سے ملاتا ہے پھر کھاتا ہے کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے لہذا اسی عبارت سے تین وجہ سے ثابت ہوا کہ یہ دیسی کو اہرگز مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ اول تو کو الاصل مجھے عقیق نہیں اور امام صاحب نے عقیق کو جائز کہا ہے دوسرے عقیق پر اس کا قیاس ہرگز صحیح نہیں کیونکہ یہ بغیر دوسری چیز ملائے نجاست کھاتا ہے اور عقیق عقیق جب تک نجاست کو دوسری شے سے نہ ملائے نہیں کھاتا۔ تیسرے عقیق عقیق کے جواز کی وجہ تو امام کے نزدیک صرف یہی تھی کہ وہ خالص نجاست نہیں کھاتا اور یہ کو خالص نجاست کھاتا ہے لہذا یہ کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی حرام ہوا اور ثابت ہو گیا کہ دیوبندیوں کے اس بہتان سے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن پاک ہے یہ امام پر افترا ہے کہ یہ دیسی کو امام کے نزدیک جائز ہے۔ چونکہ دیوبندی کو آخری کے ذوق و شوق میں فانی الغراب کا مرتبہ رکھتے ہیں اس لئے ممکن ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کو نہ مانیں کیونکہ

جو دین کو توں کوئے بیٹھے ان سے کیا تجویز
کہیں کہ ہم نہیں تقلید کرتے بو حنیفہ کی۔

اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہی اعتراض کر بیٹھیں کہ نجاست کو بغیر کسی دوسری چیز کے ملائے کھانا اور ملا کر کھانے میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں صورتوں میں نجاست کھانا پایا جاتا ہے لہذا عقیق کی طرح یہ دیسی کو واقعہ میں حلال ہے۔ اول تو یہ اعتراض کرتے ہی دیوبندیوں کی حقیقت کا پتہ چل جائے گا کہ امام اعظم کی تقلید صرف کو آخری کے لئے تھی جب امام صاحب نے کوئے کو حرام بتایا تو تقلید رخصت۔ دوسرے اگر تقلید چھوڑ کر اور امام سے رشتہ جوڑ کر کو آخری کے لئے دونوں صورتوں

کو ایک کریں تب بھی بنظر خیر خواہی ہم وجہ فرق بتائے دیتے ہیں کہ بغیر کسی چیز کے ٹائے خالص نجاست کی طرف اسی کی رجعت و میلان ہو سکتا ہے جس کی طبیعت میں خباثت اور جبلت میں فسق ہو لہذا وہ خباثت و فواسق میں داخل ہوگا اور جبکہ قرآن و حدیث حرام ہوگا اور جو پرند خالص نجاست سے نفرت کرے اگرچہ مٹی و عینہ میں ملا کر کھائے ظاہر ہے کہ اس کی طبیعت میں خباثت و فسق نہیں لہذا وہ خباثت و فواسق میں داخل نہیں اس لیے حلال ہے بفضلہ تعالیٰ دیوبندی استدلال کا تو خاتمہ ہو گیا اس کی عیاری و منکاری ظاہر ہو گئی اب میں اس دیوبندی کوٹے کی حرمت پر فقہ حنفی کے جزیہ اور قرآن و حدیث کے کلیات سے دلائل قائم کرتا ہوں وہو المعبود مگر ذرا کوتاہی خوروں سے ایک بات پوچھ لوں وہ یہ کہ نیچے سے اوپر تک دیوبندی رہبر کے مربی مولوی شکر اللہ صاحب سے لے کر گنگوہی صاحب تک سارا دیوبندی کنبہ پہلے یہ بتائے کہ جب فقہ متون تک میں اس دیوبندی کوٹے کی حرمت مذکور یہ جزیہ موجود تو جزیہ چھوڑ کر کلیات استدلال کیوں کیا کیا مقلدوں کا یہی شیوہ ہے حنفی ایسے ہی ہوتے ہیں کہ نہیں ہے۔ لا الابق الذی یا کل الجیف یعنی ابق جائز نہیں جو مردار کھاتا ہے اس کی شرح فتح العین میں ہے وہو الذی ینہ سواد و بياض ابق وہ ہے جس میں کچھ سیاہی و سفیدی ہو جب صاحب کنز نے غراب ابق کو حرام فرمایا اور شارح نے ابق کی تفسیر کر کے تعین کر دی کہ ابق وہ ہے جس میں سیاہی و سفیدی ہو تو اب اس دیوبندی کوٹے کی حرمت میں کیا شبہ رہ گیا اسی عبارت کنز کا فارسی ترجمہ شاہ اہل الشد صاحب نے کیا ہے جو گنگوہی صاحب کے بھی بزرگوار ہیں اس میں مذکور ہے۔ و مراد انہ ابق زارع متعارف ست کر رنگ گردن آن بہ نسبت پر دواز و شش سفیدی باشد۔ یعنی ابق سے

مراد یہ مشہور کوٹا ہے جس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پر دواز کے سفید ہوتا ہے اسی عبارت کا اردو ترجمہ دیوبندیوں کے پیر منٹاں مولوی محمد اسحاق صاحب نے احسن المسائل میں کیا ہے مگر جو کوٹا ابق کہ مردار کھاتا ہے حرام ہے اور مراد ابق سے یہی دیوبندی کوٹا ہے کہ اس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پروں کے سفید ہوتا ہے اس کا کھانا حرام ہے۔ جب فقہ میں بھراحت جزیہ موجود رنگ ہنگ کی تعین موجود عربی فارسی اردو عبارات میں اس دیوبندی کوٹے کی حرمت مصرح ہے تو اس جزیہ سے آنکھ بند کر کے ان تعریحات سے منہ پھیر کے کوٹا خوری کے شوق میں وہ بلند پروازی کہ کلیات سے استدلال آخر کیا وجہ ہے صرف عوام کا لاف نام کو دھوکہ ہی تو دینا ہے کوٹا کھانا اور کھانا ہی تو ہے اور وہ بھی حنفی بن کر بھان اللہ یہ منہ اور مسود کی دال خفیت اور دیوبندی کا منہ۔ کوٹا خوری سے خفیت کو بدنام کرتے ہیں خفیت کے پردہ میں دہائیت کی اشاعت کرتے ہیں۔

ناظرین کرام فقہ کا جزیہ تو آپ نے دیکھا۔ جس میں اس دیوبندی کوٹے کی حرمت مصرح موجود ذرا کلیات کا بھی حسلہ دیکھیے کوٹا خوروں کی نظر خیر نہ ہو جائے تو میرا ذمہ۔

اس دیوبندی کوٹے کی حرمت پر
قرآن و حدیث سے دلائل

یہی دلیل قرآن مجید کا ارشاد ہے
و یحرم علیہم الخبائث اور
وہ نبی جو اپنی امت پر خبیث چیزیں
حرام کرے گا لہذا اس آیت سے ہر خبیث شے کا حرام ہونا ثابت اور
یہ کوٹا خبیث ہے لہذا شکل اول سے نتیجہ نکلا کہ یہ کوٹا حرام ہے کہہ کرے کا
ثبوت تو آیت سے قطعی ہے اس کا تو انکار کرتے ہی فوراً دیوبندی ہو
جائے گا لہذا وہ تو مسلم محقق ہے البتہ صغریٰ کا ثبوت ہمارے ذمہ ہے

دہوا ہذا۔ اس کو تے کو چونکہ طبیعت سلیمہ خبیث جاتی ہے اور نفرت کرتی ہے ہر بھلا آدمی اگرچہ گاؤں کا رہنے والا کیوں نہ ہو اس سے نفرت کرتا ہے خود حلال کہنے والے بھی اس کی طرف رغبت نہیں کرتے (ورنہ علانیہ کھاتے) اور یہ نفرت شرعاً خبیث ہے اور موجب حرمت ہے۔

اشعت اللغات شریف میں ص ۲۵۳ پر ہے و مراد بخت آنچہ پلید و اند طبع سلیم ضد طیب و مختار میں ہے۔ و الخبیث ما تستخبہ الطبائع السلیمة خبیث وہ ہے جس سے سلیم طبیعتیں نفرت و گھن کریں اس مشہور کو تے کی طرف زمانہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے آج تک کسی سلیم الطبع شخص نے رغبت نہ کی ہر قرن ہر زمانہ کے مسلمان نفرت ہی کرتے رہے اور کرتے ہیں لہذا ثابت ہوا کہ یہ کو تہ خبیث ہے اور آیت کریمہ و یحرم علیہم الخبائث میں داخل ہے لہذا آیت کریمہ سے اس کو تے کی حرمت ثابت ہے اسی لئے ایمان والوں نے اس کی طرف کبھی رغبت نہ کی۔ اس کی طرف رغبت ہوئی تو جناب گنگوہی صاحب اور ان کی ذریت غرابیہ کی اور کیوں نہ ہو۔ الخبیثات للخبیثین کا تقاضا ہی یہ ہے۔

خبیث بہر خبیثہ خبیثہ بہر خبیث

یہی ہے وجہ جو کو تہ پسند فرمایا۔

دوسری دلیل۔ یہ کو تہ چونکہ موذی ہے اس کی طبیعت میں ایذا رسانی ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فاسق فرمایا اور محرم کے لئے بھی اس کے قتل کی اجازت دی حالانکہ محرم کے لئے شکار حرام ہے لہذا ثابت ہوا کہ جس طرح اور موذی حب لوز میں یہ کو تہ بھی موذی ہے۔ اس کا کھانا حرام ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت
انی لا محجب من یا کل الغراب
وقد اذن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی قتله للمحرم وسمیاء
فاسقا وواللہ ما هو من الطبیات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ
مجھے بڑا محجب ہے اس شخص پر جو کو تہ
کھاتا ہے حالانکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم نے محرم کے لئے اس کے
قتل کی اجازت دی اور اس کا نام
فاسق رکھا خدا کی قسم وہ طبیات سے
نہیں۔

ام المؤمنین کی دوسری حدیث جس کو بخاری و مسلم نے روایت کیلئے
عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال خمس فواسق یقتلن فی
الحل والحرم المحیة والغراب
الابقع والفارة والکلب العقور
والمحیة متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۲۳۶

تیسری حدیث عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

قال خمس لا جناح علی من قتلہن
فی الحرم والاحرام الفارة
والغراب والمحادۃ والعقرب
والکلب العقور متفق علیہ۔
مشکوٰۃ ص ۲۳۶

پانچ جانور فاسق ہیں حل اور حرم ہر
جگہ قتل کیے جائیں۔ سانپ اور عرزاب
القع (دبلی کو تہ) اور چوہا اور کھٹکنا کتا
اور چیل۔

ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ یہ کو تہ موذی اور فاسق جانور ہے اس
کا وہی حکم ہے جو سانپ بچھو چھوے وغیرہ کا ہے جس طرح چوہا سانپ بچھو

وغیرہ کھانا حرام کو کھانا بھی حرام مسلمان تو حدیث کے اس حکم کو بسر و چشم قبول کریں گے مگر دیوبندی کو آخر برٹے اچھل کر کہیں گے کہ واہ حدیث میں یہ ویسی کو امراد نہیں۔ یہ دانہ بھی کھاتا ہے بلکہ وہ کو امراد ہے جو صرف نجاست کھاتا ہے لہذا ان کی دہن دوزی کے لئے اس پر وہ برہان قائم کر دوں کہ کو آخوروں کی کائیں کائیں بھی بند ہو جائے۔ اچھلنا تو کب۔ ہدایہ میں اسی معنی کی حدیث ذکر کر کے غراب کی قمین فرمائی کہ صرف نجاست خور مردار نہیں بلکہ وہی کو امراد ہے جو کبھی نجاست کھاتا اور کبھی دانہ وغیرہ کھاتا ہے فرمایا والسراد بالغراب الذی یاکل الجیف ویخلط لاندہ بیدی بالاذنی واما العقیق غیر مستثنی لاندہ لاسیسی عذابا ہدایہ ولین ۲۶۲ یعنی حدیث خمس من الفواسق میں غراب سے مراد وہ کو ہے جو مردار کھاتا ہے اور خلط کرتا ہے یعنی دانہ وغیرہ بھی کھاتا ہے کیونکہ وہ ایذا رسانی کی ابتدا کرتا ہے لیکن حق حق کا استثناء نہیں وہ قتل نہ کیا جائیگا کیونکہ اس کو مطلقاً غراب نہیں کہا جاتا، ایہ کی شرح بنایہ میں ہے قولہ د یخلط ای یخلط الحب بالنجس معناه یاکل النجس تاتہ والحب اخوی یعنی صاحب ہدایہ کے قول و یخلط کے معنی یہ ہیں کہ کبھی دانہ کھاتا ہے لہذا حسب تصریح صاحب ہدایہ و صاحب بنایہ حدیث میں یہی ویسی کو امراد ہوا یہی فاسق اور موذی ہوا اسی کے قتل کے لئے حرم اور حالت احرام میں حکم دیا اس کا وہی جس کم ہوا جو سانپ بچھو چو ہے وغیرہ کا ہے جس طرح وہ حرام یہ کو ابھی حرام اس کو نہیں کھاتے گا مگر فاسق موذی دیوبندی اٹھل پچھو شکاری شور بہ کا حاوی۔

بڑی بے اندھے کو عادت کہ شو، باہی سے کھاتے بیڑ ہاتھ نہ آئے تو زارغے کے چلے

اور وہ بھی معروفہ مجملہ تعائے آیات و احادیث کی روشنی میں دلائل قاہرہ سے اس کو تے کی حرمت ثابت ہوئی فقہ کاسبزیہ اس کی حرمت پر پہلے گزرا باوجود اس کے پھر بھی دیوبندی کو آخری سے باز نہ آئیں تو انہیں احتیاج ہے مگر ہاں اتنا ہم ضرور کہیں گے کہ یا تو کو کھانا چھوڑ دیں یا اپنے کو حنفی کہنا چھوڑ دیں کو آخری کی حقیقت سے ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدنام نہ کریں اس غبیث فاسق موذی کو تے کی حلت کی نسبت اس پاک طینت نیک سیرت صاحب بصیرت امام برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کرنا جو بد شکل پھپھلی بھی نہ پسند کریں کتنی بڑی کوڑ بطنی و بد طینتی ہے۔ دیوبندیو! اس نجس حرام گندی گھناؤنی چیز سے امام اعظم کے دہن پاک کو آلودہ کرتے ہو خبردار اس امام برحق کا دامن ایسی خباثتوں سے پاک ہے جس کی طہارت پر کیسے دلائل قائم کر دیئے تمہارے استدلال کو آخری کی وجہاں اڑا دیں ثابت کر دیا کہ تم فقہاء کی عبارتیں نقل کر کے امام کو بدنام کرتے ہو عوام کو دھوکہ دیتے ہو لہذا تو بہ کرو اس مکاری کیا دی سے باز آؤ۔ اخیر میں دیوبندی رہبر نے کچھ اور چالبازی کی ہے کہتے ہیں۔

علاوہ ازیں معترض صاحب آپ کی یہ کتنی بڑی شرمناک خیانت ہے کہ آپ نے غراب کی حلت کو صرف علماً دیوبند کی جانب منسوب کر دیا حالانکہ علماء کان پور مولانا احمد حسن صاحب علماء رامپور مفتی سعد اللہ صاحب وغیرہ صد ہا علماء حنفیہ نے اس کی حلت کا فتوے دیا ہے ملاحظہ ہو۔ فصل الخطاب فی تحقیق مسئلہ الغراب۔ مقامح المحدث لمفصلا منہ۔

جی ہاں ہم نے دیوبندیوں کا فصل الخطاب خوب دیکھا ہے اس میں بڑی بڑی چالبازیاں کی گئی ہیں فتووں اور مفتیوں کے خوب جوڑ توڑ

کہتے ہیں کسی کا فتوے کسی کے ساتھ ملایا ہے عبارتیں بدلی ہیں۔ فتوے میں کچھ ہیں کتاب میں کچھ نقل کی ہیں اپنا مطلب الٹا سیدھا بنالیا ہے۔ اسی زمانہ میں علمائے اہل سنت نے ان بددیانتوں کو ظاہر کر کے رد کر دیا ہے جس کے جواب کی آج تک دیوبندیوں کو ہمت نہ ہوئی اگر اب بھی ہمت ہو تو جن علماء اہل سنت کے نام فتوے میں درج کئے ہیں ان کی مہری تخطی تحریر سے ثابت کر دو کہ انہوں نے اس دیسی کوتے کی حلت کا فتوے دیا ہے ورنہ یاد رکھو ان اللہ لا ینفدی کینذاتہما ینین بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے سکر کو راہ نہیں دیتا۔

۲۱۔ علماء دیوبند کے نزدیک دیوبندیوں کے نزدیک تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویت الایمان کا

رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور باعث ثواب ہے۔ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں اس کا (تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور موجب اجر کا ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم منہ۔

اس پر المصباح الجدید کا پہلا مواخذہ یہ ہے کہ جب تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہوا تو جس نے نہ رکھی نہ پڑھی۔ وہ اسلام سے خارج ہوا تو لازم آیا کہ تقویت الایمان سے پہلے مع اسکے مصنف مولوی اسماعیل کے کوئی بھی مسلمان نہ ہوا اور اس کے بعد بھی جس کے پاس تقویت الایمان نہ ہو یا نہ پڑھے وہ مسلمان نہ ہو اس معیار سے دو جہاں ہی میں باوجودیکہ وہابی دیوبندی لاکھوں تقویت الایمان مفت تقسیم کر رہے ہیں مگر کم از کم پچانوے فیصدی مسلمان

اسلام سے خارج ہو گئے۔

دوسرا مواخذہ یہ ہے کہ اس گنگوہی فتوے کی رو سے لازم آیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک تقویت الایمان کا مرتبہ قرآن مجید سے زیادہ ہے اس لئے کہ قرآن مجید پر ایمان لانا بے شک مسلمانوں کے لئے ضروری ہے مگر قرآن مجید کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام نہیں اور تقویت الایمان رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے۔

ان مواخذوں کا جواب تو دیوبندی رہبر سے نہ ہو سکا جو کچھ کہا اس کا خلاصہ تقویت الایمان کی توفیق گنگوہی جی کی مقببت اور دیوبندی تہذیب کے مطابق علمائے اہل سنت کو گالیاں دینا ہے۔ رہبر صاحب فرماتے ہیں۔

کیونکہ تقویت الایمان کے تمام استدالات قرآن و حدیث سے ہیں اس لئے انکار رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ معترض نے ازراہ خیانت صرف خط کشیدہ عبارت نقل کی ہے پوری عبارت نقل نہیں کی ورنہ ناظرین اسی سے جواب سمجھ لیتے پوری عبارت یہ ہے کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور وہ رد شرک بدعت میں لا جواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ و احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا۔ مقام الحدید مخصاص

دیوبندیوں کی دیانت کے ناداروں ذرا ہوش سنبھال کر بتاؤ تو اس خط کشیدہ عبارت کو ماقبل سے وہ کون سا تعلق ہے کہ صرف اس کو ذکر کرنے سے وہ حکم بدل گیا جو گنگوہی جی نے تقویت الایمان کے لئے دیا ہے اور پوری عبارت نقل کر دینے سے المصباح الجدید کے

مواخذوں کا جواب کیسے ہو گیا واقعی الحیاء شعبۂ من الایمان حق ہے کیا پوری عبارت ذکر کر دینے سے تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام نہ رہا۔ پوری عبارت میں وہ کون سا لفظ ہے جس سے یہ ثابت ہوا۔ جب نہیں تو صرف خط کشیدہ عبارت کا ذکر خیانت کیسے ہوا اور اعتراض کا جواب کس طرح ہو گیا۔ اعتراض کو وضاحت سے سمجھنے کے لئے یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے کہ کسی مجموعہ کا وجود بھی ہوتا ہے کہ جب اس کے تمام اجزاء موجود ہوں اگر ایک جز بھی نہ پایا گیا تو مجموعہ کا وجود محال ہے عین شے کا جو حکم ہے وہی شے کا حکم ہے عین شے سے شے کا وجود اور اس کے عدم سے شے کا عدم ہوتا ہے۔

اب ذرا غور سے سنو اعتراض یہ ہے کہ جب تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام بتایا۔ تو وہی صورتیں ہیں یا تو تینوں کا مجموعہ عین اسلام ہے یا ہر ایک مستقل عین اسلام ہے پہلی صورت میں رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا تینوں جمع ہو کر متحقق ہوئے تو اسلام پایا گیا۔ یعنی جس نے تقویت الایمان کو رکھا بھی پڑھا بھی عمل بھی کیا وہ مسلمان ہوا اور اگر تینوں میں سے کوئی ایک بھی نہ پایا گیا تو اسلام نہ پایا گیا مثلاً کسی نے تقویت الایمان پر عمل تو کیا مگر رکھا اور پڑھا نہیں تو مسلمان نہ ہوا یا عمل کیا اور رکھا بھی مگر پڑھا نہیں تب بھی مسلمان نہ ہوا۔ یا رکھا اور پڑھا لیکن عمل نہ کیا۔ تب بھی مسلمان نہ ہوا۔

دوسری صورت یعنی رکھنا بھی عین اسلام پڑھنا بھی عین اسلام اور عمل کرنا بھی عین اسلام۔ اولاً یہ کہ رکھنا پڑھنا عمل کرنا یہ تین چیزیں ہیں اور ایک چیز تین چیزوں کی عین کیوں کر ہو سکتی ہے ثانیاً یہ صورت پہلے سے بھی زیادہ قبح ہے کیونکہ اس صورت میں جس نے تقویت الایمان کو نہ

رکھنا نہ پڑھنا نہ عمل کیا وہ مسلمان نہیں اور جس نے رکھا اور پڑھا اور عمل کیا وہ مسلمان اور جس نے صرف عمل کیا مگر نہ رکھا اور نہ پڑھا وہ مسلمان بھی ہے اور کافر بھی کیونکہ تقویت الایمان پر عمل کرنا عین ایمان تھا وہ پایا گیا لہذا عین ہوا اور رکھنا اور پڑھنا جو عین اسلام تھا وہ نہ پایا گیا لہذا اسلام نہ پایا گیا جب اسلام نہیں تو ایمان نہیں کہ نہ اسلام و ایمان ایک ہی ہیں شرح عقائد میں ہے الایمان والاسلام واحد جب ایمان نہیں تو کفر ہوا لہذا ایک شخص کافر بھی ہوا اور مسلمان بھی اسی طرح جس نے عمل کیا اور رکھا بھی لیکن پڑھا نہیں وہ بھی کافر اور مسلمان دونوں ہوا یوں ہی جس نے عمل کیا اور پڑھا بھی لیکن رکھا نہیں وہ بھی کافر ہوا اور مسلمان بھی۔ دیکھنا یہ ہے گنگوہی فتوے کی بہار کہ جس کی تعداد بیرون از شمار ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابیت اور دیوبندیت پر کفر حاشق ہو گیا ہے۔

دیوبندیو! اس گنگوہی معیار سے ذرا مسلمانوں کو جانچو تو اپنی دیوبندی برادری ہی کو پرکھو اگر پانچ فیصدی بھی مسلمان ثابت ہو جائیں تو ہم سے کہنا۔

دیوبندیو! ذرا تو خدا لگتی کہہ دو کیا پوری عبارت نقل کرنے سے اس اعتراض کا جواب ہو گیا کیا اتنا کہہ دینے سے کہ اس کے استدلال کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں بہت عمدہ کتاب ہے اعتراض نہیں پڑیگا اگر ایسا ہے تو مرزا قادیانی کی نبوت بھی تمہارے نزدیک ثابت ہو جائے گی اس کی کسی کتاب پر تمہارے نزدیک کوئی اعتراض نہیں پڑیگا کیونکہ قادیانی کہتے ہیں کہ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ و احادیث سے ہیں بس پھر کیا ہے دیوبندی مرزا کا کلمہ پڑھیں گے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ قرآن مجید کے متعلق تو دیوبندیوں کا مسئلہ بھی یہ ہے کہ اس کا رکھنا اور پڑھنا حین اسلام نہیں بلکہ اس پر ایمان لانامین اسلام ہے اور تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا تہائے نزدیک حین اسلام ہوا تو ہر صورت میں تقویت الایمان کا مرتبہ قرآن مجید سے بڑھ گیا۔

سارے دیوبندی مولوی بتائیں کیا پوری عبارت نقل کر دینے سے یہ اعتراض سا قاطع ہو گیا یا اس عبارت سے اس کا جواب ہو گیا۔ ہوا تو کس لفظ سے۔ نہیں تو دیوبندی رہبر کا اس کو جہالت و بطالت پر مہر تصدیق بتانا کیا اپنی جہالت و بطالت و حماقت و شیطنت کا اقرار کرنا نہیں اور اپنی خباثت باطنی و بدطنی و کور بخئی کا ثبوت دینا نہیں کہو، ہے اور ضرور ہے۔ گفتگو ہی صاحب نے فتوے میں اور دیوبندی رہبر نے جواب میں تقویت الایمان کی بڑی تعریفیں کیں۔ اس کے استدلال بالکل قرآن و حدیث سے بتائے۔ توحید کو اس کے مضامین کی روح بتایا وغیرہ وغیرہ۔ لہذا بطور مشتے نمونہ خود اسے تقویت الایمان کی ذرا جھلک دکھا دوں تاکہ اس کے استدلال اور دیوبندی توحید کی حقیقت معلوم اور پتہ چل جائے کہ تقویت الایمان قرآن و حدیث کا رد ہے اور شرک و کفر کا سیلاب ہے صرف تین نمونے ملاحظہ ہوں۔

نمونہ ۱۔ قرآن مجید میں اللہ عز و جل نے فرمایا و تلتوا الامثال فضر بها للناس وما يعقلها الا الغلمون۔ ترجمہ ہم یہ کہاتیں بیان کرتے ہیں لوگوں کے لئے اور ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو۔ تقویت الایمان میں غیر مقدس اور دین میں آزادی کا دروازہ کھولنے کے لئے اس آیت کا رد کیا اور قرآن مجید سے جنگ کی اور کہا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ قرآن مجید

سمجھنے کے لئے ہرگز علم و درکار نہیں۔ دیکھو تقویت الایمان ص ۳۔

عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہیے۔ سو یہ بات بہت غلط ہے۔ انتہی مختصراً کہال یہ کہ اپنے گڑھے مطلب پر دلیل لائے اس آیت سے ہوالذی بعث فی الامیین رسولا منهم يتلو علیہم آیتہم و یزکیہم و یعلّمہم الکتاب و الحکمہ خود ہی اس کا ترجمہ کیا ہے کہ وہ اللہ ایسا ہے جس نے کھڑا کیا نادانوں میں ایک رسول انہیں سے پڑھتا ہے۔ ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے کتاب اور عقل کی باتیں۔

کیوں دیوبندی تقویت الایمان پر ایمان لانے والو بتاؤ تو جب قرآن سمجھنے کے لئے علم و درکار نہیں ہر جا بل نادان سمجھ سکتا ہے تو نبی کے سکھانے کی کیا حاجت تھی۔ کیا خوب ختوبہ جو خود سمجھ لیں اور صحابہ کرام سکھانے کے محتاج تھے یہی تمہارا ایمان ہے۔

نمونہ ۲۔ تقویت الایمان ص ۱۱ روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور ندرست و بیمار کر دینا حاجتیں براہی بلائیں ثانی شکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور انبیاء اولیاء بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تعریف ثابت کرے اس سے مرادیں مانگے معصیت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہے انتہی مختصراً

کس بے دردی سے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے جبروتی حکم لگایا کہ پھر خواہ یوں سمجھے خواہ یوں کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے غور کرو جب اللہ کی دی ہوئی قدرت بھی ماننا شرک ہوا

تو اس ناپاک ملعون قول پر انبیاء و ملائکہ سے لے کر اللہ و رسول تک اور اس کے پیروؤں سے لے کر خود مولوی اسماعیل تک کوئی بھی تو اس حکم شرک سے نہ بچا یہ ہے تقویت الایمانی توحید جس کا اچھل اچھل کر دیوبندی خطبہ پڑھتے ہیں۔ دیوبندیوں یہ توحید ہے یا شرک کا سیلاب یہ تمہارا ایمان ہے یا کفر کی مشین اور پڑھو دیوبندی مرثیہ۔

حوائج دین و دنیا کے کہاں بجائیں ہم یا رب

گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی
خدا ان کا مربی وہ مربی تھے غلامی کے

مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی
مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

ان اشعار کو پڑھتے جاؤ اور اپنے عین اسلام سے اپنا حکم پوچھتے جاؤ۔

تقویت الایمان کے اس مضمون کو نظر میں رکھتے ہوئے اللہ کی دی ہوئی

قدریں قرآن مجید سے سنو آیت ۱۷ اغلھم اللہ و رسولہ من فضله ترجمہ

انہیں دولت مندر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے آیت

وَتَبَرَّئِ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي ترجمہ اسے عیسٰی تو تندرست کرتا

ہے مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے دیکھنا

قرآن مجید میں یہ تقویت الایمانی شرک ہے اور میرے حکم سے کالفظ بڑھا

وینا شرک سے نہ بچائے گا کیونکہ تندرست کر دینے کی اللہ ہی کے حکم

سے سبھی جب بھی تقویت الایمانی حکم سے شرک ہے آیت ۱۷ اُبْرِئِ

الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ مَنْ دَاوُدُ عِیْسٰی الْمَوْقُوْیْ بِإِذْنِ اللّٰهِ ترجمہ عیسٰی علیہ السلام

نے فرمایا میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں اور میں مرے

جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے تقویت الایمانی حکم سے معاذ اللہ عیسٰی علیہ السلام کا شرک ہوا۔ دیکھا دیوبندی رہبریہ ہے تقویت الایمانی استدلال ایک ایک استدلال میں سینکڑوں آیتوں اور حدیثوں کا رد و ابطال ہے انبیاء و رسول و ملائکہ اور تمام مومنین ان آیتوں میں انبیاء علیہم السلام کے لئے اللہ کی دی ہوئی تصرف کی قدرت مانتے ہیں۔ تقویت الایمانی حکم سے جب اللہ کی دی ہوئی قدرت بھی ماننا شرک ہوا۔ تو تمام انبیاء و رسول فرشتے مومنین خود اللہ عز و جل بھی شرک سے نہ بچا دیکھا یہ شرک کا سیلاب ہے جو طغیانی میں طوفان فوج سے بھی نمبر لے گیا۔

نمونہ ۳۔ دیوبندی مولوی تقویت الایمان کے رکھنے پڑھنے

عمل کرنے کو عین اسلام اس لئے کہتے ہیں کہ تقویت الایمان نے اس کے

ماننے والوں کو آزادی کے ساتھ گستاخ کرنے کی ترغیب دی ہے ملاحظہ ہو

سویہ جان لینا چاہئے کہ جس کی توحید کامل ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا

ہے کہ اوروں کی عبادت وہ کام نہیں کر سکتی۔ فاسق موصوفہ ہزار درجہ بہتر ہے

مشتقی شرک سے۔ تقویت الایمان ص ۲۲، ۲۳۔

دیوبندی مذہب میں صرف تقویت الایمان کے ماننے والوں کا

ہی ایمان کامل ہے اور جب ایمان کامل ہوا تو اسماعیلی حکم سے ان کا گناہ

وہ کام کر گیا کہ دو عمروں کی عبادت نہیں کر سکتی لہذا دیوبندیوں کو ترغیب ہوئی

کہ اب کیا ہے توحید تمہاری کامل ہو ہی گئی اب خوب دل کھول کر گناہ کرو

چوری، زنا خوری، شراب خوری، اخلام بازی و غیرہ جو چاہو کرو اور جب

کوئی سنی ہدایت کرے ڈانٹ کر کہہ دو یہ ہمارا ایمانی مسئلہ ہے کہ ہمارا گناہ

وہ کام کرتا ہے کہ تمہاری عبادت نہیں کر سکتی۔ یعنی ہمارے ان تمام گناہوں

پر۔ وہ ثواب مرتب ہوتے ہیں کہ تمہاری نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ و غیرہ وغیرہ

پر ہرگز نہیں ہو سکتے یہ ہے دیوبندیوں کا عین اسلام۔ لا حول ولا قوۃ
 اے اللہ العلیٰ العظیم۔

مہربان بارگاہ الہی کو گالیاں دینا کفار و مرتدین کا پرانا طریقہ ہے
 دیوبندی رہبر نے اس مقام پر اپنے اسی ایسی ورثہ کے ماعت پر حضرت
 عظیم البرکت مجددین و ملت قاطع شر نجدیت قانع فتن دیوبندیت فاضل
 بریلوی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہوئے کہا۔

اس بد نصیب کے متعلق آپ کیا کہیں گے جو اپنے وصیت نامہ میں
 لکھا ہے۔ میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی
 سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے غضب خدا کا سب سے اہم
 فرض بنایا تو اس دین و مذہب پر قائم رہنے کو جو قرآن و حدیث سے
 نہیں بلکہ خود بدولت کی کتابوں سے ظاہر ہے اس سے صاف ظاہر ہے
 کہ خاں صاحب کے نزدیک ان کی کتابوں کا جو اعلیٰ مرتبہ ہے وہ قرآن
 مجید کو بھی حاصل نہیں۔ مقام الحسدید ص ۵۲۔

گالیوں کی شکایت تو دیوبندیوں سے کیا کی جائے۔ یہ بد نصیب بدین
 مغضوب علیہم کے صحیح مصداق ہیں یہ تو اعلیٰ حضرت سے کیا ان کے آقا
 و مولے صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے ان کی شان پاک میں گستاخیاں
 کرنے کے عادی ہیں یہ تو ان کی روحانی غذا ہے مگر سارے دیوبندی یہ
 بتائیں کہ تمہارے رہبر کا یہ قول کہ جو قرآن مجید کو بھی حاصل نہیں یہ وصایا
 شریف کے کس لفظ کا مطلب ہے۔ کیا دیوبندی اپنی تصنیف کردہ کتابوں کو
 اپنی کتابیں نہیں کہتے کیا تقاضی گنگوہی، نانوتوی صاحبان نے جتنی کتابیں
 لکھی ہیں ان کو دیوبندی خدا کی کتابیں کہتے ہیں کیا فتاویٰ امدادیہ و
 اشرفیہ و براہین قاطعہ فتاویٰ رشیدیہ تمہارے نزدیک کتاب اللہ ہیں

سارے دیوبندی یہ کہتے ہیں فتاویٰ امدادیہ اشرفیہ تقاضی صاحب کی
 کتاب ہے براہین قاطعہ انیسویں صاحب کی فتاویٰ رشیدیہ گنگوہی جی کی
 ہے اس لیے تقاضی اور گنگوہی صاحبان نے اپنی طرف نسبت کرتے ہوئے
 فتاویٰ اشرفیہ و فتاویٰ رشیدیہ نام لکھا ہے۔

لہذا یہ بتائیں کہ ان کتابوں سے جو ظاہر ہے وہ تقاضی انیسویں گنگوہی
 صاحب کا دین و مذہب ہے یا نہیں اگر نہیں تو اپنے مذہب و دین کے
 خلاف کتابیں لکھ کر مخلوق کو کیوں گمراہ کیا۔ اور اگر ہے تو اس مذہب پر
 مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے یا نہیں اگر نہیں تو بتاؤ کہ
 دین و مذہب سے زیادہ تمہارے نزدیک وہ کون سا فرض ہے اور اگر اس
 پر مضبوطی سے قائم رہنا فرض ہے تو غضب خدا کا تقاضی نانوتوی گنگوہی تمام
 دیوبندیوں نے سب سے اہم فرض بتایا تو اس دین و مذہب پر
 قائم رہنے کو جو قرآن و حدیث سے نہیں بلکہ خود بدولت کی ان کتابوں سے
 ظاہر ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تقاضی و عزیزہ کے نزدیک ان کی
 کتابوں کا جو اعلیٰ مرتبہ ہے وہ قرآن مجید کا نہیں دیکھا دیوبندیوں تمہارے
 ہی رہبر کا اعتراف ہے اس کا جواب تم پر لازم ہے بدینو عقل کے
 دشمنو دین کے نادار و اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی تصانیف
 قرآن و حدیث کے وہ صحیح اور سچے احکام و ارشادات ہیں جو بد دینوں
 مشرک فردشوں کی قطع برید سے پاک ہیں تمہارے تقویت الایمان کی طرح
 نہیں کہ آیت و حدیث لکھ کر فساد کی فتنہ جو شرک و کفر کی توہین و شہین
 لگا دیں۔ اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں دین حق و مراط مستقیم ہے اس لیے یقیناً
 ہر فرض سے اہم فرض ان پر قائم رہنا ہے۔ قرآن و حدیث ہی کا نام لے
 لے کر تو قادیانی، رافضی، عیسوی، وہابی، دیوبندی گمراہ کر رہے ہیں۔

اس پر فقہ زمانہ میں عوام کو ان مکاروں کے مکر و کید سے بچانے والی صرف
المحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی کتابیں ہی ہیں اس لیے وصیت فرمائی
کہ اس دین حق صراط مستقیم پر قائم رہو تو مکاروں کے مکر و خداریں کے غدر
سے محفوظ رہو گے اور قرآن وحدیث پر صحیح عمل کر سکو گے۔ اللہم ثبت
اقدامنا علی مذهب اہل السنۃ والجماعۃ۔

گنگوہی صاحب کے نزدیک وہابی کا
مطلب دیندار اور متبع سنت تھا

۲۲۔ علماء دیوبند نجدیوں وہابیوں
کے ہم عقیدہ ہیں جو عقائد نجدیوں
وہابیوں کے ہیں بالکل وہی
عقیدے دیوبندیوں کے ہیں کیونکہ دیوبندیوں کے میثرا گنگوہی صاحب نے
فرقہ وہابیہ کے دیندار اور متبع سنت ہونے کا فتوے دیا ہے انکے
عقائد کو اہل سنت و جماعت کے مطابق بتایا ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ کا چوتھا
سوال وجواب ملاحظہ ہو۔

چوتھے وہابی مذہب یہ کون فرقہ ہے مردود ہے یا مقبول اور عقائد
ان مذہب والوں کے مطابق سنت والجماعت کے ہیں یا مخالف کسی امام
کی تقلید کرتے ہیں یا نہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۱۔

گنگوہی صاحب کا جواب (۴) اس وقت اور ان اطراف میں وہابی
متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۱۔

اس پر المصباح الجدید میں فرمایا کہ پھر وہابی کہنے سے دیوبندی
چرٹے کیوں ہیں کیا دیندار و متبع سنت ہونا برا معلوم ہوتا ہے اس کے
جواب میں دیوبندی رہبر نے جو کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ علماء دیوبند بڑے
پچھے صنفی ہیں ان کو وہابی کہنا بدعتیوں کا شعار ہے اور دیوبندی تہذیب کے
جوہر دکھائے کہا کہ یہ آپ کی مجنونانہ بڑے (پھر جو دورہ شروع ہوا تو خوب

ناپے کودے خوب ڈھونڈ سناں بجایا جب ذرا ہوش آیا تو کہا کہ آپ دگ
رضا خانی کہنے سے کیوں چرٹے ہیں۔ مقامح الحیدریدہ لمخصاص ص ۵۳، ۵۴

علماء دیوبند کا پکا حنفی ہونا نمبر ۲۰ میں نہایت تفصیل سے گزرا نہایت
ہو گیا کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدنام کر کے عوام کو نفرت دلاتے ہیں
اور کوتاہانہ کے حنفی ہیں، لہذا دیوبندیوں کی حنفیت کے متعلق یہاں
بحث کی ضرورت نہیں۔ رہبر صاحب کی ان حرکتوں سے ظاہر ہو گیا کہ
دیوبندیوں کے نزدیک اعتراف کے جواب دینے کے بھی معنی ہیں کہ
خوب بد تہذیبی اور نقالی کی جائے۔ مگر اس کو کوئی ماقبل جواب نہیں کہے گا
البتہ یہ تمہاری مجنونانہ بڑ اور دیوانگی کی اثر اور پاگل پن کی جڑ ہے جس کو جواب
سے کوئی تعلق نہیں یہ تمہارے عجز کی دلیل ہے

فتاویٰ رشیدیہ کے سوال وجواب کو آنکھ کھول کر دیکھو سوال یہ ہے

وہابی مذہب یہ کون فرقہ ہے مردود ہے یا مقبول ان کے عقائد کیسے ہیں
اس کے جواب میں گنگوہی صاحب فرماتے ہیں۔ اس وقت اور ان اطراف
میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں، وہابی مذہب اور فرقہ
وہابیہ کو متبع سنت اور دیندار کہا ہے یہ نہیں کہا کہ وہابی کوئی مذہب نہیں۔
کوئی فرقہ نہیں بلکہ بدعتیوں کا شعار ہے کہ متبع سنت و دیندار کو چڑانے
کے لیے وہابی کہتے ہیں یہ بھی نہیں کہا کہ وہابی ایک فرقہ نجدیہ ہے جس کے
عقائد خبیثہ خلاف اسلام و خلاف مذہب اہل سنت ہیں کہتے کیسے اس
وہابی نجدی خبیث کی تو گنگوہی صاحب نے خوب تعریف کی ہے اچھا آدمی
شرک و بدعت سے روکنے والا بتایا ہے۔

۲۳ میں مذکور ہے شرک و بدعت سے روکنے والا ہی تو متبع
سنت اور دیندار ہوتا ہے لہذا یہ سوال وجواب دلیل ہے کہ گنگوہی صاحب

ان کے متبعین تمام دیوبندی فرقہ واریہ ہیں لہذا اب بتاؤ کہ وہابی کہنے سے تم چڑھنے کیوں ہو۔ رہا اہل سنت کو رضا خانی کہنا یہ تمہارے گرد و مولوی عبدالحق خارجی کی بدعت شنیعہ ہے جس کو دیوبندیوں نے پکڑ کر فریب دہی کا آلہ سمجھ لیا ہے۔ درہ اصل میں رضا خانی کوئی مذہب نہیں کوئی فرقہ نہیں پھر اس تقاضی سے المصباح الجدید کے اعتراض کا جواب کیسے ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی اپنی مکاری کیا دی سے حق پر پردہ ڈالتے تھے۔ مذہب حق اہل سنت و جماعت جس پر صحابہ و تابعین سلف صالحین، ائمہ اربعہ کا لین قائم رہے اس کو ماننا چاہتے تھے۔ اعلیٰ حضرت امام المسند فاضل بریلوی قدس سرہ کی رشد و ہدایت حق و صداقت کا وہ آفتاب چمکا کہ دیوبندیت کی کالی کالی گھٹائیں وہابیت کی سیاہ سیاہ ظلمتیں کافور ہو گئیں جو خوش نصیب تھے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق شور مچانے لگے ملانا فرماتے ہیں۔

مفتا ذلوزرگ عو کو کند ہر کے باخلقت خودی تند

دیوبندیوں اور نجدیوں کے عقائد میں پوری مطابقت ہے

۷۳۔ علماء دیوبند نجدی وہابی کے ہم عقیدہ ہیں جو نجدی وہابی کے عقیدے میں بالکل وہی عقیدے دیوبندیوں کے ہیں کیونکہ دیوبندیوں کے پیشوا گنگوہی صاحب نے اس نجدی وہابی کو اچھا آدمی شرک و بدعت سے روکنے والا عامل بالحدیث کہا ہے ملاحظہ ہو۔

سوال۔ عبد الوہاب نجدی کیسے شخص تھے۔

الجواب۔ محمد ابن عبد الوہاب لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔ مناسب ہے کہ مذہب جنہی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا بدعت و شرک سے

روکتا تھا مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی واللہ تعالیٰ اعلم فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۷۹۔

المصباح الجدید میں اس پر افادہ فرمایا کہ دیوبندی اور نجدی وہابی عقیدہ میں ایک ہیں صرف عمل میں فرق ہے نجدی وہابی اپنے کو جنہی کہتے تھے۔ دیوبندی اپنے کو حنفی کہتے ہیں فتاویٰ رشیدیہ کا سوال و جواب اس پر دلیل ہے مگر دیوبندی رہبر اس پر پردہ ڈالنے کے لیے جواب دیتے ہیں کہ

محمد ابن عبد الوہاب کے متعلق علماء کا اختلاف ہے علامہ شامی نے کہا اس کے عقائد اچھے نہیں تھے اور صاحب تفسیر روح المعانی نے کہا کہ وہ جنہی تھا اس کے خلاف جو مذہبی پر وپیگنڈا کیا گیا وہ غلط ہے غرض اس کے متعلق دونوں قسم کے بیان موجود ہیں، مولانا گنگوہی صاحب کو آخر الذکر اطلاعات زیادہ وثوق سے پہنچیں اس لیے انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا لیکن مولانا حسین احمد صاحب نے محمد ابن عبد الوہاب اور اس کی عمت کے خلاف الشہاب الثاقب میں بہت کچھ لکھا ہے الغرض یہ اختلاف اطلاعات کی بنا پر ہے جو ان کو پہنچیں۔ متابع المجدید مخصم ۵۳، ۵۴۔

ناظرین کرام غور فرمائیں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے نجدیوں وہابیوں کے متعلق فرمایا۔

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین کالو ینتحلون مذهب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون ومن خالف اعتقادہم هم المشرون

جیسا کہ بارے زمانہ میں واقع ہوا عبد الوہاب کے متبعین ہیں جنہوں نے نجد سے خروج کیا اور مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ پر ظالمانہ قبضہ کیا۔ وہ مذہب جنہی کا جلد کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف وہی مسلمان

ناستباحوا بدلت قتل اهل السنه
و قتل علماءهم حتی کسر الله تعالی
شرکتهم و خرب بلادهم و ظفر
هم عساكر المسلمين عام ثلث
و مائتين و الف انتھى .

ہیں اور جو لوگ ان کے خلاف ہیں وہ
مشرک ہیں پس اسی وجہ سے انہوں
نے اہل سنت اور علمائے اہلسنت
کے قتل کو مباح کیا یہاں تک کہ
اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑی
اور ان کے شہروں کو دیران کیا اور
مسلمانوں کے لشکروں کو ان پر ۱۲۰۳ھ
میں فتح دی .

مسلمانو! خبردار جو یہاں مذہبوں کے عقیدے ساری دنیا کے
مسلمان ان کی نظر میں مشرک ہیں اہل سنت و علمائے اہل سنت کے قتل
کو جائز جانتے ہیں .

رہبر صاحب آنجنابی نے صاحب روح المعانی کی وہ عبارت کیوں
نہیں نقل کی جس میں انہوں نے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول
کو غلط بتایا ہے اور بقول تمہارے گنگوہی صاحب کی طرح نجدی کی
تعریف کی ہے .

نجدی پرستو! شرم نہیں آتی اپنی بددینی بدعقیدگی کی اشاعت کے
لیے علماء پر افترا کرتے ہو بتاؤ تو وہ کون کون سے بادثوق ذرائع ہیں جن
کے واسطے گنگوہی صاحب کو نجدیوں کی خوش عقیدگی کا علم ہوا وہی
ذریعہ ہے کہ اس نجدی خبیث نے کتاب التوحید لکھی جس میں اپنے گندے
عقائد ظاہر کئے ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنایا اسی کا ترجمہ
مولوی اسماعیل دہلوی نے دیا جس کا نام تقویٰ الایمان رکھا اس میں
بھی مسلمانوں پر کفر و شرک کی وہ بادش کی کہ سب کو کافر و مشرک بنا دیا جتنی

تک کو مشرک کہہ دیا جس کی تفصیل ۱۵۷ میں گزری اسی کے رکھنے اور پڑھنے
اور عمل کرنے کو گنگوہی جی عین اسلام کہتے ہیں تو گنگوہی صاحب اپنے ہی
قول سے نجدیوں کے ہم عقیدہ ہوئے . اور نجدیوں کے انہیں عقیدوں سے
متفق ہیں جو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں گزرے اور پوشیدگی کیا
ہے تمام دیوبندی اہل سنت کو بدعتی مشرک کہتے ہیں . مشرک کا قتل جائز ہی
ہے لہذا سب کا وہی عقیدہ ہوا جو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے نجدی
خبیشوں کا عقیدہ بیان کیا ہے لہذا ثابت ہوا کہ دیوبندی نجدیوں وہابیوں
کے ہم عقیدہ ہیں صرف اعمال میں حنفی شافعی کے سافرق ہے . اگر کچھ شبہ
ہو تو فتاویٰ رشیدیہ کا ایک سوال و جواب اور دیکھ لو .

سوال . وہابی کون لوگ ہیں اور عبد الوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور
کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی
حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے .

الجواب . محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے
عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا مضبوط تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت
تھی مگر ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ
گیا . اور عقائد سب کے متحد ہیں . اعمال میں فرق حنفی شافعی مابکی مضبوطی کا
ہے . فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۷ .

اب تو بالکل صاف صاف کہہ دیا کہ دیوبندی اور نجدی دونوں
عقائد میں متحد ہیں . اعمال میں حنفی شافعی کے سافرق ہے یہی وجہ ہے کہ اسی
مولوی کفایت اللہ دہلوی اور بہت سے دیوبندی مولویوں کا فتوے
گو یا گنج ضلع اعظم گڑھ سے شائع ہوا ہے جس میں رہبر صاحب کے مربی
مولوی شکر اللہ مبارک پوری و مولوی حسین مبارک پوری بھی ہیں . سب

نے فتوے دیا ہے کہ غیر معتدوں کے پیچھے حنفیوں کی نماز جائز ان کے ساتھ شادی بیاہ جائز، ان کو اپنی مسجدوں سے روکنا سخت گناہ ہے یہ چھپا ہوا فتاوے ہمارے پاس موجود ہے۔

المصباح الحبشید کا شمار یہی ہے کہ مسلمان ہو جائیں کہ دیوبندی اور نجدی دونوں دہائی میں دونوں کے عقائد ایک ہیں حنفی بن کر سنیوں کو دھوکہ دیتے ہیں سنیوں کو ان سے خبردار رہنا چاہیے ہامولوی حسین احمد صاف کا نجدیوں کے خلاف کھتا یہ ان کی سیاست ہے۔ سنیوں کو بھانپا جاتے ہیں۔ دیوبندی اس قسم کے جال بچھایا ہی کرتے ہیں جب دیکھا کہ فتویٰ ارشید یہ وعیزہ کو دیکھ کر لوگ دیوبندیوں کو دہائی سمجھ کر متغیر ہوتے ہیں تو اشہاب الثاقب لکھ دی کہ اسے دیکھ کر پھانس میں درنہ کیا تقویۃ الایمان جو نجدی کی کتاب التوحید کا ترجمہ ہے مولوی حسین احمد صاحب اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں پوچھو تو ذرا تو فتوے پھر گنگوہی جی کے خلاف کیسے ہوئے نجدی کے خلاف کیسے ہوئے صرف جال ہی تو بچھایا ہے درنہ ایک ہی قبیلے کے ہوتے

رہبر صاحب نے گنگوہی جی کی حمایت میں حضرت عوٹ پاک رضی اللہ عنہ پر افر کیا اور کہا۔

یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت عوٹ پاک اور دیگر علماء امت میں حضرت امام ابو حنیفہ کے متعلق ہوا کہ حضرت عوٹ اعظم نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں آپ کو فرقہ ضالہ مرجیہ میں لکھ دیا۔

اور امام ابن جوزی نے کتاب طبس ابلیس میں حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کو کافر تک لکھ دیا اور دوسرے علماء امت آپ کو اکابر اولیاء سے مانتے ہیں۔ مناقب الحدیدہ لمصنعا ۵

رہبر صاحب حضرت عوٹ اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف اس کی نسبت کرنا آپ کا بہتان عظیم ہے۔ وامن عوٹیت ان خرافات سے پاک ہے حقیقت یہ ہے کہ بدویوں منافقوں نے اپنے باطل کو ردواج دینے کے لئے اہل حق کی کتیبوں میں دست اندازی کی ہے۔ غنیۃ الطالبین میں بھی خبیثوں نے یہ ناپاک حرکتیں کی ہیں۔ علامہ شیخ احمد شہاب الدین ابن حجر مکی رحمہ اللہ علیہ نے فتاوے حدیثیہ میں اس کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے فرماتے ہیں

دایاک ان تغتر ایضا بما وقع

فی الغنیۃ لامام العارفين و

قطب الاسلام والمسلمین

اللاستاذ عبد القادر الجیلانی

فانہ دسہ علیہ فیہا من سلیم

اللہ منہ والا فہو بوری من

ذک (الی قولہ) سیدھا ناک

ہذا بہتان عظیم

ترجمہ۔ خبردار اس سے بھی دھوکہ میں نہ آنا جو واقع ہوا۔ امام العارفین قطب الاسلام والمسلمین استاد عبد القادر جیلانی کی کتاب غنیۃ الطالبین میں اس پر ہے کہ یہ مکاری کی چالبازی ہے اس پر جس پر اللہ کا انعام ہے درنہ وہ اس سے بری ہیں (اس کے بعد تفصیل کر کے فرمایا) پانی ہے تجھے یہ بہتان عظیم ہے۔

فتاوے حدیثیہ کی عبارت سے ثابت ہوا کہ غنیۃ الطالبین میں بعض عبارتیں بد باطن لوگوں نے ملا دی ہیں لہذا یہ بھی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کی کاروائی ہے اور حضرت عوٹ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس کی نسبت قطعاً غلط ہے کیونکہ غنیۃ الطالبین ہی میں دوسرے مقامات پر حضرت امام کو دیگر ائمہ کے مقابلہ میں امام اعظم لکھا ہے اگر حضرت عوٹ پاک آپ کو فرقہ ضالہ مرجیہ سے جانتے تو آپ کو امام ہی نہ مانتے چہ جائیکہ دوسرے اماموں پر فضیلت دے کہ امام اعظم کہتے۔

لہذا یہ سب صاحب کی جہالت ہے کہ اس بہتان اعظم کی نسبت حضرت
عزت پاک کی طرف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے سنی سنائی باتوں
سے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو فرقہ ضالہ مرجیہ میں لکھ دیا یا درکھوان کی
وہ شان ہے کہ دلوں کے خطرات سے واقف ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں ج
شیخ واقف گشت از اندیشہ اشش
شیخ چوں شیرست دلہا بیشہ اشش

ابن جوزی وغیرہ سے جو غلطیاں ہوئیں انہوں نے اس سے رجوع کیا
مگر اس سے تمہیں کیا فائدہ کیا اس سے دیوبندیوں کے کفریات ایمانیات
ہو گئے۔ حسام الحرمین میں بعینہ دیوبندیوں کے اقوال کفریہ نقل کئے
ہیں جن پر مکرمہ مدینہ طیبہ کے چاروں مذہب کے تمام مفتیوں نے
کفر کے فتوے دیئے کہ دیوبندیوں نے برسوں کی چالبازی سے عبارتیں
بدلیں عقیدے بدلے۔ قیہ کیے بہر مسئلہ میں قسمیں کھا کھا کر اہل سنت کے
عقائد ظاہر کیے۔ علماء حرمین کو دھوکہ دے کر انقلابیات لدرغ التصدیقات
شائع کی جس کا نام المہند رکھا۔ رہبر صاحب ان چالبازیوں سے کفر ایمان
نہیں ہو گیا کہ آپ نے بوکھلا کر دیوبندی تہذیب کا مظاہرہ شروع کر دیا
کہ امام ابن الجوزی کو بد باطن لوگوں نے حضرت شیخ کے متعلق اس قسم کی
اطلاعات پہنچائیں جیسے کہ جوئوں کے بادشاہ مجدد التکفیر والبدعات مولوی
احمد رضا خاں نے عمار دیوبند کے متعلق علماء حرمین شریفین تک غلط
اطلاعات پہنچائیں اور دھوکہ دے کر اپنے کفری فتوے حسام الحرمین کی
تصدیق کرائی۔ مواقع الحدید ص ۵۵۔

حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ نے اللہ و رسول کے دین
پاک کی حمایت و حفاظت کے لئے اپنی تصنیفات جلیلہ باہرہ قاہرہ میں

حق و صداقت کے وہ دریا بہائے کسح و ہاسل میں زمین و آسمان بلکہ دن
رات کافرق کر دکھایا۔ دین مصطفیٰ اور عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بچانے کے لئے سینکڑوں کتابیں لکھ کر بد دینوں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دشمنوں پر الطامہ الجبرے اور قیامت صغریٰ قائم کر دی بیدیزوں و باہیوں
دیوبندیوں کی شرارت و ضلالت کی رگیں کاٹ دیں۔ جڑیں اکھاڑ دیں۔

گورستان و ہابیت میں سناٹا کر دیا ان کے کفریات اور اللہ و رسول کی
شان میں ان کی گستاخیاں ظاہر کر کے مسلمانوں کو ان دین کے دشمن ایمان
کے ڈکوں سے باخبر کر دیا۔ ان کی تمام مکاری، حیاری، غداری کو مسلمانوں
پر ظاہر کر دیا۔ و باہیوں، دیوبندیوں کے کفر پر عرب و عجم علمائے مکرمہ
و مدینہ طیبہ نے فتوے دیئے جس کی تفصیل فتاویٰ حسام الحرمین شریف میں
مذکور ہے۔ جس نے دیوبندیوں کا بنانا یا کھیل بگاڑ دیا۔ بسا بسا گھبراڑ دیا اسی
کو روئے چھینے چلاتے ہیں۔ دیانت و انصاف ہوتا تو توبہ کرتے۔ اپنے کفریات
سے باز آتے گرد نصیب اؤ لکھتے کالانعام بیل ہم اھل کے سچے
مصدق ہیں اس لئے بجائے توبہ کے بوکھلا بوکھلا کر گالیاں دیتے ہیں، خیر
اس وقت تو فہل الکاسرین امہلہم دویدا ہے لیکن یاد رکھو وہ دن
آئے گا کہ تم پکار پکار کر کہو گے۔ یلینتی کنت شرابا اور کچھ نہ سنی جائے گی
اور حکم ہوگا۔ ادخلوا البواب جہنم خلدین فیہا فیس مستوی
المتکبرین د

دیوبندیوں کے نزدیک مولوی اسماعیل دہلوی
شہید اور جنتی ہیں
۲۴۔ علامہ دیوبند کے
زادیک مولوی اسماعیل دہلوی
مستی پر ہیزگار ولی اللہ

و شہید جنتی ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ میں مولوی رشید احمد صاحب نے

ان کی بڑی پٹی جوڑی تعریف کر کے آیت لکھی ان اولیاءہ الالہ المتقون و
 مونی ہیں اولیٰ حق تعالیٰ کا سوا اے متقیوں کے بموجب اس آیت
 کے مولوی اسماعیل دلی ہوئے اور پھولے حدیث من قاتل فی سبیل
 اللہ فوائق ناسۃ وجبت لہ الجنة کے وہ جنتی ہیں فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم
 مضمناً ۲۹

اس پر المصباح الجدید میں فرمایا کہ عقیدت اسے کہتے ہیں کہ قرآن
 و حدیث سے مولوی اسماعیل کو دلی شہید جنتی بناؤ الا مگر حضرت غوث پاک
 رضی اللہ عنہ وغیرہ اولیاء کرام کے لئے کبھی ایسی تکلیف گوارا نہ کی بلکہ ان
 کی گیارہویں و فاتحہ کو شرک و بدعت کہتے کہتے عمر گزار دی۔

اس پر رہبر صاحب نے دیوبندی تہذیب کے جوہر دکھاتے ہوئے
 کہا بے شک ولایت کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہی ہوتا ہے۔ آپ
 کے نزدیک شاید وید شاستر منوسمتری و صایا شریف ملفوظات اعلیٰ حضرت اور
 رامائن وغیرہ سے ہوتا ہوگا اور کہا کہ آپ شہید دہلوی کی ولایت و شہادت
 کے منکر ہیں اس لئے ہم ان کی ولایت و شہادت ثابت کرتے ہیں اگر آپ
 کا کوئی بھائی حضرت غوث پاک کی ولایت کا منکر ہو کہ آئے تو ہم ان کی دیکھنا
 بھی ثابت کر دیں گے۔ مقامع الحدید مضمناً ۵۶۔

ہاں رہبر صاحب و دوع گورا حافظہ نباشد اسی کو کہتے ہیں۔ ممبر ۲۳
 میں آپ ہی کہہ رہے تھے کہ ابن جوزی نے حضرت غوث پاک کو کافر لکھا
 ہے۔ یہاں آپ کو حضرت غوث پاک کی ولایت کا بھی کوئی منکر نہیں ملتا،
 اور اگر ان کی ولایت ثابت کرنے کے لئے ہمارا ہی انکار شرط ہے تو اول
 تو یہ سبقت بالمال ہے ہم تو سب بارگاہ قادری کی وہ قدر کرتے ہیں جو
 تم سے اپنے شہید دہلوی کی ناممکن ہے۔ دوسرے ہمارے ہی انکار پر

ثابت کرنا صرف ہم سے عداوت کا ثبوت دینا ہوا نہ کہ حضرت غوث پاک سے
 عقیدت اور ہم مسلمانوں کو یہی بتانا چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں کو اپنے گروؤں
 سے تو وہ عقیدت ہے کہ ان کی تعریف میں تمام قرآن پر پڑ جائیں ساری حدیث
 کی کتابیں سنائیں، مگر محبوبان بارگاہ الہی سے وہ عداوت کہ ان کی فاتحہ
 تک کو شرک و بدعت بتاتا کہ مسلمانوں کو کس کا غیر سے رد کریں۔

وید شاستر منوسمتری رامائن کفار و مشرکین کی گندی کتابیں ہیں بزرگ
 تقویۃ الایمان کو عین اسلام ماننے والوں کو ان کتابوں پر اعتراض کا قطعاً حق
 حاصل نہیں۔ تقویۃ الایمان شرک فردشی میں ان سب سے بڑی ہوتی ہے
 جس کی تفصیل ۲۱ میں گزری۔ رہبر صاحب نے حسبِ عادت یہاں بھی
 نقالی کی ہے کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنی ولادت اور وفات کی تاریخیں قرآن
 کریم سے خود استخراج فرمائی۔ تاریخ ولادت اولئک کتب فی قلوبہم
 الایمان و ایدیدہم بدوج منہ اور تاریخ وفات و یطاف علیہم ۱۳۳۹
 بالنسبۃ من فضۃ و کواب کہتے ان بڑے میاں کے لئے کیا حکم ہے۔
 دیوبندیوں کو علم کے ناوارو۔

قرآن مجید سے عمر و تاریخ کا نکالنا اکابر دین و سلف صالحین سے ثابت
 ہے تفسیر احمدی شریف میں ہے۔ و بعضہم عمر النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم ثلاثہ ستین من قوله تعالیٰ فی سورة المنافقین و لن یؤتی
 اللہ فیضا اذا جاء اجلہا یعنی بعض اکابر دین نے نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کی ۶۳ سال کی عمر شریف سورۃ منافقوں کی اس آیت سے نکالی
 ہے و لن ینقر الذین فیضا اذا جاء اجلہا۔

اگر دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید سے عمر و تاریخ نکالنا بدعت

دشمنک ہے تو ان کا اکابر دین پر فتنے لگائیں مگر سلف صالحین پر تو حکم لگاتا دیوبندیوں کے نزدیک آسان ہے۔ وہ دکھاؤں جس سے ان کا گھر ہی پھٹک جائے۔ فنادے رشیدیہ حدت سوم طبع اول کے ٹائٹیل پرچ پر لکھا ہے۔ یا مردون بالمعدون وینھون عن النکر یہ آیت شریف تاریخ وفات حضرت مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ ہے۔ ہاں ان کی طرف بھی ذرا کفری مشین کا رخ اور شرک و بدعت کا حکم۔

یہاں بھی رہبر صاحب نے اپنی دیوبندی تہذیب کا مظاہرہ کیا۔ مولوی حسین احمد صاحب کی طرح خوب آٹے دال کا دلیغ پڑھ کر بوسے درحقیقت ہمارے اکابر کا سب سے بڑا جرم یہی ہے کہ انہوں نے یک حضرات کی شکم پر درسی کے دروازے بند کر دیئے۔ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بتوں کے پجاریوں کو یہی شکایت تھی۔
مقام الحدید ص ۵۵۔

دیوبندیو ذرا تو غیرت کر و حضرت غوث پاک وغیرہ اولیاء کرام کے ایصالِ ثواب کو شرک و بدعت کہتے ہو۔ مواخذہ پرائیسی لائسنس باتیں بکے ہو یہی تمہارے دلائل ہیں۔ ایسی ہی خرافات پر تمہارے مذہب کا مدار ہے۔ یاد رکھو مورخ کو شرک و بدعت کہنا واقعی بڑا جرم ہے لیکن یہ یاد رکھو کہ تمہارے اکابر اس سے بہت زیادہ بڑے بڑے جبرموں کے مجرم ہیں انہوں نے دل کھول کر اللہ اور اس کے رسول کو برا کہا ہے۔ ان کی شان پاک میں سخت سخت بدگوئیاں کیں ہیں جن کی برابر کوئی جرم ناممکن ہے۔ وہی تمہارے اکابر ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو حسبِ انوروں، پاگوں کے شل بتاتے ہیں وہی تمہارے پیڑا میں جو خدا کو جو نامانتے ہیں۔ وہی تمہارے مقتدا ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کا علم شیطان لعین کے علم سے گھٹاتے ہیں۔ شیطان کے لیے وصیتِ علم قرآن سے ثابت مانتے ہیں۔ حضور کے لیے اسی کو شرک کہتے ہیں (حوالہ مقدمہ میں گزرا) ایسے گندے عقیدہ والوں کو تم نے اپنے پیڑا بنایا ہے پھر سنی مسلمانوں کو شرک کہنے کی تم سے کیا شکایت کی جائے۔ مگر یاد رکھو۔
وَسَيَعْلَمَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔

۱۶۶۲ء۔ مولوی اسماعیل دہلوی کے نزدیک غازی بنی کریم جانب متوجہ ہونا کتنا برا ہے

عبد الصلوۃ و تسلیم کی طرف توجہ کرنا گدھے اور سبیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے حضور کا خیال چونکہ تقسیم کے ساتھ آتا ہے لہذا شرک کی طرف کھینچ لے جاتا ہے وہ گدھے والی عبارت یہ ہے جو المصباح الجدید کے ص ۲۵ میں درج ہے۔
مرف ہمت لبوسے شیخ و امثال آں از مصنفین گوجناب رسالت
آب با شند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ و خر خود دست
کہ خیال آں با تقسیم و اجلال بسویدائے دل انسان مسجد بخلاف خیال گاؤ
خمس کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود نہ تقسیم بلکہ میان محقری بود و اس تقسیم
و اجلال عزیز کہ در نماز ملحوظ و مقصودی شود بشرک چسکتد۔ مرابطہ تقسیم ص ۸۶

ترجمہ۔ پیر یا اس کے شل بزرگوں کی طرف توجہ کرنا اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں بہت ہی زیادہ بدتر ہے اپنے گدھے اور سبیل کے خیال میں میٹھو ڈوب جانے سے کیوں کہ ان کا خیال تقسیم سے آتا ہے اور دلچسپی برتی ہے۔ بخلاف گدھے اور سبیل کے خیال کے نہ کہ اس قدر دلچسپی برتی ہے نہ تقسیم بلکہ حقیر و ذلیل ہوتا ہے اور یہ تقسیم خیر کی کو نماز میں ملحوظ و مقصود ہوتی ہے شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔ المصباح الجدید

کے صفحہ ۲۶ میں اس پر یہ مواخذہ فرمایا ہے کہ جب نماز میں تعظیم کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال شرک کی طرف کھینچ لیتا ہے تو دیوبندیوں کی نماز کیسے ہوگی۔ کیونکہ التحیات میں حضور کو مخاطب کر کے سلام پڑھا جاتا ہے اسلام علیک ایہا البنی لہذا توجہ ضرور ہوگی۔ خیال ضرور آئے گا۔ اب حضور کا خیال یا تو تعظیم سے آئے گا یا تحقیر سے۔ تحقیر سے آیا تو یقیناً کفر ہوا اور اگر تعظیم سے آیا تو مولوی اسماعیل صاحب کے حکم سے شرک ہوا۔ پھر کسی نماز اور اگر اس کفر و شرک کے خوف سے التحیات ہی چھوڑ دی تب بھی نماز پوری نہ ہوئی۔ کیوں کہ التحیات پڑھنا واجب ہے لہذا مولوی اسماعیل کے ماننے والوں کی نماز کسی صورت میں نہیں ہو سکتی۔

دیوبندی رہبر نے دونوں نمبروں کو جمع کر کے جواب کا نام لیا ہے مگر الصباح الجدید کے اعتراض کا جواب تو قیامت تک سارے دیوبندیوں سے ناممکن ہے۔ رہبر صاحب بیچارے کیا دیتے۔ اس لئے دیوبندی رہبر کو یہاں مجبوراً قیقہ کرنا پڑا اور کہنا پڑا کہ واقعی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آئے بغیر نماز کامل نہیں ہو سکتی لیکن ہم عرض کر چکے کہ خیال آنے یا لانے اور صرف بہت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مقام الحدید ص ۶ اتم صاف و مرتع عبارت جس میں حضور کے خیال کو گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر اور شرک کی طرف کھینچنے والا بتایا۔ اور دیوبندی رہبر نے اس پر الصباح الجدید کا الزام بھی تسلیم کیا اگر ذرا بھی انصاف ہوتا تو توبہ توبہ کرتے۔ مگر حیرت ہے کہ اس پر بھی مولوی اسماعیل کا دامن نہیں چھوڑتے۔ یہ وہی نانی والا قصہ ہے۔

اکسی شہر میں کوئی حجام پہنچا ملاقات جہان سے کر کے بولا
اکہ بی بی تباری ہوئیں آج بیوہ میاں تم کو اس علم میں ماتم ہے زیبا

مناجباتہوں نے بہت بڑے پیٹھے کہ افسوس یوی یوی میری بیوہ
تو احباب نے ان کو آکر بتایا کہ بیوہ برنی کیسے تم تو ہو زندہ
کہنے لگے قاصد بھی تو معتبر ہے پھر اسکو میں کس طرح سمجھاؤں جھوٹا
دیوبندیوں کے نزدیک مولوی اسماعیل دہلوی کا اعتبار اس سے
بھی بڑھا ہوا ہے۔ لہذا اسی اعتبار کو باقی رکھنے کے لئے رہبر صاحب دو
چالیں چلتے ہیں۔ اول یہ کہ یہ عبارت مولوی اسماعیل دہلوی کی نہیں صراط
مستقیم ان کی مستقیم تصنیف بلکہ ان کے پیر سید احمد صاحب کے غلطیات
کا مجموعہ ہے جس کے بعض ابواب کو مولوی عبدالحی صاحب نے مرتب
کیا ہے بعض کو مولوی اسماعیل صاحب نے یہ معترض کی خیانت ہے کہ
بنام کرنے کے لئے ان کی طرف نسبت کر دی۔ دوسرے اس عبارت
میں صرف بہت کا لفظ تھا جس کا دوسرا نام شغل برزخ و شغل رابطہ
ہے خائن معترض نے اس کو خیال آنے سے تعبیر کر دیا۔ مقام الحدید صفحہ ۵
خیانت میں رہبر صاحب کی محویت از استغراق در خیال گاؤں و درخو
ست سے بھی ہنزلے گئی۔ جگہ جگہ خیانت خیانت کرتے ہیں یہ معلوم نہیں
کہ سید احمد صاحب بے چارے کو اتنی استعداد ہی کب تھی کہ وہ علمی
مضمون یا تصوف میں کلام کرتے یہ سب کاروائی مولوی اسماعیل صاحب کی
ہے صراط مستقیم انہیں کی تالیف ہے پیر جی کو تو محض ایک کھلونا اور اپنی
اعراض کا آلہ بنالیا تھا وہ بیچارے نہ پڑھے نہ لکھے۔ دانش مندوں کے
طریقہ پر تسریر و تقریر تو درکنار بولنا بھی نہ جانتے تھے ان کی بے نیکی باتوں کو
زمین و آسمان کے قلابے ملا کر مولوی اسماعیل صاحب ہی ولایت و کرامت
بنایا کرتے تھے۔ اس کا اقرار مولوی اسماعیل صاحب کو ہے۔ ملاحظہ ہو۔
اگرچہ اسمن وادے در تالیف این کتاب چنان می نمود کہ بطوریکہ در

تحریر اکثر مضامین این کتاب محض بر ترجمہ آنچہ از زبان ہدایت نشان
حضرت ایشاں صدر دیافتہ بود اتفاقاً کہ وہ شد و زمانی مضامین ہماں را پیودہ می
فہم کن از بلکہ نفس عالی حضرت ایشاں (سید احمد) بر کمال مشابہت
جناب رسالت گاہ علیہ افضل الصلوٰات والتسلیمات در بد و فطرت
خلوق شدہ بنا علیہ لوح فطرت ایشاں از نقوش علوم رمیہ و راہ دانشمندان
کام و تحریر و تقریر بمصنفا ماندہ مراد مستقیم ص ۳۰

یعنی اگرچہ افضل و بہتر اس کتاب کی نالیف میں یہی تھا کہ جس
طرح اکثر مضامین کا جیسے پیر جی کی زبان سے نکلے محض ترجمہ کر دیا گیا تمام
مضامین میں یہی طریقہ اختیار کیا جاتا لیکن ان پیر جی (سید احمد) کا نفس
عالی اپنی فطرت میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال مشابہت پر
پیدا ہوا تھا اسی بنا پر علوم مردجہ سے اور دانش مندوں کے طریقہ
پر کلام کرنے اور تحریر و تقریر سے بالکل صاف تھا۔

سبحان اللہ جو شخص آنا کو راہے کہ گفتگو ڈھنگ سے نہ کر سکے
اس کے ملفوظات نکلے جائیں۔ بس یہی ہوتا تھا کہ پیر جی کی زبان سے کچھ اٹا
سیدھا نکلا۔ باقتضائے مریدان می پراشد مولوی اسماعیل صاحب نے ایران
توران کی بانگنا شروع کیں۔ کچھ پہلے لایا کچھ بعد میں جوڑایوں بھی کام نہ چلا
تو مقدمات کی تمہید کی پھر بھی کسر رہ گئی تو تمثیلات ملائیں مگر پیر جی کے بول
کو کرامت بنا کر چھوڑا خود اقرار ہے۔ لہذا در بعض مقامات گوئے از تقدیم
و تاخیر دور بعض قدر سے از تمہید مقامات و ایراد تمثیلات (الی قولہ) عمل
آوردہ شدہ۔ مراد مستقیم ص ۳۰ ترجمہ۔ لہذا بعض مقامات میں تقدیم و
تاخیر اور بعض جگہ کچھ مقامات کی تمہید اور تمثیلات عمل میں لائی گئیں۔

ظاہر بات ہے کہ تقدیم تاخیر سے ہر الٹی بات سیدھی اور ہر سیدھی

الٹی ہو جاتی ہے۔ مقدمات و تمثیلات سے کھوٹی بات کھری بن جاتی ہے یہ ہے
مولوی اسماعیل صاحب کے پیر جی کے ملفوظات کی حقیقت مولوی اسماعیل صاحب
نے جب ان کو اچھا نہ شروع کیا تو ہر قسم کے آدمی مجلس میں آنے لگے۔
ایک روز بہت سے آدمی بیٹھے تھے۔ پیر جی کو پیشاب کی حاجت ہوئی جب
ضبط سے باہر ہونے لگا۔ بے ساختہ زبان سے نکل گیا موتوں گا۔ پیر جی کا اتنا
کہنا تھا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے اسے درس معرفت بنا دیا کہ ہلکے سے
پیر صاحب موت تو قبل ان کی تو تو کی تعلیم دے رہے ہیں یعنی مرنے سے
پہلے مر جاؤ۔ یہ ملفوظات ہیں۔ اسی طرح اڑایا کرتے تھے مولوی عبدالحی
صاحب بھی ان کے ساتھی اور اس پریدن و پرانیدن شریک تھے اسی لئے
مولوی اسماعیل صاحب نے ان کے جمع کردہ مضمون کو بڑی تعظیم و تکریم
سے لیا۔ اس کے لفظ لفظ سے اتفاق کیا بلکہ اس کو غیبی و الہامی کہا اور اس
کو غنیمت بارودہ شمار کر کے اپنی تحریر کردہ کتاب مراد مستقیم میں شامل کر لیا۔
اس پر بھی مولوی اسماعیل صاحب کی شہادت سنو۔ فرماتے ہیں۔

و در آئنائے تحریر این کتاب مستطاب باور استے چند کہ جناب فادت
مآب قدر وہ فضلاً زماں نغذہ علماء دوران مولانا عبدالحی ادا م اللہ برکاتہ
کہ در سلک ملازماں آں عالی جناب و بار یافتگان حضور آں والا جناب
منسلک بودند پارہ از مضامین ہدایت آگئیں را کہ از زبان غیب ترجمان
حضرت ایشاں شنیدہ درآں اوراق تحریر کردہ بودند فانزگر دید پس
آں اوراق را غنیمت بارودہ فہیدہ باب ثانی و ثالث این کتاب را بران
کلام ہدایت الیتام بعینہ شکل ساخت۔ مراد مستقیم ص ۳۰

یعنی اس کتاب مراد مستقیم کے دوران تحریر میں چند ورق جناب
مولانا عبدالحی صاحب سے ملے جو پیر جی کے خادم تھے کچھ مضامین

ہدایت سے پُر جو پیر جی سید احمد صاحب کی غیب بیان کرنے والی زبان سے سن کر ان میں لکھے تھے پس ان اوراق کو نہایت عمدہ قیمت سمجھ کر اس کتاب کا دوسرا و تیسرا باب کر دیا۔ نیز مولوی اسماعیل صاحب نے تحریر کے بعد پوری کتاب پڑھ کر اپنے پیر جی کو سنائی۔ اس کا خود مولوی اسماعیل صاحب کو اقرار ہے۔ فرماتے ہیں۔ مع ہذا میں ضعیف راہر پارہ ازیں کتاب بعد از اطلاع بر سماع مبارک حضرت ایشاں عرض نمودہ، صراط مستقیم ص ۳۰۔ یعنی باوجود اس کے پوری کتاب لکھنے کے بعد اس ضعیف نے ہر حصہ ہر سہر جز اس کتاب کا پیر جی کو سنایا۔ لہذا صراط مستقیم کی مذکورہ بالا عبارت سے باستدار مولوی اسماعیل صاحب ثابت ہوا کہ صراط مستقیم کے مؤلف مولوی اسماعیل صاحب ہیں۔ پیر جی کی بے یمنی اردو کا فارسی ترجمہ کیا ہے مگر محض ترجمہ نہیں بلکہ مولوی اسماعیل نے اس میں تقدیم و تاخیر کی ہے۔ اپنے مقدمات و تہیدات ملائے ہیں۔ مولوی عبدالحی صاحب نے جو چند ورق دیئے ان کو مولوی اسماعیل صاحب نے بغور پڑھا۔ ان کے مضامین کو غیبی مضامین ہدایت کا خزانہ جان کر اپنی کتاب صراط مستقیم میں داخل کر دیا۔ جب اول سے آخر تک تمام کتاب لکھ چکے تو پوری کتاب کو پڑھ کر پیر جی کو سنایا لہذا خود اپنے اقرار سے مولوی اسماعیل صاحب پوری صراط مستقیم کے مؤلف ہوئے اور پوری کتاب کے تمام مضامین کے ذمہ دار مولوی اسماعیل ہی ہوئے۔

لہذا اب دیوبندی بتائیں کہ باب دوم کی اس گدھے بیل والی عبارت کو مولوی اسماعیل کی طرف نسبت کرنا خیانت کیسے ہوا۔ دیوبندیوں نے اس کی نسبت کو تہار سے شہید نے ہدایت کا خزانہ بتایا غیبی مضمون کہا اسی کو غنیمت بارہ کہا اور بخوشی اپنی صراط مستقیم میں داخل کر دیا۔ اسی کو پڑھ کر پیر جی کو سنایا اور تم اپنے شہید کی طرف اس کی نسبت کرنا

بھی خیانت بتاتے ہو۔ اپنے شہید کو بھی جھوٹا بناتے ہو۔ کچھ تو شرارہ۔ ذرا تو غیرت کرو۔

صرف بہت کے معنی خیال آنے یا توجہ کرنے کو بھی رہبر صاحب نے خیانت بتا دیا حالانکہ صرف بہت کے حقیقی معنی ہی توجہ کرنا ہے نیز صراط مستقیم کی کثیر عبارتیں اس معنی پر دلالت کر رہی ہیں۔ کیونکہ مولوی اسماعیل صاحب نے اس بحث میں دوسووں کی قسین بیان کی ہیں، اسی گدھے بیل والی عبارت سے پہلے بیان کیا ہے۔

بقضائے ظلمات بعض ما فوق بعض از دوسوہ زنا خیال جماعت زوجہ خود بہترست۔ یعنی زنا کے دوسوہ سے اپنی بی بی سے صحبت کرنے کا خیال بہتر ہے۔ اس کے بعد زیر بحث عبارت ہے و صرف بہت الخ اس کے بعد کہا۔

بالجملہ منظور بیان تفاوت مراتب و سادس است یعنی خلاصہ یہ ہے کہ مقصود بیان دوسووں کے مراتب کا فرق ہے۔ صراط مستقیم کی اگلی اور پچھلی عبارت پکار کر کہہ رہی ہے کہ یہاں ان خیالات کا بیان ہے جو بطور دوسوہ نمازی کے دل میں پیدا ہوتے ہیں لہذا صرف بہت سے حضور کی طرف توجہ کرنا آپ کا خیال آنا ہی مراد ہے۔

نیز صراط مستقیم کی یہی زیر بحث عبارت دلیل ہے کہ صرف بہت سے حضور کی طرف توجہ اور آپ کا خیال ہی مراد ہے کیونکہ اسی عبارت میں ہے کہ خیال اس با عظمت و اجلال بسوہ اتے دل انسان می پسند بخلاف خیال گاد و خر۔ یعنی شیخ یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال تعظیم و تکریم سے آتا ہے۔ انسان کو اس سے دلچسپی ہوتی ہے۔ بخلاف بیل و گدھے کے خیال کے کتنی صراحت کے ساتھ حضور کے خیال ہی پر حکم لگایا ہے لہذا

دیوبندی رہبر کا المصباح الجدید پر خیانت کا الزام لگانا دین و دیانت کو جواب دینا اور دین میں آفتاب کا انکار کرنا ہے اور صرف ہمت سے شغل برزخ مراد لینا کوری نابینائی ہے کیونکہ مولف نے اپنی مراد متین کر دی بطور دوسرے خیال آنے کی صاف و صریح تصریح کر دی۔ اس کو شغل برزخ سے کیا تعلق اس نے صاف بتا دیا کہ مقصود بیان ایک دوسرے کا دوسرے دوسرے سے فرق بتانا ہے مثلاً ایک دوسرے زنا دوسرا اپنی بی بی سے صحبت کرنے کا خیال ان دونوں میں یہ فرق بتانا ہے کہ نماز کی حالت میں بروی سے صحبت کا خیال بہتر ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے اپنے شیخ یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آپ کی طرف توجہ کرنا دوسرا دوسرے اپنے گدے یا بیل کے خیال میں ڈوب جانا ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ شیخ یا حضور کی طرف توجہ و خیال گدے یا بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے کیونکہ حضور کا خیال تعظیم کے ساتھ ہوتا ہے جس سے نمازی مشرک ہو جاتا ہے تو تم اپنے شہید کو مانتے ہوئے نماز کیلئے پڑھو گے۔ المصباح الجدید کا یہی مواخذہ ہے جس کے جواب کے لئے رہبر صاحب نے اپنے نامہ اعمال کی طرح کئی ورق سیاہ کیئے تقیہ بھی کیا چالیں بھی چلیں۔ مولوی اسامیل کی طرح تمہیدیں بگھاریں اور اس گدے یا بیل والی عبارت کا یہ مطلب بیان کیا کہ نماز کے اندر اپنے شیخ یا کسی بزرگ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صرف ہمت کرنا یعنی اپنے قلب کو تمام خیالات حتیٰ کہ توجہ الی اللہ سے بھی قصداً خالی کر کے اور پھر کہ شیخ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو مرکز توجہ بنالینا یہ زیادہ مغز ہے بہ نسبت اس کے کہ انسان دوسری دینی چیزوں کے دساؤں میں متفرق ہو جائے۔ مقام المجدید ص ۵۹۔

اس مطلب کی بنیاد دو عیاریوں پر رکھی ہے۔ پہلی عیاری یہ کہ

صرف ہمت کے معنی شغل برزخ و شغل رابطہ گدے وہ بھی دیوبندیوں کے تراشیدہ۔ دوسری عیاری یہ کہ گادوخر کے معنی متاع دنیا جڑے اور سفید جھوٹ بولا کہ گادوخر کی یہ شرح خود مرابط مستقیم میں مذکور ہے اس پر عیاری کہ مرابط مستقیم کی عبارت نقل نہیں کی۔ وہ شرح والی عبارت یہ ہے گادوخر تمثیل است ہرچہ سوائے حضور حق است گادو یا شد یا خرفیل باشد یا شتر۔ مرابط مستقیم ص ۵۵۔ یعنی بیل و گدہ کا تو تمثیل ہے جو حضور حق کے سوا ہوا بیل باقی ہوا اونٹ سب مراد ہیں۔

جب گدہ اور بیل تمثیل کے لئے ہوا تو تعظیم ہی تو ہوئی جس کی خود تصریح کر دی۔ گادو یا شد یا خرفیل باشد یا شتر۔ اس سے گدے اور بیل کی نفی بکھر سے کو کر آئی۔ لہذا اب زیر بحث عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ حضور کا خیال تعظیم گدے اور بیل اور باقی اور اونٹ بلکہ ہر جانور بلکہ ہر چیز کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے کیا گادوخر کی اس شرح سے یہ کفری عبارت ایمان بن گئی۔ کہاں خیال ہے اور گندگی بڑھ گئی۔

ادھر ثابت ہو چکا کہ عبارت زیر بحث میں صرف ہمت سے شغل برزخ مراد لینا کوری نابینائی ہے۔ خود اس عبارت میں لفظ خیال آں موجود ہے مگر دیوبندی رہبر نے دین و دیانت کو جواب دے کر صرف ہمت سے شغل برزخ مراد لیا وہ بھی خود ساختہ دیوبندیوں کا تراشیدہ وہ یہ ہے کہ اپنے دل کو ہر قسم کے خیالات و خطرات سے خالی کر کے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا دھیان بانڈھے۔ حتیٰ کہ اس وقت قلب میں حتیٰ ثنائے کا بھی دھیان نہ ہو شغل برزخ کی یہ صورت صوفیاء کے بعض سلاسل میں رائج حتیٰ اور اب بھی رائج ہے۔ مقام المجدید ص ۵۸۔

عیاریوں کا رد تو کافی ہو چکا اور ثابت ہو گیا کہ صرف ہمت سے شغل

برزخ مراد لینا اور گاد خسر سے متاع دینا مراد لینا خود مراد مستقیم کی تصریح کے خلاف ہے مگر دیوبندی یہ بتاتے ہیں کہ تمہارے رہبر نے جو شغل برزخ و شغل رابطہ کی یہ تعریف کی ہے کہ اس وقت قلب میں حق تقائے کا بھی دھیان نہ ہو تو جہ الی اللہ سے قصد ذہن کو خالی کیا جائے۔ یہ تعریف صوفیائے کرام کی کون کون سی کتابوں میں لکھی ہے۔ بد دینوں، مجبوران الہی کے دشمنوں یہ ناپاک حرکتیں کر کے صوفیائے کرام سے مسلمانوں کو بد عقیدہ کرنا چاہتے ہو یہ بتانا چاہتے ہو کہ صوفیائے کرام اللہ عزوجل کو چھوڑ چھوڑ کر اپنے دل سے اس کے خیال و دھیان کو جدا کر کے اپنے شیخ یا حضور کی نمازیں پڑھتے ہیں۔ خلیفہ شغل برزخ کو شرک بتانے اور صوفیائے کرام کو مشرک بنانے کے لئے یہ معنی تراشتے ہو۔ اگر ایسی ہی تمہاری خواہش تراش ہے تو حضور کی رسالت کی تصدیق بھی شرک کہہ دو وہی حقیقت لگا دو حتیٰ کہ توجہ الی اللہ سے قصد خالی کر کے اور دل کو پھیر کر، اقرار رسالت بھی کفر کر دو۔ وہی دیوبندی حقیقت لگا دو کہہ دو کہ دل کو اللہ سے پھیر کر اس طرح ساری عبادتیں تمام اعمال حسنہ کفر و شرک ہو جائیں گے۔

بد دینوں کو ہم کو بہکاتے ہو۔ اہل اللہ سے بد عقیدہ کرتے ہو۔ صوفیہ کے مسلک کی خبر ہے شغل رابطہ کی حقیقت کی ہوا بھی لگی ہے۔ پتہ بھی ہے شغل برزخ کیا ہوتا ہے کیوں کیا جاتا ہے اسی حدیث پر عمل کرنے کے لئے شغل برزخ کہتے ہیں۔ الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تیرا اس کو دیکھ رہا ہے۔ یعنی نماز میں دیدار الہی حاصل ہو۔ اسی سے شغل برزخ کہتے ہیں اور وہ بغیر اس کے نصیب نہیں ہوتا۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات جلد اول میں فرماتے ہیں۔ پس در ابستاد در توسط مطلوب را بے آئینہ

پیر نتواں دید۔ یعنی سلوک کی اول اور درسیہ الی منزل میں بغیر پیر کو آئینہ بنائے مطلوب یعنی جمال الہی نہیں دیکھ سکتا۔ حضرت مجدد صاحب کی اس تصریح سے ثابت ہے کہ تجلیات الہی و جلوه زبانی سے مشرف ہونے کا ذریعہ و آئینہ تصور شیخ و تصور گرامی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ شیخ اور حضور کا تصور اسی سے ہوتا ہے کہ یہ منظر انوار الہی اور آئینہ ذات باری میں پھر اس تصور کے وقت یہ کیونکر ممکن ہے کہ حق تقائے کا خیال و دھیان بھی نہ ہو۔ بال قصد ذہن کو توجہ الی اللہ سے خالی کیا جائے یہ تو ایسا ہی ہوگا کہ کوئی دیوبندی توحید الہی کا اعتقاد کرنے کے لئے اپنے قلب کو خدا کے ایک ہونے سے خالی کرے۔

بد نصیبو شغل رابطہ میں مقصود بالذات حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسی کی طرف توجہ ہے۔ اسی کے جمال کے مشاہدہ کے لئے اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت زیبا کو آئینہ بنایا جاتا ہے۔ تاکہ حدیث واعبد اللہ کانک تراہ پر کمال حاصل ہو۔ یہی حضرت مجدد صاحب قدس سرہ اپنے مکتوبات کی جلد دوم میں فرماتے ہیں۔ رابطہ را چراغی کنند کہ او سجود الیہ است نہ سجود لہ، چہ را محارب و مساجد را نفی نکنند ظہور ایک قسم دولت سعادت و تمدن را میسر است تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند۔ یعنی رابطہ کی نفی کیوں کریں کہ اس کی طرف سجدہ ہے اس کو سجدہ نہیں ہے کیوں محراب و مسجد کی نفی نہیں کرتے ہیں۔ ظہور اس دولت کا سعادت مندوں کو میسر ہوتا ہے تاکہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو اپنا واسطہ جانیں اور تمام اوقات میں اس کی طرف متوجہ رہیں

دیوبندیو دیکھا یہ سہ۔ شغل رابطہ جس میں شیخ صرف واسطہ ہے اور

توجہ خاص اللہ عزوجل ہی کی طرف ہے اور یہ دولت صرف سعادتمندوں کو نصیب ہوتی ہے دیوبندیوں کی آنکھوں پر تو شرک کی پٹی بندھی ہے اس لیے وہ اس نعمت سے محروم ہیں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب انتباہ میں نقل فرماتے ہیں۔

حضرت سلطان المؤمنین برہان العاشقین حجۃ المتکلمین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خاں یوسف ناصحی قدس سرہ العزیز جنہیں میفرمودند کہ صورت مرشد کہ ظاہر دیدہ می شود مشاہدہ حق سبحانہ تعالیٰ است در پردہ آب دجل و اما صورت مرشد کہ در خلوت نمودار می شود آن مشاہدہ حق تعالیٰ است بے پردہ آب دجل کہ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ الرحمن من زانی فقد رای الحق در حق اور درست است۔

حضرت سلطان المؤمنین برہان العاشقین حجۃ المتکلمین شیخ جلال الدین مخدوم قاضی خاں یوسف ناصحی فرماتے ہیں کہ مرشد حق کی صورت جو ظاہر میں دیکھی جاتی ہے یہ اس جسم خاکی کے پردہ میں حق سبحانہ تعالیٰ کا مشاہدہ ہے اور مرشد کامل کی وہ صورت جو خلوت میں نمودار ہوتی ہے وہ بے پردہ حق تعالیٰ کا مشاہدہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو صورت رحمن پر پیدا کیا۔ من زانی فقد رای اس کے حق میں درست ہے دیوبندیو دیکھا چلا کچھ پستہ یہ ہے صورت شیخ کہ وہ جلۃ الہی ہے چہ جائیکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا تصور آپ کی صورت مبارک اس کے بے تو خود حضور کا ارشاد ہے۔ من زانی فقد رای الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔ ان کے تصور کو اس طرح مسخ کرنا باطل معنی پہنچا کر خدا سے جدا کرنا اور دیوبندی حق لگانا حتیٰ کہ توجہ الی اللہ سے بھی خالی کر کے

اور پھر کہ یہ صوفیاء کرام کو مشرک بنانا ان کے کلام کو مسخ کرنا ان سے حوام کو بدعقیدہ کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قدرت تعجلیات الہی کا آئینہ ہیں۔ فرمایاں مصطفیٰ ہی ہے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بیٹ کریم کا ترجمہ کرتے ہیں۔

گفت من آئینہ نام مصقول دوست
ترک دہند و در من کہ آں بند کہ دوست

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ رب العزت کی ذات کا مصفیٰ آئینہ ہوں۔ مومن اور کافر مجھ میں وہی دیکھتا ہے جو وہ ہے۔ چونکہ دیوبندی حضور کے تصور کو منافی توحید سمجھتے ہیں۔ اسی لیے حق لگا دیا مگر اہل سنت یوں ایمان رکھتے ہیں۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

صورت زیبائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو منظر ذات الہی و شمع تجلیات ربانی ہے۔ اسی جلۃ الہی کے مشاہدہ کے لیے اس صورت زیبا کو شغل برزخ میں لایا جاتا ہے کہ وہ سادہ ابدی و دیدار الہی حاصل ہواؤ حدیث واعبد اللہ عاقل تواد پر عمل ہو۔ اس پر دیوبندی حتیٰ لگا کر شغل برزخ کے وہ معنی تراشنا بددیانتی و فریب کاری ہے۔ لہذا وہ مکہ مدینہ کی مثال اور دیوبندی چال سب کا فوز ہوتی وہ سب کاروائی تو اسی پر مبنی تھی کہ شغل برزخ اللہ عزوجل سے توجہ پھر کر دوسری طرف دھیان جانے کا نام ہے۔ اور یہ شغل برزخ دیوبندیوں کا ہے صوفیائے کرام کے شغل برزخ میں تو شیخ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت زیبا جمال الہی کا آئینہ ہے پھر توجہ پھر کیا بلکہ وہ مین توجہ الی اللہ ہے۔

الذی یزین

حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز میمن شراز آبادی

مکتبہ فکر رضا کھیوڑہ

خلاصہ یہ ہے کہ اول تو اس عبارت زیر بحث میں صرف ہمت سے شغل برزخ مراد ہی نہیں ہو سکتا جس پر خود یہ عبارت اور اس کے آگے پیچھے کی عبارت دلیل ہے لہذا عبارت زیر بحث کا صاف مطلب یہ ہوا کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال و تصور اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے اور اس سے نمازی مشرک ہو جاتا ہے۔

ثانیہ اگر عبارت کو مسخ کر کے شغل برزخ ہی مراد لیں تو یہ مطلب ہوا کہ حضور کی صورت پاک کا تصور نمازی کے لیے جو مشاہدہ جمال الہی کا آئینہ ہے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے اور نمازی اس سے مشرک ہو جاتا ہے۔ لہذا دونوں صورتوں میں نمازی مشرک ہوا۔ اور دونوں صورتوں میں یہ گدھے بیل والی عبارت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں سخت گستاخی اور نہایت گندی سڑی گالی ہے۔ لہذا المصباح الجدید کا وہ اعتراض کہ مولوی اسماعیل صاحب کے ماننے والوں کی نماز نہیں ہو سکتی۔ باقی رہا اور دیوبندیوں کے پاس اس کا کچھ جواب نہیں، بعد میں رہبر صاحب نے دورنگ اور بدے۔ آپ کہتے ہیں کہ مناظرانہ رنگ میں ہم دوسری چیز پیش کرتے ہیں۔ (۱) رضا خانیوں کا دعوئے ہے کہ یہ عبارت مولانا اسماعیل شہید کی ہے۔

(د) اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین قیبن کی گئی ہے اور آپ کو معاذ اللہ صریح گالیاں دی گئی ہیں اور اس میں کسی تاویل کی بھی گنجائش نہیں ملاحظہ ہو کہ قلمبہا بیہ ص ۳۱۰ اور یہ بھی امت کا اجماع مسئلہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں ادنیٰ گستاخی کرنے والا کافر ہے چہنچہ اور جو اس کے کفر و عذاب ابدی میں شک کرے وہ بھی

ایسا ہی کافر ہے۔ بایں ہمہ آپ کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب انہیں مولانا اسماعیل شہید کے مطلق تہید ایمان میں مصدقہ پر لکھتے ہیں اور میں امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا نیز اسی تہید ایمان میں مصدقہ پر فرماتے ہیں۔ علماء محتاطین انہیں کافر نہ کہیں ہو الجواب د فیہ الصواب وہ یعنی عظیمہ العتوئے وہو المذہب و علیہ الاعتماد و فیہ السلامة و فیہ السداد اب کیا فرماتے ہیں۔ المصباح الجدید کے نئے مصنف اور رضا خانی برادری کے دوسرے علماء کرام کہ آپ کے اعلیٰ حضرت حضرت شہید مرحوم کو مسلمان نہ کہہ کر کافر ہوئے یا نہیں اور آپ ان کو اعلیٰ حضرت کہنے والے بلکہ ان کو ادنیٰ درجہ کا مسلمان ماننے والے بلکہ ان کے کفر میں شک کرنے والے کافر و مرتد خارج از اسلام ہوئے یا نہیں۔ میثاق جوہر و ا۔ مقامع الہدیہ ص ۳۱۰

الجواب

و کمن عائب قولاً صحیحاً

و آفتہ من العہد السقیم

واقعی حقائق کو عیب لگانا اپنی عقل کا تصور سمجھ کا فتور ہے اس میں کیا شبہ ہے کہ اس گدھے بیل والی عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاف و صریح قیبن ہے اور صراط مستقیم ہی کی عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ یہ عبارت مولوی اسماعیل دہلوی کی ہے کیونکہ انہوں نے بخوشی اس کو اپنی صراط مستقیم میں داخل کیا۔ سر اسرہدایت بتایا پیر جی کو پڑھ پڑھ کر سنایا پھر مولوی اسماعیل کی عبارت ہونے کے لیے اس کے سینک ہونا کیا ضروری ہے۔ دیکھو کہ الکوثر الشہابیہ اور تہید ایمان میں تعارض سمجھنا یہ دیوبندیوں کی جہالت ہے کہ کفر فقہی و کفر کلامی میں فرق نہیں سمجھتے۔

کفر فقہی کے معنی قول کا کفر ہوتا ہے۔ کفر کلامی کے معنی قائل کا کفر ہوتا ہے۔

الکوثر الشہابیہ کفر فقی میں ہے اور تمہید ایمان کفر کلامی ہے دونوں کتابوں میں خود اس کی تصریح ہے۔ مولوی اسماعیل کے یہ اقوال یقیناً کفر ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں مگر کافر و مرتد جب اپنے کفر و ارتداد سے توبہ کر لیتا ہے تو بعد توبہ اس کو کافر نہیں کہا جاسکتا مگر اس کا قول بعد توبہ بھی کفر ہی رہے گا۔ مولوی اسماعیل صاحب کی توبہ چونکہ مشہور ہوئی تھی اگرچہ اس کا ثبوت اس درجہ نہیں کہ مفید یقین ہو۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی یہ کمال احتیاط ہے کہ اس شبہ سے بھی اسماعیل کو کافر کہنے سے کف لسان فرمایا مگر اس کے یہ قول چونکہ کفر ہیں اس لئے ان اقوال پر حکم کفر دیا اس میں تناقض سمجھنا دیوبندیوں کی جہالت کی دلیل ہے۔

کاشش تقاضی صاحب بھی اپنے کفر و ارتداد سے توبہ کر لیتے۔ یا کم از کم مولوی مرتضیٰ حسن مولوی حسین احمد وغیرہ دیوبندی ان کی طرف سے توبہ مشہور کر دیتے تو یقیناً اعلیٰ حضرت قدس سرہ بلکہ تمام اہل سنت میں سے کوئی بھی تقاضی صاحب کو کافر و مرتد نہ کہتا مگر تقاضی صاحب اپنے کفر و ارتداد پر ایسے اڑے اور اپنے حقان پر ایسے دھمے کہ از حقان نے سجدہ اور آپ لوگ اسی حالت میں ان پر ایسے چڑھے کہ ان کو اپنا چیٹا حکیم الامت ماننے ہو بلکہ ان پر بے داری میں درود بچتے ہو پھر آپ تمام دیوبندی اس اجماعی مسئلہ سے (کہ جو شخص اعلیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں اودنے گستاخی کرے یا اس کے کفر و جناب ابدی میں شک کرے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے) کون ہونے کہو ہوتے کون کافر و مرتد ہی ہوتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دیوبندیوں کی شرک فروشی ۲۷۔ دہابی خواہ بخندی ہوں یا دیوبندی کفر و شرک میں ایسے محو ہیں کہ فانی الکفر و الشرک کا مرتبہ رکھتے ہیں جس چیز پر ان کی نظر پڑتی

ہے شرک و کفر ہی نظر آتا ہے مسلمانوں کے جس فعل کو دیکھتے ہیں شرک و کفر کہتے ہیں۔ کافر و شرک بھی مسلمانوں کو کافر و شرک نہیں سمجھتے مگر دیوبندیوں کی یہ حالت ہے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ پرہیزگار متقی مسلمان کو بھی شرک کہتے ہیں۔ تقویت الایمان میں ہے فاسق محمد ہزار درجہ بہتر سے متقی شرک سے مسلمانوں غور کرو، دیوبندیوں کے نزدیک متقی بھی شرک ہے حقیقت یہ ہے کہ دہابی دیوبندی اپنے عقیدے سے مجبور ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ فرقہ دہابیہ کے علاوہ ساری دنیا کے مسلمان مشرک ہیں۔ ان کا قتل مباح ہے جس کی تفصیل ۲۳ میں شامی حوالہ سے گزری۔ مگر ہندوستان میں چونکہ ان کی حکومت نہیں نہ اہل سنت کے مقابلہ کی تاب و طاقت اس لئے قتل سے مجبور ہیں مگر عقیدہ وہی ہے مسلمانان اہل سنت کو کافر و شرک سمجھتے ہیں اپنی تحریر تقریر میں اس کا اظہار کرتے ہیں۔

المصباح الجدید کے اس نمبر میں تقاضی تکفیری ذرا سی جگہ دکھائی ہے۔ یہ بتایا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب تقاضی نے اپنی کتاب ہشتی زیور میں لکھا ہے

کفر و شرک کی باتوں کا بیان اسی میں ہے کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہوگئی یا کسی سے مرادیں مانگنا کسی کے سامنے جھکنا یا سہرا باندھنا یہ علی بخش حسین بخش عبدالغنی وغیرہ نام رکھنا۔ یوں کہنا کہ خدا اور رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا (بہشتی زیور حصہ اول) جب یہ باتیں کفر و شرک ہوتیں تو ان کے کرنے والے تقاضی صاحب کے نزدیک کافر و شرک ہوتے۔ یعنی جہاں کسی نے دور سے کسی کو پکارا اور یہ سمجھا کہ اسے خبر ہوگئی یا کسی امتی نے دور سے کہا یا رسول اللہ یا نبی اللہ اور یہ سمجھا کہ باذنہ تعالیٰ حضور کو خبر ہوگئی پس وہ کافر و شرک ہو گیا جس نے کسی نبی یا ولی سے اللہ کی دی ہوئی قدرت

کی بہت پر مراد مانگی۔ کافر مشرک ہوا۔ جو کسی کے سامنے جھکا خواہ استاد ہو یا پیر
کافر مشرک ہوا، سہرا باندھنا کافر مشرک علی بخش حسین بخش عبد الہی وغیرہ یعنی محمد بخش
نبی بخش پیر بخش نام رکھا کافر مشرک۔ یوں کہنا کہ خدا و رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو
جائے گا کافر مشرک۔ تقاضی صاحب کے اس معیار سے مسلمانوں کو جانچا جائے
تو کم از کم پچانوے فیصدی مسلمان کافر مشرک ٹھہرتے ہیں تقاضی صاحب کا یہ
بہشتی زیور ہے یا کفر و شرک کی مشین۔

دیوبندی رہبر نے اس کا جواب دیا کہ ان چھ باتوں میں پہلی تین یعنی کسی
کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہو گئی۔ اور کسی سے مراد مانگنا اور کسی
کے سامنے جھکنا یہ سب شرک حقیقی ہیں ان کے کرنے سے آدمی بیشک مشرک
ہو جاتا ہے اور بعد کی تین یعنی سہرا باندھنا اور علی بخش عبد الہی وغیرہ نام رکھنا
یوں کہنا کہ خدا اور رسول اگر چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا یہ شرک حقیقی نہیں مگر
موجب شرک ضروری ہے اور کفار کی رسم ہیں۔ اسی فرق کے لیے مکمل اڈیشنوں میں یہ
حاشیہ لکھ دیا ہے یعنی ان باتوں کا بیان جن کو کفر و شرک کے ساتھ ایک قسم کا خاص
علق ہے خواہ اس وجہ سے کہ موجب شرک و کفر ہیں یا اس وجہ سے کہ رسوم و
ادعائے کفار و مشرکین سے ہیں۔ یا اس وجہ سے کہ موجب کفر و شرک ہیں یا اس وجہ
سے کہ مغضی الی اللہ ہیں اس سے ظاہر ہے کہ اس میں وہ چیزیں بھی ذکر کی
جائیں گی جو موجب شرک یا مغضی الی اللہ یا کفار و مشرکین کے اطوار سے ملتی
جلی ہیں ایسی حالت میں معترض صاحب کا بہشتی زیور کی اس عبارت پر اعتراض
کرنا اور حاشیہ کے نوٹ سے آنکھیں بند کر جانا انتہائی شرناک بددیانتی ہے۔
مقاصع المہدیہ ص ۶۵، ۶۶۔

اس دیوبندی تہذیب سے مشرف ہوتے ہی رہبر صاحب کو فوراً یاد آیا
کہ مدتوں تک بہشتی زیور مختلف مطالع میں چھپتی رہی ہے مگر کبھی بھی اس پر یہ

حاشیہ نہ چڑھا میسویں برس کے بعد جب تقاضی صاحب پر وحی نازل ہوئی
تو شاید کسی اڈیشن میں یہ حاشیہ لکھ دیا ہو ورنہ اب بھی ہر جگہ بغیر حاشیہ کے ہی ہے
لہذا دوسری چال چلی کہ بالعرض اگر بہشتی زیور کا یہ حاشیہ نہ بھی ہوتا تب بھی
اعتراض کا حق نہ تھا سمجھ لینا چاہیے تھا کہ بعد کی تین چیزوں کو تغلیظاً و تشدیداً
کفر و شرک کے بیان میں لکھ دیا ہے کیونکہ اللہ و رسول نے بھی بعض گناہوں
پر تغلیظاً و تشدیداً کفر و شرک کا حکم دیا ہے۔ مقاصع المہدیہ ص ۶۵۔ (پھر نبی تقاضی
کیوں نہ دیں گے اور وہ بھی بہشتی زیور میں) دیوبندیوں کا یہی طریقہ ہے کہ پہلے
تو خوب دل کھول کر اپنے عقائد باطلہ کا اظہار کرتے ہیں جب مواخذہ ہوتا
ہے تو گلیاں جھانکتے ہیں پچریں لگاتے ہیں۔ مرادیں بدلا کرتے ہیں تقاضی صاحب
کی بہشتی زیور پر یہ حاشیہ کی پچر کاری سمجھتے ہیں اور انتہائی حماقت ہے کیونکہ
ہر بیان کے لیے علیحدہ علیحدہ عنوان قائم کئے ہیں۔ کفر و شرک کی باتوں کے
بیان کے بعد ہی دوسرا عنوان (بدعتوں اور بُری رسموں اور باتوں کا بیان)
مستقل انگ قائم کیا ہے اور اس میں قبروں کو طواف اور سجدہ کرنا جہنم و جہنم
کی رسمیں کرنا شمار کیا ہے لہذا اگر علی بخش و عبد الہی وغیرہ نام رکھنا اور یوں کہنا
کہ خدا اور رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا۔ شرک و کفر نہ تھا صرف موجب
شرک یا کفار کے اطوار سے ملتا ہوا تھا تو قبر کو سجدہ کرنے اور کفار کی رسمیں
کرنے کی طرح اس کو بھی اسی دوسرے عنوان میں بیان کرتے ہیں یہ عنوان
پر حاشیہ چھ معنی دار۔ لہذا حاشیہ حماقت و جہالت نہیں تو تقاضی صاحب
پر وحی ثنائی ضرور ہے۔

رہبر صاحب کا یہ عذر لنگ کہ ان تین چیزوں کو تشدیداً و تغلیظاً کفر
و شرک میں شمار کیا ہے فی الحقیقت کفر و شرک نہیں غالباً یہ عذر تقاضی صاحب
کی بلا اجازت ہے اس لیے کہ عرف عام میں کفر و شرک کا اطلاق کفر و شرک

حقیقی ہی پر ہوتا ہے لہذا جب کسی چیز کو کفر و شرک کہا جائے گا تو عوام اس کو
مزد کفر و شرک حقیقی ہی سمجھیں گے اور تقاضی صاحب نے تو بہشتی زیور حور توں
بچوں لڑکیوں کے لئے مخصوص کیا ہے لہذا اس مخاطب سے تقاضی صاحب
نے خود معین کر دیا کہ اس بیان میں جتنی باتیں ہیں خواہ تین پہلی ہوں یا تین پچھلی
سب کفر و شرک حقیقی ہیں کیونکہ تقاضی صاحب کو کلمہ الناس علیٰ قدر
عقولہم یاد ہے یعنی لوگوں کی سمجھ کے مطابق ان سے کام کرو پھر تقاضی صاحب
اس ہذر کی اجازت کیے دیں گے لہذا تشدد و تغلیظ کا بہانا اور پچھلی پہلی کا
لا تفرقہ مردود ہوا۔ اور اگلی پچھلی سب باتوں کا حکم ایک ہی ہوا اور ان کے
کرنیو اسے تقاضی صاحب کے نزدیک کافر و شرک ہی ہوتے اس تقاضی
کفری شین سے پانچ فیصدی مسلمان بھی کفر و شرک سے نہ بچے العیاذ باللہ
اس مردود تفرقہ کے بعد رہبر صاحب کہتے ہیں کسی کو دور سے پکارنا
اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی۔ کسی سے مراد میں مانگنا کسی کے سامنے جھکنا یہ
تینوں چیزیں فی الحقیقت شرک ہیں اور تمیزوں کو مبردار شرک ثابت کرتے ہیں
اول کے ثبوت میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول
پیش کیا۔

وانسب یاد مرسلین علیہم السلام والوازم الوہیت از علم غیب شنیدن
فزیاد ہر کس دہر جاد قدرت بر جمیع مقدورات ثابت کند۔

ترجمہ۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے لئے لوازم الوہیت علم غیب اور
ہر شخص کی فزیاد ہر جگہ سے سنا اور تمام مقدورات پر قدرت ثابت کرے۔
اس پر کہا کہ شاہ صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کی فزیاد کو
ہر جگہ سے سنا یہ لوازم الوہیت میں سے ہے۔ معانی الحدید ص ۶۹۔

بزرگان دین کی عبارتوں سے دھوکہ دینا دیوبندیوں کا پرانا طریقہ ہے

اول تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن اوصاف کو لوازم الوہیت سے تحریر
فرماتے ہیں وہ یقیناً ذاتی ہیں اس لئے کہ وصف عطائی کا ثبوت ہی خداوند قدس
کے لئے محال ہے چہ جائیکہ اس کی ذات پاک کو لازم ہو لہذا علم غیب ذاتی اور
سنا اور ذاتی ہی مراد ہوا انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے اسی کی نفی ہوئی لہذا اگر
خداوند قدس اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شخص کی فزیاد ہر جگہ سے اپنے
ارادے اور اختیار سے سنا دے تو یہ کیونکر شرک ہوا۔ کیا دیوبندیوں کے نزدیک
یہ بھی لوازم الوہیت سے ہے۔ دماوند اللہ حق قدہ حق ہے۔

نیز عبارت مذکورہ میں فزیاد سنا اور وہ بھی ہر شخص کی وہ بھی ہر جگہ سے
ہے اور بہشتی زیور میں کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہو گئی اس
کو شرک حقیقی کہلائے اسی کے قائل کو کافر و شرک بتایا ہے جو بالعموم ہر اس شخص
کو شامل ہے جو کسی کو دور سے پکارے اور یہ سمجھے کہ اس کو خبر ہو گئی خواہ فزیاد
کرے یا نہ کرے خواہ یہ سمجھے کہ میرے اکیلے ہی کی بات سن لی اسی طرح دور
سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر پکارے تو قطعاً
شامل ہے اس کو شاہ صاحب کے قول سے کیا تعلق یہ تو تقاضی صاحب نے
مسلمانان اہل سنت پر کفری شین چلائی ہے وہی اپنے آقا کو یا رسول اللہ
یا نبی اللہ کہہ کر پکارا کرتے ہیں مگر ہم اس موقع پر ذرا اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم
پر بھی نظر کریں دیکھیں تو اس کفری شین کا رخ صحابہ کی طرف تو نہیں ہو گیا۔
حضرت ساریہ سپہ سالار مقام نبیاند میں ایک مہینہ سے زیادہ کی مسافت پر
تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اتنی دور مدینہ طیبہ سے پکارا اور یہ سمجھا
کہ ان کو خبر ہو گئی جیسی تو فرمایا یا سارہ الجبل۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف
متوجہ ہو لہذا فارقت اعظم رضی اللہ عنہ پر بھی یہ تقاضی نشانہ کار ہوا اور
یہیں تک بس نہیں تمام مجاہدین صحابہ اسی زد میں ہیں۔ امام داقدی اپنے

مناری اور ابن سعد اپنے طبقات میں تحریر فرماتے ہیں کان شعائر الصحابة
رضی اللہ عنہم فی حدود یا احمداء یا احمداء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شمار
تھا کہ وہ اپنی لڑائیوں میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ
کر پکارا کرتے تھے لہذا سب اسی نام میں ہوتے اور کیوں نہ ہوں صحابہ کرام کے
غلام اہل سنت انہیں کا نام پکڑے ہوتے ہیں انہیں کے قدم بہ قدم ہیں لہذا
جن افعال کی بنا پر اہل سنت کو کافر و مشرک کہا جائے گا وہ وہی افعال ہونگے
جو صحابہ کرام سے ثابت ہیں لہذا دیوبندیوں کا کفر و شرک صحابہ کرام پر ہی ضرور
ہونے کا رہبر صاحب اسکے بعد کسی سے مراد مانگنا۔ مشرک حقیقی ثابت کرتے ہیں
کہتے ہیں اے بی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو مستقل حاجت روا سمجھنا اور اس بنا
پر اس سے مرادیں مانگنا بھی شرک ہے۔ مقام الحدید ص ۶۱

اس پر کچھ عبارتیں نقل کی ہیں مگر یہ دیوبندی مکاری اور فریب کاری
ہے اللہ کے سوا کسی دوسرے کو مستقل حاجت روا سمجھنا یقیناً شرک ہے اس پر
عبارتیں نقل کرنے کی کیا حاجت ہے یہ تو تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے مگر
بہشتی زیور میں تو کسی سے مرادیں مانگنا عام ہے مستقل حاجت روا سمجھنے کی قید
نہیں مستقل حاجت روا سمجھے یا حسن۔ الکی دی ہوئی قدرت مانے۔ دونوں
صور توں کو شال ہے۔ ایسی پچہ کاری اگر ہے تو مرادیں مانگنے کی کیا تخصیص
ہے۔ بی بی سے روئی اور پانی مانگنا دیوبند کے مدرسہ کے لیے چند مانگنا
بھی شرک حقیقی ہوا کیا علماء دیوبند کے نزدیک کسی کو مستقل حاجت روا سمجھ
کر چند مانگنا شرک حقیقی نہیں ہے۔ مستقل حاجت روا سمجھنے کا مسلمانوں پر اتہام
ہے مسلمان انبیاء و اولیاء سے جو مرادیں مانگتے ہیں تو ان کو مستقل حاجت روا
برگز نہیں سمجھتے بلکہ اللہ کی دی ہوئی قدرت مانتے ہیں اور دیوبندیوں کے
ایمان میں اسی کو شرک لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو

پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے یا یوں سمجھے کہ اللہ
نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ تقویت الایمان ص ۷
دیوبندیوں آنکھیں کھول کر تقویت الایمان کو دیکھو حسد کی دی ہوئی طاقت
ماننا بھی شرک لکھا ہے یعنی جو مسلمان اللہ کی دی ہوئی قدرت مان کر انبیاء و اولیاء
سے مرادیں مانگتے ہیں ان سب پر کفر و شرک کی بارش ہے اور شرک بھی رہبر صاحب
کا تسلیم کردہ حقیقی پھر اس کے خلاف بہشتی زیور کی عبارت کا مطلب کیسے گڑھتے
ہو کیا تقویت الایمان سے توبہ کر لی ہے اگر ایسا ہے تو تقاضی صاحب سے اعلان
کرادو۔

تیسرے کسی کے سامنے جھکنا اس کو بھی رہبر صاحب شرک حقیقی ثابت کرتے
ہیں کہتے ہیں کہ ایسے ہی جذبہ عبودیت کے ماتحت کسی کے سامنے جھکنا یہ
بھی شرک ہے کیونکہ عبودیت محض عبودیت حقیقی کا حق ہے۔ مقام الحدید ص ۶۱
دیوبندیوں اکبھی تو خدا لگتی کہہ دو کیا بہشتی زیور میں جذبہ عبودیت کے
ماتحت کی قید ہے کیا تقاضی صاحب نے یہ لکھا ہے کہ عبادت کے لیے کسی
کے سامنے جھکنا اگر ہے تو کہاں اور اگر نہیں تو جذبہ عبودیت کہ بھر سے آیا۔
ایسے دم چلے گا کہ تو ہر فعل شرک ہو جائے گا کیا جذبہ عبودیت کے ماتحت کسی
کے سامنے کھڑا ہونا شرک نہیں، بیٹھنا شرک نہیں، لیٹنا شرک نہیں کیا یہ سب افعال
تمہارے نزدیک جذبہ عبودیت کے ماتحت ایمان ہیں اگر ہیں تو تقاضی صاحب
سے فتوے شائع کرادو۔ اگر نہیں تو صرف جھکنے کی تخصیص کیوں، ذرا تو شرعاً اور
سنی مسلمانوں کو مشرک کا فرمانے سے باز آؤ۔

رہبر صاحب نے اس لہر میں بھی آنچہ انسان کی کند بوزیرہ نیز کے ماتحت
فعل کی ہے اور دیوبندی تہذیب کے خوب جوہر دکھاتے ہیں کہتے ہیں۔
معرض صاحب اس دشمن اسلام کے منہ میں لگام دیں جو حضرات علماء دیوبند و علماء

ذوہ المسلمان کے متعلق اپنی رسیوں تحریروں میں یہ لکھ گیا ہے۔ یہ سب کا ذرا ان کے کفر میں جو شک کرے وہ بھی کافر پھر جو اس شک کرنے والے کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ معترض صاحب بتائیں کیا اس کفری فتوے کی رو سے ایک فیصدی بھی مسلمان رہتا ہے۔ **مقاصع الحدید ص ۶۸**۔ اس کے آگے اور بڑی چمک دار دیوبندی تہذیب ہے۔

دیوبندی اپنے مذہب سے مجبور ہیں کذب و افتراء ان کی روحانی غذا ہے۔ مکاری عیاری ان کا ایمانی نور ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام علماء دیوبند و تمام علماء ہند پر ہرگز ہرگز کفر کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ ان چند بددین مثلاً قانوی، گنگوہی، انیسوی، قادیانی، مرتدین جن کے کفریات آفتاب خیزوں کی طرح روشن ہیں حکم قرآنی سنایا فتوے کفر دیا ان کے انہیں اقوال طعنہ پر علماء حرمین طہیین نے بالاتفاق فتوے کفر و ارتداد دیا اور حکم شرعی سنایا کہ یہ کافر ہیں۔ بوشخص ان کے اقوال پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر نہ جانے۔ ان کی حمایت کرے وہ بھی کافر ہے اور واقعی یہ حکم شرعی حق ہے لاجل ہے۔ ہر مسلمان کا اس پر عمل مزوری ہے کہ ان کے کفری قول پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر جانے یوں نہیں جیسا کہ تم دجالی کرتے ہو کہ جو مسلمان محض ان مرتدین کی ظاہری صورت جیہ دوستار لمبی داڑھی دیکھ کر وعظ گوئی سن کر مسلمان سمجھیں وہ بھی کافر ہیں۔ بددینو یہ اعلیٰ حضرت نے یا کسی سنی عالم نے کہاں لکھا ہے کہ جو شخص ان مرتدین کے کفری اقوال سے بے خبر ہو اور ظاہری صورت دیکھ کر مسلمان سمجھے وہ بھی ایسا ہی ہے۔ وہ شخص جس کو ان کے اقوال کفریہ پر اطلاع نہیں ناواقف ہے۔ ظاہری صورت دیکھ کر مسلمان سمجھتا ہے وہ قطعاً بے قصور ہے اس کے لئے یہ حکم کسی عالم نے ہرگز ہرگز نہیں دیا۔ تم میں اگر ذرہ کے کوڑےیں حصہ کے برابر بھی شرم و حیا ہے تو ثابت کر دو چونکہ قانوی وغیرہ کے اقوال خبیثہ کفر لینی

قطعی ہیں ان اقوال پر حکم کفر ہے جو ان اقوال خبیثہ سے متفق ہو اس پر حکم کفر ہے۔ لہذا کفر کی صورت یہ ہے جو تم نے اختیار کی ہے کہ حفظ الایمان۔ برائین مت اطعہ، تحذیر الناس کی وہ کفری عبارتیں دیکھتے ہوئے جاتے ہوئے کہ واقعی ان عبارتوں میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین ہے پھر بھی ان خبیثہ کا دامن نہیں چھوڑتے اللہ و رسول کے مقابلہ میں ان مرتدین کی حمایت کرتے ہو ایسی صورت میں تم پر حکم کفر ضرور ہے اور یہ کوئی نسیا حکم نہیں اس پر تو خود دیوبندی رہبر صاحب نے نمبر ۲۶ میں اجماع نقل کیا ہے مگر اس حکم میں ناواقف مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ شریک کرنا یہ تمہاری دجالی مکاری فریب کاری ہے۔ والیہذا باللہ لہذا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فتوے حسام الحرمین کی بنا پر ساری دنیا کے تمام مسلمان مسلمان ہی ہیں۔ البتہ تمہارے قانوی، گنگوہی، انیسوی وغیرہ ساٹھے تین مرتدین ضرور ضرور کافر ہیں۔ مگر تم ان کے کفریات پر مطلع ہو کر سمجھ کر جان کر ان کا دامن تمام کر برضا و رغبت خود بخود ان کے پیچھے جہنم میں جا رہے ہو اس میں اعلیٰ حضرت یا دوسرے علماء اہل سنت کا کیا قصور ہے مولیٰ تعالیٰ ہدایت دے

دیوبندیوں کے نزدیک حضور کا علم غیب
بچوں پاگلوں اور لڑکوں جیسا ہے۔

۲۸۔ دیوبندیوں کے
پیشوا مولوی اشرف علی
صاحب قانوی نے

اپنی کتاب حفظ الایمان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو جانوروں پاگلوں کے علم سے تشبیہ دی ہے جس میں حضور کی سخت توہین ہے۔ قانوی صاحب کی وہ گندی عبارت یہ ہے۔ پھر کیہ آپ ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر مہر و مجنون بلکہ جمیع حیوانات

وہیام کے لئے بھی حاصل ہے۔ چار سطر بعد لکھا اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں۔
اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی
سے ثابت ہے۔ حفظ الایمان ص ۸۰۔

اس عبارت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین متنیق بالکل
ظاہر بلکہ اظہر ہے۔ دین و دیانت کا مقضایہ تھا کہ توبہ کرے اس سے باز
آئے مگر سخن پروردی شخصیت پرستی کا براہ جس کی وجہ سے تقاضی صاحب
اختار الناس علی النار کے عامل ہوئے اور اس کفر صریح کو ایمان بنانے کی
فکرمیں پڑ گئے۔ پچاس برس کا زمانہ گذرا خود تقاضی صاحب کو کشش کر
رہے ہیں، ساری ذریت لپٹ رہی ہے۔ دانتوں کو پسینہ آ رہا ہے مگر آج
تک اس کفری عبارت میں کوئی لعید سے بعید پہلو بھی ایمان کا نہ نکال سکے
رہبر صاحب بھی بچارے خوش عقیدگی کے مارے اسٹھے بہت عجز و فکر کیا کہ کسی
طرح یہ کفری عبارت ایمان بن جائے مگر ص ۸۰۔

ایں خیال است و حال است و جنوں
ناچار اپنی خوش اعتقادی کے جذبہ میں جو کچھ تقاضی صاحب اور
ان کے اذتاب سے سنا سنا تھا لکھ مارا۔ کہتے ہیں کہ۔

رضاخانی امت کا یہ ایک نہایت مشہور اور پرانا افترا ہے جس کی بنیاد
صرف اس پر ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا علم غیب کا لفظ آیا ہے۔
اس سے یہ مخفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف مراد لیتے ہیں۔
اور واقعہ یہ ہے کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مراد نہیں بلکہ
مطلق بعض علم غیب مراد ہے۔ جیسا کہ خود حفظ الایمان کی مذکورہ بالا عبارت کا
اول و آخر اس کی شہادت دے رہا ہے۔ نیز مصنف حفظ الایمان حضرت
حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب بسط البیان میں اس کی تصریح فرمادی۔

ناظرین کرام حفظ الایمان کے ساتھ بسط البیان ملاحظہ فرمائیں رضانیوں کی افترا
پر دازی کا حال خود بخود مشکف ہو جائے گا۔ مقاصح الحدید ص ۹۹۔

حفظ الایمان کی یہ عبارت کوئی جرمنی یا فرانسیسی چینی یا جاپانی زبان نہیں ہے
جس کی مراد مطلب سمجھنے کے لئے کوئی دشواری جو۔ تقاضی صاحب کے اشارات
و کنایات معہ وہیلیاں نہیں ہیں جو تھان پر جا کر پوچھے جائیں صاف و صریح معنی اردو
ہے۔ ہر اردو زبان جاننے والا اس کا مطلب و مراد باسانی خوب سمجھتا ہے۔ کہ
اس عبارت میں تقاضی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کی ہیں بعض غیب اور
کل غیب۔ دوسری قسم کو تو حضور کے لئے نقلاً و عقلاً باطل بتایا اور نہ کوئی حضور کے
لئے غیر مستناہی کا قائل ہے۔ جب دوسری قسم باطل ہو گئی تو صرف پہلی قسم بعض
علم غیب ہی رہی۔ اسی کو حضور کے لئے ثابت مانا اور وہی واقعی حضور کا علم ہے
اسی کو کہہ کر کہا اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا
علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و عجمی بلکہ ہر حرب و نوز کو بھی حاصل ہے لہذا لفظ
ایسا علم غیب سے حضور ہی کا علم مراد ہوا اور تقاضی صاحب نے حضور ہی کے
علم کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی لہذا تقاضی صاحب یا انکے
اذتاب کا یہ کہنا کہ ایسا علم غیب سے حضور کا علم مراد نہیں بلکہ بعض مطلق علم غیب
مراد ہے۔ یہ اس غیبت عبارت کی توجیہ ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ اس عبارت
میں علم غیب کی صرف دو ہی قسمیں ہیں بعض غیب اور کل غیب۔ یہ تیسری قسم
مطلق بعض علم غیب کس تھان سے آگئی جو حفظ الایمان چھپنے کے بیوں برس بعد
تقاضی مراد بتائی جاتی ہے۔ عبارت میں تو اب تک بھی کہیں اس کا نام و نشان
نہیں لہذا تقاضی صاحب مطلق بعض علم غیب مراد لینے میں تپہ دلاور ست و
زورے کہ کف چراغ دارد کے مصداق ہیں یہ تقاضی چوری اور اس پر
سینہ زوری ہے۔ کیونکہ اس عبارت کا اول و آخر ہی نہیں بلکہ پوری عبارت

یہی شہادت دے رہی ہے کہ ایسا علم غیب سے مراد حضور ہی کا علم غیب ہے اس لئے کہ شروع ہی میں ہے۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ جب حضور کی ذات پر علم غیب کا حکم کرنے میں کلام ہے تو علم غیب بھی حضور ہی کا مراد ہوا۔ پھر تقاضی صاحب نے زید سے پوچھا تو کس کے علم غیب کو حضور ہی کے اور کہا بقول زید اگر صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ تقاضی صاحب مع اپنے اذتاب کے بتائیں کہ اس عبارت میں زید سے کس کا علم پوچھا ہے اپنا یا اپنے اذتاب کا یا زید کا کہو کسی کا نہیں صرف حضور ہی کا علم غیب دریافت کیا ہے لہذا حضور ہی کے علم کی دو قسمیں ہیں۔ بعض غیب یا کل غیب تو خود ہی بعد میں غفلت و غفلا باطل کر دیا۔ اب رہ گیا بعض غیب تو یہ بعض کس کا علم رہا۔ تقاضی صاحب کا یا اذتاب کا زید کا کہو کسی کا نہیں ان سے کیا تعلق ان کا علم غیب دریافت ہی کب کیا تھا۔ دریافت تو صرف حضور کا علم غیب کیا تھا اسی کی دو قسمیں کی ہیں لہذا بعض علم غیب سے حضور ہی کا علم غیب مراد ہوا اسی کو تقاضی صاحب فرماتے ہیں اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کیا تخصیص ہے۔ اس عبارت میں بعض علوم غیبیہ سے کس کا علم غیب مراد لیا ہے تقاضی صاحب کا یا اذتاب کا یا زید کا کہو کسی کا نہیں صرف حضور ہی کا علم غیب مراد ہے لہذا حضور ہی کے علم غیب کو کہا۔ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید حمود بلکہ ہر موصی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے لہذا اب لفظ ایسا علم غیب سے نہ تقاضی کا علم غیب مراد ہو سکتا ہے نہ اذتاب کا نہ زید کا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب مراد ہوا اور اسی کو پاگوں جانوروں کی طرح بتایا۔ لہذا اول سے آخر تک پوری عبارت نے شہادت دی کہ لفظ ایسا علم غیب سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا علم غیب ہے۔ اور

تقاضی صاحب نے حضور ہی کے علم غیب کو پاگوں، جانوروں کا سا بتایا جس میں حضور کی سمت ترین قرین ہے اور یہ کفر خاص ہے اور تقاضی صاحب اپنے اس کفری قول کی بنا پر کافر مرتد ہو گئے باوجود اس کے تقاضی صاحب کا اپنی بسط البنان میں یہ گھنایہ غیبت مضمون میں نے کسی کتاب میں نہیں لکھا اور گھناؤ درگزر میرے قلب میں بھی اس مضمون کا خطرہ نہیں گزرا اور جو شخص ایسا محتجب رکھے۔ یا بلا اعتقاد صراحت یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کیونکہ وہ تکذیب کرتا ہے بصوص قطعہ کی اور تحقیق کرتا ہے۔

حضور سرور کائنات محمد بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ یہ تقاضی صاحب کا سفید جھوٹ اور اقراری کفر اور خود اپنے اوپر کفر کا فتوے دینا ہے کیونکہ تقاضی صاحب کی حفظ الایمان میں وہ عبارت اب تک موجود ہے جس کو بسط البنان میں کفر کہتے ہیں۔ جس سے صراحتہ حضور کی توہین ثابت ہے اب تک اس نے توبہ نہیں کی۔ تو بسط البنان میں صرف یہ لکھ دینا کہ میں ایسا کہنے والے کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کیا اس سے وہ توہین رسول تعریف بن جائے گی۔ یا یہ قول توبہ بن کر اس جرم توہین کو دفع کر دیگا۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں بھی اجازت ملے کہ تقاضی صاحب کو خوب کھری کھری خوب بھری بھری سنائیں جب اذتاب تملائیں تو کہہ دیں کہ میں ایسا کہنے والے کو بہت برا سمجھتا ہوں اور پھر وہی کھری کھری خوب بھری بھری سنائیں۔ کیا اس کے لئے امت تقاضی تیار ہے اگر ہے تو تقاضی صاحب سے اعلان کرا دے۔ اور اگر نہیں تو حضور کی شان میں ایسی مرقع گستاخی کے باوجود تقاضی صاحب کا حرف یہ لکھ دینا کہ میں ایسا کہنے والے کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ کس طرح کافی ہو سکتا ہے اور وہ حفظ الایمان کا کفر کیوں کو دفع ہو سکتا ہے اور اگر دیوبندیوں کے نزدیک بعد میں اتنا کہہ دینے سے توبہ نہیں ہوتی تو کم از کم مولوی شکر اللہ صاحب

مبارکپوری تقاضی صاحب کو صرف وہی حفظ الایمان کے الفاظ کہنے پر کیلئے تیار ہو جائیں کہ پھر یہ کہ تقاضی صاحب کی ذات بابرکات پر علم کا حکم کیا جانا بقول منظور اگر صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں تقاضی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر جہی و جہنم بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایک بات کا علم ہوتا ہے۔ اگر اس پر تقاضی صاحب کا عقاب ہو یا کوئی دیوبندی تلمیذ تو مولوی شکر اللہ صاحب فوراً اس سے کہہ دیں کہ مفتری ہے۔ ایسا علم سے تقاضی صاحب کا علم شریف مراد لیتا ہے۔ ایسا علم سے مراد تقاضی صاحب کا علم ہرگز نہیں بلکہ مطلق بعض علم مراد ہے عبارت کا اول و آخر اس پر دلیل ہے یہ بھی کہہ دیں کہ میں ایسا کہنے والے کو امت تقاضیہ سے خارج سمجھتا ہوں اور بھی جس قدر توجہیں حفظ الایمان کی عبارت میں دیوبندی کرتے ہیں وہ سب اس میں جاری ہیں تو کیا مولوی شکر اللہ صاحب اس کے لئے تیار ہیں اور چھوڑ کر شائع کر سکتے ہیں۔ عا شاد کلا یہ تو خواب میں بھی نہ کر سکیں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر ایسا کیا تو تقاضی صاحب کی شان میں گستاخی ہوگی۔ رہا یہ سوال کہ پھر وہی عبارت وہی لفظ حضور کی شان میں گستاخی کیوں نہیں۔ تو یہ تقاضی حقیقت کا نشہ اور محمدی عداوت کا خمار ہے جس میں یہ سوچتا ہی نہیں کہ جو الفاظ صاحب نے حضور کے لئے استعمال کئے ہیں بعینہ وہی الفاظ تقاضی صاحب کے لئے بونا گستاخی ہے تو حضور کے لئے گستاخی کیوں نہیں کیا تقاضی صاحب کی شان حضور سے بڑھی ہوئی ہے۔

دیوبندیو! آنکھیں کھولو اللہ رسول کے گستاخوں کا دامن چھوڑو تو بے کار و زانہ کھلا ہوا ہے۔ زندگی میں مہلت ہے باز آؤ تو بے کرد۔ اگر تم واقعی تقاضی صاحب کے غیر خواہ ہو تو ان سے بھی توبہ کرو ورنہ یاد رکھو چھٹا کہ کہا کرو گے

فَنَسَبُوا إِلَيْهِمْ كِبَارَاتٍ بَدَّ وَ أَمَّا. اور لا حاصل ہوگا۔ کچھ بھی نہ سنا جائے گا۔ مسلمانو! غور سے سنو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا اور اتنا دیا کہ حسب تصریح سلف صالحین آپ پر غیب کے دروازے کھول دیئے مگر پھر بھی صحیح یہ ہے کہ حضور کو عالم الغیب نہ کہنا چاہیئے اگرچہ آپ کی ذات میں اس لفظ کے معنی تحقق ہیں لیکن بعض الفاظ کی خصوصیت ہوتی ہے۔ جس طرح لفظ رحمن جس کے معنی یہ ہیں (مہربان نہایت رحم والا) اس کا اطلاق حضور پر جائز نہیں اگرچہ حضور بلاشبہ بہت رحم والے ہیں اسی وجہ سے آپ کو قرآن مجید میں دُؤف دو حیدر و دحیۃ للعالمین فرمایا ہے مگر لفظی خصوصیت کی بنا پر حضور کو رحمن نہیں کہا جاتا اسی طرح عالم الغیب بھی نہ کہنا چاہیئے۔

مگر حضور کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا حضور کو عالم الغیب کہنے میں منحصر نہیں ہے۔ علم غیب کے حکم کی اور بہت سی صورتیں ہیں یوں کہو کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا۔ حضور بطوائف الہی غیب کے عالم میں حضور کو اللہ کا دیا علم غیب ہے۔ وحیہ و غیرہ۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا غلط یہی ہے کہ تقاضی صاحب تو علم غیب کے حکم ہی کو رد کر رہے ہیں آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا ہی صحیح نہیں مانتے پہلی دلیل میں بھی علم غیب کے اطلاق کو موہم شرک بتایا اور کہا بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا۔ اس تقاضی انذا و حذو کو اعلیٰ حضرت کے فرمان سے کیا نسبت چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ لہذا رہبر صاحب کی تمام دجالی افترا پروازی معہ شامیہ ص ۶۹ کا فوز ہوئی۔

علامہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا مکروہ ہو یا نہ ہو جائز ہو یا نہ ہو مگر حفظ الایمان کی اس کفری عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یقینی

قطعی حجتی جزئی بہر حال ہے۔

کیونکہ ازل تو اس عبارت میں عالم الغیب کا ذکر ہی نہیں علم غیب کے اطلاق کو روکیا ہے اور اگر غیب کو دور کر کے صرف علم ہی کو رکھا جائے۔ جب بھی یقیناً توہین ہے اسی لئے تو مولوی شکر اللہ صاحب تھانوی صاحب کے لئے وہ عبارت جس میں صرف علم ہی سبب ہونے کے لئے تیار نہیں وہ جانتے ہیں کہ حفظ الایمان کی اس کفری عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یقینی قطعی جزئی ہے ایسی کہ بعید سے بعید الجمعے البعد بھی کوئی پہلو ایمان کا نہیں حد ہے کہ خود تھانوی صاحب پچاس برس میں کوئی ایمانی پہلو نہ بتا سکے بہت کوششوں اور بڑی پالبازیوں سے متعقدین کی انک شہادت کے لئے بسط البنیان میں پھر مذہبی حرکتیں کی ہیں۔ احوال السنان و واقعات السنان و جزہ تصانیف علمائے اہل سنت نے اس تھانوی دجالی، مکاری فریب کاری کا وہ پردہ چاک کیا کہ تسبیح تک لگا نہ چھوڑا اور ثابت کر دیا کہ بسط البنیان میں تھانوی صاحب نے اپنے کفر پر خود جسبٹری کر دی ہے لہذا ناظرین کرام احوال السنان و واقعات السنان مصنفہ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبندی بھی بنظر انصاف دیکھیں تو ہدایت پائیں۔ یہ دو کتابیں ہیں جنہوں نے دہن تھانوی پر مہر سکوت لگا دی اور تھانوی صاحب کو ہمال و مزون نہ رہی۔ اس کے بعد اذ ناب بھی اچھلے اور بڑی بڑی کوششیں کیں اس کفری عبارت کو ایمان بنانے میں سخت سخت محنتیں اٹھائیں۔ مولوی حسین احمد صاحب صدر دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن صاحب درہنگی۔ مولوی عبدالشکور صاحب اور کاگوری مولوی منظور سنبھلی نے اس کفری عبارت کی بڑی بڑی پرفریب تاویلیں کیں مگر چاروں کی جان توڑ کوشش کا نتیجہ مولوی اشرف علی صاحب کے کفر پر خود انہیں کا اتفاق و اجماع مرکب نکلا کیونکہ ان چاروں میں سے ہر ایک دوسرے کی تاویل کو کفر کہتا ہے جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ چاروں کے قول

سے تھانوی صاحب کا فرد مرتد ہیں جس کی تفصیل رسالہ موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام مصنفہ حضرت مولانا ابوالمنصور محمد سرور احمد صاحب قبلہ مدظلہ صدر المدرسین دارالعلوم اہل سنت مظہر اسلام بریلی میں مذکور ہے۔ ناظرین رسالہ ہذا کو ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبندی بھی دیکھیں عجب نہیں کہ ہدایت پائیں۔ واللہ العادی الی سبیل الرشاد۔

دیوبندیوں کے نزدیک امتی
اعمال میں نبی سے بڑھ جاتے ہیں

۲۹۔ علمائے دیوبند انبیاء علیہم السلام کی تنقیص شان کے اس قدر عادی ہیں کہ جہاں دیکھتے کمالات انبیاء کو گھٹاتے ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں پاگلوں کی طرح کہا جس کی تفصیل ۲۷ میں گزری۔ رہی عملی فضیلت اس کو مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے ختم کر دیا صاف کہہ دیا کہ انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی سادی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ تحذیر الناس ص ۵۷۔

تھانوی صاحب نے حضور کو علم میں گھٹایا نانوتوی صاحب نے عمل میں گھٹایا دیا لہذا دونوں فضیلتیں ختم ہو گئی۔ المصباح الجدید کا یہی اعتراض ہے رہبر صاحب نے اس کا جواب دیا کہ عبارت میں بظاہر کالغظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو جانا یا بڑھ جانا صرف ظاہری نظر میں ہوتا ہے حقیقت میں نہیں۔ ہمارے علم کرام تصریح فرماتے ہیں کہ مصنفین کے کلام میں مہم غافل معبر ہوتا ہے چنانچہ شامی میں ہے۔ مہموم التصفیٰ حجتہ۔ مقام الجدید ص ۷۷۔ دیوبندی چال کا کہیں ٹھکانا ہے ایک ایک چال میں دو دو چالبازیوں ہیں۔ پہلی چال لہازی تو لفظ بظاہر سے یہ پردہ ڈالنا ہے کہ حقیقت میں برابر ہونا اور بڑھنا مراد نہیں۔ دوسری جملہ سازی یہ کہ علامہ شامی کو اپنے علم میں شمار کر دیا۔

اس سے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو کس قدر تکلیف ہوئی ہوگی دیوبندی
 بھڑی پرست اپنی پالبازی سے سنی بننا چاہتے ہیں یہ خبر نہیں کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ
 نے بخدی اور بخدی پرستوں کے جو اس کام بیان فرماتے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ
 بخدی اور بخدی پرست علامہ کے نزدیک مرتد ہیں جس کی تفصیل ۲۳ میں گزری لہذا
 علامہ شامی کو اپنے علمائیں شمار کرنا فریب کاری اور علامہ شامی کو روحانی تکلیف دینا
 ہے مفہوم مخالف تصنیفات میں اس وقت معتبر ہوتا ہے کہ عبارت میں اسکا احتمال
 ہو مگر جبکہ خود مصنف کی عبارت ہی انکار کرتی ہو تو ایسی صورت میں مفہوم مخالف مراد
 لینا باطل اور مصنف کے کلام کو مسخ کرنا ہے۔ تحذیر الناس کی زیر بحث عبارت خود
 مفہوم مخالف کا انکار کر رہی ہے۔ ناظرین عبارت کو غور سے دیکھیں۔ انبیا اپنی امت
 سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اس عبارت میں انبیا علیہم
 السلام کی خصوصیت امتیاز کو حرف علوم میں منحصر کیا ہے۔ یعنی عمل میں انبیا کو
 امت سے کوئی امتیاز نہیں۔ بھی تو کہا علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اور اگر عمل
 میں بھی کوئی امتیاز مانتے تو علوم ہی ہرگز نہ کہتے لہذا معلوم ہوا کہ نافوتوی صاحب کے
 نزدیک انبیا علیہم السلام کا امتیاز صرف علوم ہی میں منحصر ہے تو اب دیوبندی یہ
 بتائیں کہ انبیا علیہم السلام کا یہ امتیاز حقیقت میں ہے یا ظاہری نظر میں اگر صرف
 ظاہری نظر میں ہے تو امتی حقیقت میں علم و عمل دونوں میں نبی سے بڑھ سکتا ہے
 اور اگر یہ امتیاز حقیقت میں ہے تو حقیقت میں انبیا علیہم السلام کا امتیاز علم ہی
 میں منحصر ہوا جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حقیقت میں عمل میں ان کو کوئی امتیاز نہیں
 لہذا مفہوم مخالف ہے کہ عبارت کا یہ مطلب بتانا کہ امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو
 جانا یا بڑھ جانا صرف ظاہری نظر میں ہے حقیقت میں نہیں۔ غلط اور باطل ہے۔
 عبارت کو مسخ کر کے دم کو دینا ہے اس کو علمی روشنی میں یوں واضح کیا جاتے
 لاکہ اس عبارت میں۔ ب کہ انبیا کے صفت امتیاز کو ان کے علوم میں منحصر کیا تو

دو حال سے خالی نہیں۔ یہ حقیقتی ہے یا اضافی: اگر حقیقتی ہے تو عبارت کے معنی
 یہ ہونے کہ انبیا علیہم السلام کا امت سے امتیاز حقیقت میں ان کے علوم ہی میں
 منحصر ہے باقی رہے دیگر کمالات خواہ وہ محاسن اخلاق ہوں یا خوبی اعمال۔ خواہ
 معجزات ہوں یا خوارق عادات کسی وصف میں بھی حقیقت میں انبیا امت سے ممتاز
 نہیں ان تمام اوصاف میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ
 جاتے ہیں۔

ناظرین شاید یہ خیال کریں کہ معجزات و خوارق عادات میں امتی نبی سے کیسے
 بڑھ سکتا ہے تو یہ بات یاد رکھیں کہ درحقیقت امتی کسی وصف میں نبی کے قریب بھی
 نہیں ہو سکتا بڑائی اور برابری کے خواب دیکھنا درکنار مسلمانوں کا یہی ایمان ہے مگر
 یہ عبارت دیوبندی کی ہے ان کے نزدیک معجزات اور خوارق عادات میں ہا دو گرد
 بازی گر بھی انبیا علیہم السلام سے بڑھ سکتے ہیں۔ چنانچہ مولوی اسماعیل صاحب
 دیوبند رسالہ منصب امامت میں لکھتے ہیں۔ بسیار چیز است کہ ظہور آں از
 مقبولین حتی از قبیلہ خرق عادت شمر دن می شود۔ حالانکہ امثال آں افعال بکافرتوں
 و اکمل ازان از ارباب سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد۔ (منقول از فتاویٰ
 رشیدیہ جلد سوم ص ۲)۔

یعنی بہت سی چیزیں جن کا اللہ کے مقبولوں سے ظاہر ہونا خرق عادات سمجھا
 جاتا ہے حالانکہ ویسے بلکہ ان سے زیادہ قوی ان سے بڑھ کر کمال باتیں تو بجا دو گرد
 اور طلسم داسے دکھا سکتے ہیں لہذا دیوبندیوں کے نزدیک حقیقتی بھی مراد ہو سکتا
 ہے اور اگر حصر اضافی مراد ہو تو یہ حصر بھی بہ نسبت عمل کے ہوگا کیونکہ نافوتوی صاحب
 یہاں علم و عمل ہی میں گفتگو کر رہے ہیں چنانچہ اس سے پہلے کہا الغرض کمالات نفوی
 العقول کل دو کمالات میں منحصر ہیں ایک کمال علمی دوسرا عملی۔ پھر کہا انبیا اور صدیقین کا
 کمال تو کمال علمی ہے اور شہدا اور صالحین کا کمال کمال عملی ہے۔ خود اس عبارت

میں انبیاء کے امتیاز کو علوم میں منحصر کر کے کہا رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں لہذا یہ حصر اضافی بہ نسبت عمل کے ہوا اور معنی یہ ہوتے کہ انبیا اپنی امت سے حرف علم میں ممتاز ہوتے ہیں عمل میں نہیں اب یہ امتیاز یا تو حقیقت میں ہے یا حرف ظاہری نظر میں ہے اگر حرف ظاہری نظر میں ہے تو یہ معنی ہوتے کہ انبیا کا امتیاز علمی حرف ظاہر میں ہے حقیقت میں علم و عمل دونوں میں کوئی امتیاز نہیں۔ علم و عمل دونوں میں حقیقت میں امتی بسا اوقات برابر ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں اور اگر یہ امتیاز حقیقت میں ہے تو یہ معنی ہوتے کہ حقیقت میں انبیا علیہم السلام علم میں متنازین اور یہ امتیاز حقیقت میں چونکہ بہ نسبت عمل کے علم میں منحصر ہے لہذا عمل میں حقیقت میں امتیاز نہیں ہو سکتا ورنہ حصر اضافی بھی باطل ہو جاتے گا لہذا خواہ حقیقی مراد ہو یا اضافی امتیاز بھی حرف ظاہری نظر میں لیا جائے یا حقیقت میں بہر صورت نبی کو امت پر عمل میں حقیقتاً واقعہ کوئی نفیلت نہ ہوتی اور امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو جانا اور بڑھ جانا حقیقت میں واقعہ مراد ہوا۔

پھر برصاحب کا لکھنا لیکن واقعہ ہمیشہ ہی کے اعمال بڑھتے رہتے ہیں۔ سینہ جھوٹ اور سیاہ فریب ہے۔ اس عبارت کی توجہ ہرگز نہیں۔ اسی طرح یہ کہنا کہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سجدے کا جودن ہے وہ امتی کے پونے دو لاکھ نمازوں کا نہیں۔ سخت دھوکہ اور نرا قید ہے ورنہ ص۔

حال ایمان کا معلوم ہے پس جانے دو

اگر دیوبندیوں کا یہ ایمان ہوتا تو شان رسالت میں دینی بدگامیاں ہرگز نہ کرتے نہ ایسے بدگاموں کا دامن تھامتے بلکہ ان پر لعنت کر کے الگ ہو جاتے جنہ تمذیر الناس کی اس عبارت نے مہنوم مخالف کے مخالف ہو کر خود ہی اس کو رد کر دیا اور لفظ بظاہر سے وہ قریب نہ چل سکا جو برصاحب نے پلانا چاہا تھا

قواب بظاہر کے یہ معنی ہوتے کہ حقیقت و واقعہ امتی کا عمل میں نبی کے برابر ہو جانا اور بڑھ جانا یہ بالکل ظاہرات ہے اس میں کوئی خفا اور پوشیدگی نہیں یہ قطعاً بدی امر ہے اس پر کوئی دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں جیسے کہا جاتے کہ بظاہر کل جز سے بڑا ہوتا ہے یعنی یہ ایسی کھلی ہوئی بات ہے کہ اس پر دلیل تو دلیل تنبیہ کی بھی ضرورت نہیں تفسیر کبیر کی یہ عبارت قد بخذ فی الامۃ من ہوا طول عمرا و اشد اجتہادا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی ہم بھی امت میں ایسا شخص پاتے ہیں جو نبی سے عمر میں دراز اور کوشش میں زیادہ ہوتا ہے۔ امتی کے عمر اور کوشش میں بڑھنے کا تذکرہ ہے نہ یہاں نبی کے امتیاز کا حصر ہے نہ عمل میں امتی کے بڑھ جانے کا ذکر لہذا اس کو نا تو قوی صاحب کی سند بنانا سند جہل ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کو دیوبندی اپنا ہم عقیدہ نہ سمجھیں وہ تو دہائی کش ہیں، تفسیر کبیر میں سینکڑوں جگہ دیوبندی عقیدوں کا رد کیا ہے، ان کا کلام تمہارے لیے مفید کب ہو سکتا ہے

دیوبندیوں کے نزدیک شیطان کا علم حضور سے زیادہ ہے

۳۔ علمائے دیوبند کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے اور شیطان کے علم کی زیادتی قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور حضور کے علم کی زیادتی کے لیے علمائے دیوبند کے نزدیک کوئی نص قطعی نہیں اس کے ثبوت میں مولوی غلیل احمد صاحب اٹلیچی و مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی شیطان والی عبارت ملاحظہ ہو۔

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا غر عالم کو خلاف لغز صحت طعنے کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (زیادتی) نص سے (قرآن وحدیث سے) ثابت ہوئی غر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس

سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ براین قاطعہ ص ۵۱۔
 المصباح الجدید میں اس پر تنبیہ فرمائی کہ حملائے دیوبند کے پیشوا انگڑی صاحب
 دانیلی صاحب نے ساری زمین کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو شرک کہا مگر اسی
 شرک کو شیطان کے لئے نہایت خوشی کے ساتھ نص سے ثابت مانا۔ شیطان مردود
 سے ایسی خوش حقیقتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی سخت عداوت اسی عداوت
 نے تو عقل کو رخصت کر دیا یہ بھی سمجھ میں نہ آیا کہ جس علم کا ثابت کرنا حضور کے لئے
 شرک خاص ہے وہ شیطان کے لئے کیسے ثابت ہو سکتا ہے وہ بھی قرآن و حدیث
 سے۔ براین قاطعہ کی یہ شیطان والی عبارت کفر مرتج ہے۔ علمائے حرمین طیبین
 نے اس پر کفر کا فتوے دیا ہے کیونکہ اس عبارت میں حضور کی سخت توہین ہے۔
 مولوی مرتضیٰ حسن صاحب درہمچکی نے اس عبارت کی یہ تاویل کی کہ حضور کے لئے
 جو وسعت علم شرک بتائی ہے اور جس علم کی نفی کی ہے وہ علم ذاتی ہے مگر مولوی مرتضیٰ
 حسن صاحب نے یہ تاویل کر کے مولوی خلیل احمد صاحب کو پاگل و شرک بنا دیا۔ کیونکہ
 جب ان کے خصم حضور کے لئے علم ذاتی مانتے ہی نہیں تو ان کے مقابلہ میں علم ذاتی
 کی نفی کرنا جنون ہوا۔ اور جب حضور سے علم ذاتی کی نفی کی تو وہی شیطان کیلئے ثابت
 مانا جو شرک ہے لہذا مولوی خلیل احمد صاحب پاگل و شرک ہوئے۔

المصباح الجدید کی اس تنبیہ جلیل پر براین قاطعہ کی عبارت کا فقرہ فقرہ دلیل
 ہے مگر دیوبندی رہبر نے اپنی عداوت کے مطابق اس کفر خالص پر بھی پردہ ڈالنے
 کے لئے بڑی پالبازی و بددیانتی کی سفید سفید جھوٹ بھی بولے اور لطف یہ کہ اس
 سب کاروائی کی نسبت المصباح الجدید کی طرف کر کے الٹی لنگا بہادی آپ کہتے
 ہیں کہ یہ معترض صاحب کا سفید جھوٹ ہے۔ شیطان کے لئے براین قاطعہ میں کسی جگہ
 ساری زمین کا علم تسلیم نہیں کیا گیا۔ یہی سطر کے بعد کہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ براین قاطعہ
 میں شیطان کے لئے صرف اسی قدر علم تسلیم کیا گیا ہے جس قدر آپ کے پیشوا

مولوی عبدالسمیع صاحب نے اس ملعون کے لئے ثابت کیا ہے اور وہ بعض بعض
 مواقع زمین کا علم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جس علم کے ثابت
 کرنے کو شرک بتایا ہے وہ ساری زمین کا علم محیط ہے۔ مقاصد الجدید ص ۵۲۔

پھر آٹھ سطر تک بددیانتی دکھا کر کہا۔ بہر حال معترض صاحب کا یہ سفید
 جھوٹ ہے کہ حملائے دیوبند نے شیطان کے لئے ساری زمین کا علم نص سے
 ثابت مانا۔ مقاصد الجدید ص ۵۲

دیوبندی رہبر نے یوں تو ساری کتاب میں اسی قسم کی پالبازی فریب کاری
 افزا پروازی سے کام لیا ہے مگر اس اخیر نمبر میں تو باب اول کی تمام دیوبندی
 دین و دیانت ختم کر دی۔ ایک دین وہ بہتان عظیم ہیں جو حملائے اہل سنت خصوصاً
 مصنف المصباح الجدید حضرت استاد محترم قبلہ مدظلہ العالی اور حضرت مولانا عبدالمصباح
 صاحب مصنف الوارث طبع کی طرف منسوب کئے مگر کہیں بہتانوں افزا پروازیوں
 سے کفر اسلام ہو سکتا ہے یا وجود ان فریب کاریوں کے جو بغیر انصاف دیکھے گا پکار
 اٹھے گا کہ براین قاطعہ کی یہ عبارت کفر مرتج ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین
 بالیقین ہے۔ المصباح الجدید کا فرزان حق و بجا ہے۔ اس کے جواب میں دیوبندی رہبر
 نے جو کچھ کہا وہ فریب کاری ہے۔

اس کی وضاحت کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل بحث ہی پیش کر
 دوں۔ ناظرین کرام عذر سے نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ دیوبندیوں نے میلاد شریف
 کے ناجائز و حرام شرک و کفر ہونے کے فتوے شائع کئے تھے اور شرک و
 بدعت کا بڑا شور مچایا تھا اس وقت حضرت مولانا عبدالمصباح رحمۃ اللہ علیہ نے
 دیوبندی فتنوں کے رد میں الوارث طبع لکھی اس بحث کی ابتدا مولوی عبدالمجبار
 عمرپوری کے فتوے کی اس عبارت سے ہے۔

حضرت کی نسبت یہ اعتقاد کہ جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے تشریف لاتے

یہی شرک ہے۔ ہر جگہ موجود خدائے تعالیٰ ہے۔ اللہ بھانے نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی۔

یہ دیوبندیوں کی مجنونانہ بڑھتی کہاں تشریف لانا کہاں ہر جگہ موجود ہونا۔ ان دونوں میں کیا تعلق تشریف لانا تو مخلوق ہی کا خاصہ ہے۔ مگر مولانا عبدالمسیح صاحب نے اس سے چشم پوشی فرما کر دو طرح اس کا رد کیا۔ ایک یہ کہ میلاد تشریف کی چند مجلسوں میں تشریف لانا اور کہاں ہر جگہ موجود ہونا۔ دوسرے یہ کہ ہر جگہ موجود ہونا خدائے تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں اس لیے کہ حضرت ملک الموت ساری دنیا میں ہر جاندار کی روح قبض کرتے ہیں۔ ہر مکان کو رات دن دیکھتے رہتے ہیں دنیا ان کے آگے بٹل چھوٹے سے خزان کے کر دی ہے وہ تو مقرب فرشتے ہیں شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ قدرت دی ہے۔ اس پر علامہ شامی کا یہ قول نقل کیا۔ و اقدرہ علی ذلک کہا اقدر مملک الموت علی نظیر ذلک۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دی ہے جس طرح ملک الموت کو ہر جگہ موجود ہوجانے پر قادر کر دیا ہے۔

اس کے بعد محسوسات کی مثال بیان فرمائی کہ جو شخص تمام دنیا کی سیر کرے جہاں جائے گا آفتاب و مہتاب کو موجود پائے گا پھر اگر وہ کہے کہ چاند سورج ہر جگہ موجود ہیں تو دیوبندی فتوے سے لازم آتا ہے کہ وہ مشرک ہو جائے حالانکہ وہ خاصہ مسلمان ہے پھر مثال دے کر فرمایا کہ روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام توپیں آسمان پر مقام عِلّیٰن میں موجود ہے۔ اگر وہاں سے آپ کی نظر کل زمین یا زمین کے بعض مقامات پر جائے اور ترشح اذکار فیضان احمدی سے کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سے شل شعاع شمس محیط ہو جائے کیا محال کیا بعید ہے اس پر علامہ زرقانی کی تشریح مواہب لدنیہ تشریف سے یہ عبارت پیش کی۔

لأن الشمس فی وسط السماء ولزها یغشی البلاد مشارقا ومغربا

کالبد من حیث النفت رأیتہ یتهدی الی عینک لنور انوار

یعنی جس طرح سورج آسمان کے بیچ میں ہے اور روشنی اس کی پھیلی ہوئی ہے مشرق سے مغرب تک اور جس طرح چاند کہ جہاں سے تو اس کو دیکھے اسی جگہ سے تیری آنکھوں میں نور بخشنے گا (اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی جلوہ سمجھو اور امام شرفانی رحمۃ اللہ علیہ کی میزان شریعتہ الکبریٰ کی یہ عبارت پیش کی قد بلغنا عن ابی الحسن الثعالی وتلمیذہ ابی العباس مرسى وغیرہما انہما کانوا یقولون لو احجبت رومیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفۃ عین ما اعدنا الفسنا من جملة السلیب دیکھئے ابو الحسن شاذلی وغیرہ اویا فرماتے ہیں اگر ایک پلک چھپکنے کے برابر نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چھپ جائیں تو ہم اپنے تئیں مسلمان نہ جانیں انتہی۔ اب دیکھئے یہ اویا اللہ ان مفتی صاحبان (دیوبندیوں) کے نزدیک کس حکم میں داخل ہوں گے۔

الزوار ساطعہ برابین قاطعہ ۵۲، ۵۱۔

خلاصہ یہ کہ دیوبندی مفتی نے میلاد تشریف کی مجلسوں میں حضرت کے تشریف لانے کا اعتقاد شرک بتایا اور ہر جگہ موجود ہونا خاصہ خداوند کہا۔ غیر خدا کے لیے یہ صفت ماننا شر بتایا۔ مولانا عبدالمسیح صاحب نے اسی کا رد کیا کہ یہ اعتقاد شرک نہیں نہ یہ خاصہ خداوندی ہے کیونکہ ملک الموت حتیٰ کہ شیطان علین کو اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ موجود ہونے کی قدرت دی ہے۔ آفتاب و مہتاب ہر جگہ موجود ہیں اسی طرح اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روحانی جلوہ سے شل آفتاب و مہتاب کے میلاد تشریف کی مجلسوں میں جلوہ گر ہوں تو یہ نہ محال ہے نہ بعید۔

دیوبندی فتوے کا یہ ایسا بیخ رو ہے کہ قیامت تک جواب ناممکن ہے کیونکہ جو چیز ممکن ہے اس کا شرک ہونا محال ہے مگر ہٹ دھرمی کا براہو کہ مولوی غلیل احمد انبیٹھی مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے دیوبندی مفتی کی بات بنانے اور مولانا عبدالمسیح صاحب کا رد کرنے کے لیے براہین قاطعہیں بہت کچھ لکھا جس کا خلاصہ خود ہی یہ کفری

عبارت بیان کی۔ اہل صل مؤثر کرنا چاہئے کہ شیطان ملک الموت کا حال درک کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف خصوص قطعیہ (قرآن وحدیث) کے با دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نفس قطعی ہے جس سے تمام خصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

ناظرین کرام دیوبندی فتوے اور صاحب الزار ساطعہ کے قول کو نظر میں رکھ کر براہین قاطعہ کی اس عبارت کو انصاف سے دیکھیں، صاحب الزار نے شیطان و ملک الموت کا کیا حال دیکھا ہے یہی دیکھا ہے کہ ملک الموت ساری دنیا کو ہر وقت برابر دیکھتے ہیں۔ ساری دنیا ان کے سامنے مثل چھوٹے غران کے ہے ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔ شیطان جہاں جہاں انسان جاتا ہے ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ انسان خواہ غشی میں ہو یا تری میں ہو پانی کے اندر ہو یا باہر زمین پر ہو یا ہوا میں جگلوں میں ہو یا پہاڑوں میں ہر جگہ شیطان اس کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ ساری زمین میں ہر جگہ جب شیطان موجود ہوتا ہے تو شیطان کو ساری زمین کا علم بھی ہوا اسی کو براہین قاطعہ میں تسلیم کیا ہے اور اسی ساری زمین کے علم کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی پھر دیوبندی رہبر کا یوں کہنا کہ شیطان کے لئے براہین قاطعہ میں کسی جگہ ساری زمین کا علم تسلیم نہیں کیا گیا۔ یہ کیسا سفید جھوٹ نمبر ۱ ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ شیطان کے لئے جو علم تسلیم کیا ہے وہ محض بعض مواقع زمین کا علم ہے۔ دیوبندی کا یہ جھوٹ نمبر ۲ ہوا۔

پھر یہ کہنا کہ ہر حال معترض صاحب کا یہ سفید جھوٹ ہے کہ علمائے دیوبند نے شیطان کے لئے ساری زمین کا علم نفس سے ثابت مانا رہبر صاحب کا یہ سیاہ سچ جو شمار میں نمبر ۳ ہوا۔

معلوم شیطان کے موجود ہونے کے وہ بعض مواقع دیوبند اور بہار پور ہی میں یا گنگوہ اور قلعہ جون بھی ان میں داخل ہیں۔ مسلمانوں کو مذکورہ علمائے دیوبند نے یہ وسعت علم شیطان و ملک الموت کے لئے بلا چون چرا نفس سے ثابت مانی اور کہیں شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی۔ مگر بد حقیقت کی رنگ جو اچھی تو اسی کو حضور کے لئے شرک بتا دیا اور کہہ دیا کہ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نفس قطعی ہے کہ تمام نفوس کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے کئی صراحت ہے کہ جس وسعت علم کو شیطان کے لئے مانا ہے اسی کا حضور کے لئے انکار ہے اور وہ یقیناً علم عطائی ہے لہذا حضور سے علم عطائی کی وسعت کی ہی نفی کی حضور کے علم عطائی ہی کو شرک کہا مگر دیوبندی رہبر یہاں بھی چال بازی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دوسری بددیانتی معترض صاحب نے یہ کی ہے کہ منقولہ بالا عبارت کے بعد اسی براہین میں یہ تصریح تھی کہ یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا کہ جب سلا حقیقہ ہے۔ معترض نے ازراہ خیانت اس فقرہ کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا حالانکہ اس سے یہ بات باطل صاف ہو جاتی ہے کہ مولانا خلیل احمد صاحب نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ساری زمین کا علم ذاتی ثابت کرنے کو شرک کہا ہے۔ متاع صحت۔

رہبر صاحب آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ اس عبارت میں ذاتی عطائی کا مقابل ہے جو فرق کرنے لگے۔ اس کے بعد والی عبارت سے تو دھوکا نہیں لگا۔ وہ یہ ہے۔ اگر یہ جانے کہ حق قاتلے اطلاع دے کہ حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی اس پر عقیدہ درست بھی نہیں۔ براہین قاطعہ ص ۵۵۔ خبردار ہوشیار اس سے دھوکہ نہ کھانا اس میں ساری زمین کا علم عطائی کہیں نہیں ہے نہ محیط زمین کا تذکرہ یہ تو ایسا ہے کہ جیسے دیوبند یا بہار پور سے جلسہ کی خبر دے کہ قاتلوی صاحب کو بلایا گیا اس سے قاتلوی صاحب کو ساری

زمین کا علم ہو گیا لہذا صاحبِ براین کے نزدیک ساری زمین کا علم عطائی حضور کیلئے ماننا شرک ہی رہا اور اگر لفظ ذاتی سے دھوکہ کھایا ہو تو پھر ہوش سنبھال کر سنو ذاتی جس طرح عطائی کا مقابل ہوتا ہے اسی طرح ذاتی مجازی کا مقابل ہے جب عطائی کا مقابل ہوتا ہے تو ذاتی کے معنی ہوتے ہیں بغیر عطائے الہی اور جب مجازی کا مقابل ہوتا ہے تو ذاتی کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس کا موصوف حقیقتہً اس صفت کے ساتھ متصف ہے۔ اگرچہ وہ صفت عطائی ہو۔ ذاتی کے یہ معنی عرف عام و خاص سب میں مستعمل ہیں۔ تم خود کہا کرتے ہو یہ چیز ہماری ذاتی ہے کیا اس کے معنی یہ لیے ہو بغیر خدا کے دیئے اور چھینکے ہوئے پتھر کی حرکت کو تمام عقلا نے ذاتی شمار کیا ہے۔ کیا وہ بغیر عطائے الہی ہے ہوش سنبھال کر کہنا کیونکہ پتھر کو خود تم نے چھینکا ہے اور اس کی حرکت کا خالق اللہ ہے مگر پھر اس کی حرکت ذاتی ہے اسی معنی کے لحاظ سے کہ پتھر حقیقتہً حرکت کے ساتھ موصوف ہے وہی معنی ذاتی کے براین قاطعہ کی اس عبارت میں ہیں یعنی یہ بحث اس صورت میں ہے کہ جس طرح خدا کے دیئے سے ساری زمین کا علم شیطان کو ہے اور وہ حقیقتہً اس علم سے متصف ہے اور نفس سے ثابت ہے اسی طرح اگر ساری زمین کا علم خدا کا دیا ہوا حضور کو مانا جائے اور حضور حقیقتہً اس صفت علم سے متصف ہوں تو بوجہ اختلاف مضمون قطعینہ کے شرک خالص ہے۔ ذاتی ایسے ہی معنی سے کہ مولوی قاسم صاحب ہانی مدرسہ دیوبند نے اپنی تحذیر الناس میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بالذات لکھا ہے۔ سو اسی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمت کو تصور فرماتے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں۔

تحذیر الناس ص ۳۔

اگر بالذات کے معنی بغیر عطائے الہی لیے جائیں تو لازم آئے گا کہ مولوی قاسم صاحب حضور کی نبوت بغیر خدا کے دیئے مانتے تھے جو شرک خالص ہے

ذاتی کے اس معنی پر خود اسی عبارت کی اشارۃً انص دلیل ہے کہ ذاتی عطائی کا مقابل ہرگز نہیں بلکہ ذاتی مجازی کا مقابل ہے کیونکہ اس عبارت میں یہ ہے جیسا کہ جہلا کا عقیدہ ہے۔ عوام سنی جن کو دیوبندی نے جہلا کہا ہے سب حضور کیلئے اللہ کا دیا ہوا ہی علم مانتے ہیں سب کا ایمان یہی ہے کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا آپ کی تمام صفات اللہ کی دی ہوئی ہیں۔ وہ کون سے جہلا ہیں جو بغیر خدا کے دیئے حضور کو علم مانتے ہیں وہ دیوبند کے جہلا ہیں یا سہارن پور کے، گنگوہ کے جہلا ہیں یا قانہ بھون کے ذرا بتاؤ تو بھجواؤ تو ثابت تو کرو۔ ہر مسلمان خواہ کیسا ہی بے علم ہو حضور کے لیے اللہ کا دیا ہوا ہی علم مانتا ہے لہذا ذاتی سے وہی علم مراد ہوا جو عوام کا عقیدہ ہے اور عوام کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور کو ساری زمین کا ساری کائنات کا علم عطائی ہے حضور حقیقتہً اس سے متصف ہیں لہذا خود اسی عبارت کی اشارۃً انص سے ثابت ہوا کہ ذاتی عطائی کا مقابل ہرگز نہیں بلکہ ذاتی مجازی کا مقابل ہے اور عطائی کو مثال ہے اسی علم کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی کی ہے اسی کو ثابت ماننا شرک بتایا ہے اور اسی کو شیطان کے لیے نفس سے ثابت مانا ہے جب اس عبارت کو نظریں لا کر بھی شیطان والی عبارت کے وہی معنی ہوتے جو المصباح المجدید میں بیان فرماتے ہیں تو پھر اس دس سطر بعد والی عبارت کو نظر انداز کرنا بددیانتی کیسے ہوا۔ لہذا اس کو بددیانتی بتانا رہبر صاحب کا بہتان رہا ہوا اور جب اس عبارت کو لے کر بھی حضور سے اسی علم کی نفی ہوئی جو شیطان کے لیے علمائے دیوبند نے نفس سے ثابت مانا ہے تو مقام المجدید میں اس عبارت کو ذکر کر کے دونوں میں فرق بتانا یہ رہبر صاحب کا جھوٹا ہوا۔ یہ عجب تماشا ہے کہ جو لوگ ان کفری عبارتوں کی تاویل کرنے چلتے ہیں عقل پہلے ہی رخصت ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں سوچتا ہے کہ ذاتی کے معنی بغیر عطائے الہی لیا جائے۔ اب یہ مطلب ہو گا کہ یہ بحث بغیر خدا کے دیئے علم کی

وسعت میں ہے تو اول تو یہ سفید جھوٹ ہے اس لیے کہ بحث دیوبندی فتوے سے شروع ہوئی ہے جس میں مفتی نے حضور کی اس صفت عطائی کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ ہر جگہ موجود خدا سے تقاضے ہے۔ اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی واللہ اعلم بحال ہمارے پوری برائیں قاطعہ ۴۴۔

صاحب انوار ساطعہ نے اسی صفت کے عطائے ہونے کا رد کیا ہے اور کہا ہے ہر جگہ موجود ہونے کی صفت اللہ تقاضے نے ملک الموت کو حتیٰ کہ شیطان لعین کو آفتاب و ماہتاب کو بھی عنایت فرمائی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی جلوہ گری شرح مواہب لدینہ و میزان شریعتہ المجربہ کے حوالہ سے بیان فرمائی کہ کتنی تصریح و تنصیف ہے کہ دیوبندی مفتی عطائی کا انکار کرتا ہے۔

صاحب انوار ساطعہ اسی کا رد کر کے حضور کے لیے عطائی کا اثبات کرتے ہیں مولوی خلیل احمد صاحب انوار ساطعہ کا رد کرتے ہوئے اسی دیوبندی مفتی کی بات کو بتاتے ہیں: صاحب انوار ساطعہ نے حضور کے لیے جو وسعت علم ثابت کی ہے اسی کو مولوی خلیل احمد صاحب نے شیطان کے لیے تو نفس سے ثابت مانا اسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شرک خالص بتایا اور کہا غرض عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام خصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے لہذا اس بحث کو علم ذاتی یعنی بغیر عطائے الہی پر ڈھالنا سفید جھوٹ ہے ہوا۔ اور اگر بالفرض غلط تسلیم کیا جائے تو بحث علم ذاتی یعنی بغیر عطائے الہی میں ہوئی۔ لہذا مولوی خلیل احمد صاحب و مولوی رشید احمد صاحب نے شیطان ملک الموت کے لیے ہی علم ذاتی بغیر عطائے الہی مانا اور نفس سے ثابت مانا یہ شرک خالص ہے نیز اس تقدیر پر ہر صاحب کی یہ توجیہ کہ مولوی خلیل احمد صاحب نے آنحضرت کے لیے ساری زمین کا علم ذاتی ثابت کرنے کو شرک کہا ہے۔ اس کا مطلب بطور مفہوم مخالف جس پر خود ہر صاحب ۲۹ میں ایمان لائے ہیں یہ ہوا کہ آدمی یا

پرو حقانی زمین کا ذاتی علم یعنی بغیر عطائے الہی حضور کے لیے ثابت کرنا شرک نہیں کیوں کہ ہر صاحب کہاں ہوا اور پھر اعلیٰ حضرت کے ارشاد پر بھی ایمان کو ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر بھی غیر خدا کے لیے شرک ہے اس آدمی پرو حقانی زمین کے ذروں کو شمار کر کے تو بتاؤ کہ شرک ہوتے۔ دروغ گورہ حافظ نہا شد۔ آپ پر صادق آیا اور آپ کا جھوٹ مٹ ہوا۔ اور اس تقدیر پر گنگوہی و انیسویں شرک ہوتے۔ یہی وہ قاتل ہذاب شدید ہے جس سے پناہ نہ لی اور بہانہ بنانا پڑا کہ یہ چیز بمحض تکفیر سے الگ ہے۔ معترض صاحب اور ان کے برادری کے فہم دار ارکان پہلے اپنی خیانت اور اس کی بنیاد پر جو تکفیر فتوے دیا گیا ہے اس کی غلطی تسلیم کر لیں اس کے بعد جواب دیں گے۔ مقام الحدید ۵۴۔

کیا خوب باوجود پوری ثابت ہونے کے پہلے چور کو چھوڑ دو اس کے بعد صفائی پیش کریں گے۔ کیا جواب دے سکتے ہو۔ مولوی مرتضیٰ حسن درویشی اور دوسرے دیوبندیوں کی اس توجیہ نے ہمارے گنگوہی و انیسویں دونوں کو شرک کر دیا لہذا اس کو بمحض تکفیر سے الگ بتانا ہر صاحب کا جھوٹ ہے ہوا۔ جس علم کی حضور سے نفی کی ہے اسی علم کو شیطان کے لیے ثابت مانا ہے۔ لہذا اس قول کو حماقت بتانا کھلی حماقت اور ہر صاحب کا جھوٹ ہے ہوا۔

جب دیوبندی فتوے اور اس کے رد انوار ساطعہ اور خود اس کفری عبارت کے ہر ہر فقرے نے حتیٰ کہ تائیدی عبارت نے بھی ثابت کر دیا کہ حضور سے محیط زمین کے علم عطائی کی ہی نفی کی ہے اسی کو حضور کے لیے ثابت ماننا شرک بتایا ہے اور اسی کو شیطان کے لیے نفس سے ثابت مانا ہے تو پھر اس شیطان والی عبارت کا یہ مطلب بتانا کہ شیطان و ملک الموت کے علم کی اس وسعت کو دیکھ کر جو مولوی عبد السمیع صاحب نے دلائل سے ثابت کی ہے (اور جو بغیر عطائی ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر قیاس کرنا اور یہ سمجھنا کہ حضور پر کمال داخل

المخلوقات ہیں اس لیے تمام روئے زمین کا علم محیط بطور خود بغیر عطائے خداوندی حاصل کر سکے ہیں شرک اور خلاف نصوص قطعیہ ہے۔ **مقاصح الحدید ص ۵۷**۔ یہ رہبر صاحب کا جھوٹ ملے ہوا۔ کیا حضور کے لیے کوئی وصف ثابت کیا جائے وہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ وصف دوسروں میں ہے اور چونکہ حضور افضل المخلوقات میں اس لیے یہ وصف بطور خود بغیر عطائے خداوندی حاصل کر سکے ہیں یہ ہے ولہندی برادری کی جہالت و حماقت اور اس پر دعوے علم۔ اہل ایمان تو یہ کہیں گے کہ چونکہ حضور افضل المخلوقات ہیں، لہذا احمد میں یہ وصف بدرجہ اولیٰ متحقق ہوگا اس مقام پر یہ بات قابل لحاظ ہے کہ حضرت مولانا عبدالمسیح صاحب نے شیطان کے ہر جگہ موجود ہونے کے لیے علامہ شامی کا قول پیش کیا تھا۔ گنگوہی انبیسی اور تمام دیوبندی برادری نے اس قول کو شیطان کی وسعت علمی کے دلائل بنالیا نفس گردان لیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم پر اسی انوارِ ساطعہ میں انہی مولانا عبدالمسیح صاحب نے شرح مواہب لدینہ کی عبارت پیش کی۔ میزان شریعتہ الکبریٰ کی عبارت پیش کی اس کو ماننا تو بڑی چیز خلاف نصوص قطعیہ کہہ کر شرک خالص بتا دیا اور وہ نصوص قطعیہ کون سے جن کے خلاف ہونے کی بنا پر شرک بتا دیا یہ کہ مولوی عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ آپ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں براہین قاطعہ ص ۵۸۔

ان سے عداوت یہ وہ بے اصل قول ہے جس کو حضرت شیخ نے خود اپنی کتاب مدارج النبوت شریف میں رد کیا اور فرمایا این سخن اصلے ندارد۔ اس مردود قول کو روایت بتا کر حدیث بنایا اور نصوص قطعیہ میں شمار کیا۔ مسلمانوں انصاف سے کہنا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کا نشہ نہیں تو اور کیا ہے اور شیطان علیہ اللعن سے عداوت نہیں تو اور کیا ہے باوجود اس کے یہ کہنا کہ اگر شیطان کے ساتھ خوش عیتگی ہو سکتی ہے تو آپ کے ہزر گوار مولوی عبدالمسیح صاحب کی ہو سکتی ہے

کہ انہوں نے ہی دلائل سے اس ملعون کے علم کی وسعت ثابت کی ہے۔ **مقاصح الحدید ص ۵۷**۔ یہ رہبر صاحب کا جھوٹ ملا ہوا۔

ان فریبوں اور ہتھالوں کے بعد رہبر صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے علم زمین کی نفی کر کے شیطان کے واسطے ثابت کرنے کے لیے یہ پال چلی اورو پہلے ذرا ہلکے ہلکے کہا کہ یہاں صرف علم زمین میں بحث ہو رہی ہے جس کو نبوت اور رسالت سے کوئی خاص تعلق نہیں نہ اس پر کمال انسانی کا مدار ہے اور اپنے علوم غیر کمالیہ اگر انبیاء علیہم السلام کو عطا نہ ہوں اور دوسرے بے کمال لوگوں کو دے دیئے جائیں تو اس پر کوئی مضائقہ نہیں حضور خود فرماتے ہیں انتہی اعلمہ بامورد دنیا ک۔ اپنی ذنب کی باتیں تم ہی زیادہ جانو اور امام غزالی رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔ یعوزان یحکون غیر النبی منقذ النبی فی علوم لا تقوت نبوتہ علیہا۔ ترجمہ ہو سکتا ہے کہ غیث نبی کا علم نبی علیہ السلام سے بڑھ جائے ان چیزوں میں جس پر نبوت کا مدار نہ ہو خلاصہ کلام یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی علمی فضیلت ان کے علوم نبوت کی وجہ سے ہے جن میں کوئی ان کا ہمسر نہیں ہو سکتا لیکن دوسرے ناقص علوم جن کو کمال انسانی میں کوئی دخل نہیں بالخصوص شیطانی علوم سے ان کا قلب منور پاک ہوتا ہے اور یہ سمجھنا کہ پیغمبروں کا علم شیطانی باتوں کو بھی محیط ہونا چاہیے اور معاذ اللہ علوم شیطنت میں بھی ان کا دائرہ سب سے وسیع ہونا چاہیے محض شیطانی دوسرے ہے جو محض انہیں کو رو مانوں کو ہو سکتا ہے جو علوم شیطنت اور علوم نبوت میں فرق نہ سمجھتے ہوں اور ان کے نزدیک گلی اور گروہی اور سچر کی ایک قیمت ہو۔ **مقاصح الحدید ص ۵۸**۔

ناظرین غور فرمائیں رہبر صاحب نے پہلے تو یہ کہا کہ علم زمین شان نبوت سے کوئی خاص تعلق نہیں رکھتا نہ اس پر کمال انسانی کا مدار ہے لہذا یہ علم زمین اگر انبیاء علیہم السلام کو نہ ملے اور دوسرے بے کمال لوگوں کو (شیطان و مخالفین گنگوہی)

دیا جاتے تو کوئی مضائقہ نہیں پھر خلاصہ میں صاف کر دیا کہ علم زمین علم شیطانی اور ناقص
علوم میں ہے جن سے انبیاء کا قلب منہ پاک ہوتا ہے کیونکہ رہبر صاحب پہلے اپنی
بحث کی تفصیل کر چکے ہیں کہ بحث صرف علم زمین میں ہے لہذا خلاصہ میں علم زمین
ہی کو علم شیطانی کہا دیو بندی کی اس جرات پر حیرت ہے کہ اس ناپاک خلاصہ کی
نسبت حدیث و تفسیر کی طرف کر دی یہ دیو بندی رہبر کا بہتان عظیم ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ دیو بندی حدیث و قرآن صرف حضور کے علم و کمالات گھسانے
ہی کے لئے پڑھتے ہیں بھی تو حضور کا یہ فرمان نہ سوجھا۔ حدیث فوضیع کفہ بین
کتفی فوحدت بردھا بین ثدی فعلمت ما فی السموات والارض شکوۃ شریف
منہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا۔
پس میں نے اس کی ٹھنک اپنے سینہ میں پائی۔ پس میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر
چیز میان لی پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی و کذلک نری ابراہیم ملکوت
السموات والارض۔ ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم دکھاتے ہیں ابراہیم کو آسمانوں اور
زمین کی بادشاہت۔ نہ حضور کا یہ ارشاد نظر آیا۔ حدیث ان اللہ رفع لی الدنیا
فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کائننا انظر الی کفی ہذہ
(مواہب لدینہ و طرائف) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے
پیش نظر کر دی، پس میں دنیا کی طرف دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ اس میں قیامت تک
ہونے والا ہے۔ سب کی طرف ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کی طرف اس
مضمون کی سینکڑوں حدیثیں کتب حدیث میں مذکور ہیں مگر دیو بندی نے چنانچی تو
حدیث انتم اعلم بامور دنیا کے اور لطف یہ کہ تقاضی صاحب کی حمایت
کے لئے تو اپنے حاشیوں کے ایڈیشن تک دکھائیں اور حدیث شریف کی شرح
سے بھی جو اکابر امت و معتمدین ملت نے بیان فرمائیں آنکھیں بند کر جائیں یہ تقاضی
حمایت اور محمدی عداوت نہیں تو اور کیا ہے دیو بندی اس حدیث پر اپنے شیطانی

شہ کا جواب سنو جو شفا شریف کی شرح میں موجود ہے۔ قال الشیخ سیدی محمد
السوسی اراد انہ یحملہ علی خرق العوائد فی ذالک الی باب التوکل و
اما هناک فلم یتشلاو افعال انتم عارف بدینا کمد و لو امتثلوا و تخملوا فی
سنۃ دسین لکفوا امرہذا المحدثہ۔ شرح شفا قاضی عیاض للملا علی قاری
رحمۃ اللہ علیہ شیخ سنوسی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ حضور نے ان کو خلاف عوائد براہین بخشنے کرنے
اور باب توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ فرمایا تھا انہوں نے اطاعت نہ کی اور بدلی کی
تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال
اطاعت کرتے اور تعلق (زکجور کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھنا) نہ کرتے تو انہیں تعلق
کی محنت نہ اٹھانی پڑتی۔ دیکھنا یہ ہے حدیث کا مطلب تو حضور نے توکل کی تعلیم فرمائی
تھی مگر جب وہ صبر نہ کر سکے تو ان کے دنیا کے کام ان کے سپرد کر دیئے دیو بندی
نے نیش زنی کر کے حضور سے امور دنیا کے علم کی نفی کی اور پھر اس سے علم زمین کی
نفی کرتے ہیں۔ حضرت شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی
حدیث کے معنی بیان فرماتے ہیں۔ انیت معنی آپخہ در بعضے روایات درس تفسیر
آردہ کہ فرمود انتم اعلم بامور دنیا کے شہادۃ انما ترید بکار ہائے خود یعنی مرا کار سے
والتقاتے بدان نیست والا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دانا ترست از ہر درجہ
کار ہائے دنیا و آخرت اشحت اللمعات منہ۔

یعنی حضور کے فرمان انتم اعلم بامور دنیا کے کا مطلب یہ ہے کہ مجھے
دنیا کی طرف التفات و توجہ نہیں ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت
کے تمام کاموں میں سب سے زیادہ عالم ہیں۔

مسئلہ: سناتم نے حضور نے خود فرمایا کہ میں نے زمین و آسمان کی تمام اشیاء
جان میں ساری زمین کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی ہتھیلی کو۔ اہیت کریمہ سے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے لئے آسمانوں اور زمین کی ساری سلطنت کا شاہد ثابت

اور اسی آیت کے لفظ کذا لک سے خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت
 محدثین کرام نے حدیث پر شیطانی شبہ کا جواب دیتے ہوئے حضور کو دنیا و آخرت
 کے تمام علوم میں ساری مخلوق سے زیادہ علم ہونے کی تصریح فرمادی۔ مگر دیوبندی یہ
 نہ آیت کو۔ مابین نہ حدیث سنیں نہ محدثین کے فرمان پر کان و حرس بلکہ حضور کا علم
 گھٹانے اور شیطان کا علم بڑھانے کے لئے یہ چال چلی کہ علم زمین کو علم شیطانی قرار دیا
 علوم شیطانت و علوم نبوت میں یہ فرق دکھایا کہ پہلے کو گوبر اور دوسرے کو گھی بتایا۔
 لہذا برصاحب کے مربی مولوی شکر اللہ صاحب اور سارے دیوبندی بتائیں کہ
 وہ شیطانی علوم کون کون سے ہیں جو گوبر کی طرح نجس ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم سے تمہارے نزدیک شیطان بڑھا ہوا ہے۔ اور وہ علوم شان رسالت کے لائق
 نہیں مگر ساتھ ہی اس آیت کے معنی بھی بیان کر دیں ان اللہ یکل شی عسی۔
 اللہ تعالیٰ ہر شے کا عالم ہے۔ یہ بتائیں کہ اس کلیہ میں وہ شیطانی علوم جو تم نے
 اپنے شیطان کے لئے مخصوص کر رکھے ہیں۔ داخل ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کو
 جانتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو ان علوم میں تمہارا شیطان معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے بھی
 بڑھا ہوا ہے اور بغیر خدا کے دیئے۔ سینے وہ علوم خود حاصل کر لیتے ہیں دیوبندی
 کیا اس کے لئے تم علوم ذاتی مانتے ہو شیطان کے لئے علم ذاتی مانتا تمہارے نزدیک
 شرک نہیں خالص توحید ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ان علوم کا عالم ہے تو وہ معلوم
 شیطانی اتنے گندے جن کو تم گوبر بتاتے ہو اور نبی کی شان کے لائق نہیں مانتے
 تو وہ گندے علوم خدا کی شان کے لائق کیسے ہوئے کیا تمہارے نزدیک خدا کی شان
 نبی کی شان سے اتنی گھٹی ہوتی ہے کہ گوبر سب نجاستوں کے ساتھ متصف ہوتا
 ہے تمہارے ایمان میں تو لکھا ہے۔ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے
 چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ تقویۃ الایمان ملا بولو کچھ تو بولو کیا بولو گے۔ یہ
 سب نبی کی مداوت کا عذاب ہے۔ کذلک العذاب والعذاب الاخرة اکبر لو

کالوا یعملون۔ عقل کے دشمنو علم کسی چیز کا گند نہیں ہوتا حتیٰ کہ گندی سے گندی
 بری سے بری چیز کا علم بھی اس کے جہل سے ہزاروں درجہ افضل ہے علم شے بہ از
 جہل شے مسلم ہے۔ البتہ اس گندی چیز کو عمل میں لانا اور کرنا برا ہوتا ہے جیسے ایک
 تو کوٹے کا علم یہ جاننا کہ کو ایک سیاہ پرندہ ہے جس کی گردن کا رنگ سفیدی
 مائل ہوتا ہے نجاست کھانا ہے خبیث جانور ہے۔ قرآن مجید و حدیث شریف و فقہ
 سے اس کی حرمت ثابت ہے اس کا کھانا حرام ہے اور ایک اس غیث ناپاک ام
 جانہ کا کھانا کوٹے کا یہ علم یقیناً فضیلت رکھتا ہے۔ برا اور گندہ اور ناپاک و حرام
 جو کچھ بھی ہے وہ اس کا کھانا ہے جو مسلمان کی شان کے لائق نہیں نہ کہ اس کے علم ہی کو
 برا بتایا جائے اسی طرح تمام گندی چیزوں کو قیاس کر دو۔ انوار ساطعہ کا یفران کا ہفت
 ناپاک سگیوں میں حضور کے تشریف لانے کا دعوے نہیں کرتے حتیٰ وہاں ہے اس سے
 یہ سمجھنا کہ حضور کو ان مقامات کا علم بھی نہیں مانتے یہ نری کو رد مانتی کوڑ مغزی ہے کسی
 جگہ کے علم کے لئے اسی جگہ کے علم کے لئے اسی جگہ جانا کیا ضروری ہے دور سے بھی علم
 ہو جاتا ہے حتیٰ کہ دور سے دیکھ بھی سکتے ہیں۔ اس پر انوار ساطعہ کو اپنے نظریہ میں
 شامل کرنے سے باز نہ آؤ تو تقاضی صاحب سے پوچھو کہ آپ کو دوزخ کا علم ہے یا
 نہیں اگر نہیں تو ایمان کا دعوے کیوں۔ اگر ہے تو کیا دوزخ میں تشریف لے جا چکے
 ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ گئے تو نہیں ہیں مگر اپنے کفر سے بغیر توبہ کیے مر گئے تو جا میں گئے
 ضرور۔ ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ حسد ام چیزیں بری ہیں یا نہیں اگر کہتے نہیں تو
 وہی گوبر اور گھی والی مثال آپ پر صادق مگر جس نے قرآن پڑھا ہے اسے معلوم
 ہے کہ بے شک بری ہیں وہ بحر الحباثت پھر اگر دیوبندیوں کے طور پر بڑی چیز کا علم
 بھی برا ہوتا ہے اور بری چیزوں کا جاننا شان رسالت کے منافی ہے تو انبیاء علیہم السلام
 کو کیا عورات کا بھی علم نہ تھا۔ حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے واقعہ سے
 بعض لوگوں نے حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت پر استدلال کیا ہے اس پر امام

مازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ منع واروک دیجوزان یکون غیر النبی فوق النبی فی علوم
لاستوقف نبوتہ علیہا۔ ممکن ہے کہ عین نبی پر فوقیت دے جائے علوم نبوت
کے سوا دیگر علوم میں تفسیر کبیر کا یہ قول ماننے کے لئے مفید ہو سکتا ہے مگر استدلال کیلئے
مرفعت ممکن ہو تا ہرگز کافی نہیں اور دیوبندی تو اس جگہ مستدل ہیں کیونکہ مولوی
عبدالبار علی پوری دیوبندی نے میلاد شریف کی مجلسوں میں حضور کا تشریف لانا شرک
بتایا مولوی عبدالسمیع صاحب نے اس کا رد کیا۔ مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنے
دیوبندی مولوی کی بات بنانے کے لئے وہ شیطان والی عبارت بولی جس کی
حمایت میں رہبر صاحب بھی اچھے تو ایسے کہ نہایت زور کے ساتھ مگر ذرا ترکیب
سے ثابت کیا کہ علم زمین کی وسعت میں علم شیطان کا دائرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
بڑھا ہوا ہے۔ ان کی صحت کی پوری عبارت اس پر دلیل ہے۔

لہذا دیوبندی اس جگہ مستدل ہیں اور تفسیر کبیر کے لفظ بجوز سے نبی کریم
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم اپنے شیطان کے علم سے گھٹانے پر استدلال کر رہے
ہیں لہذا اگر بجوز اور ہو سکتا ہے سے دیوبندیوں کے نزدیک استدلال صحیح ہے اور
نتیجہ کی خلیت لازم ہے تو سنو۔

۱۔ بجوز ان یکون المتعاقب مرتد او کل مرتد فی النار فیکون المتعاقب فی النار۔
۲۔ ویکوزان یکون المتعاقب مرتد او کل مرتد واجب القتل فیکون المتعاقب واجب
القتل۔

۳۔ ویکوزان یکون المتعاقب مرتد او کل مرتد جائز ان یکون قروا وخریرا فیکون المتعاقب
قروا وخریرا۔

لہذا دیوبندی پہلے بجوز سے یہ تمام نتیجے نکال کر تعاقب صاحب کی خدمت
میں پیش کر دیں۔ اس کے بعد تفسیر کبیر کی مذکورہ بالا عبارت سے استدلال کا نام
میں۔ کہ الذل العذاب والعذاب الاخرة اکبر لو کانوا یعلمونہ

پھر اس عبارت تفسیر کبیر سے آپ کا منشا یہ ہے کہ عین نبی حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم سے علم نبوت کے عین میں بڑھ سکتے ہیں اور وہ علم انسانی کمالات نہیں جسکو آپ
نے خود بیان کیا تو بتائیے کہ خضر علیہ السلام کا وہ علم کمال انسانی میں ہے یا نہیں۔
دیوبندی برادری ذرا قرآن مجید پیش نظر رکھ کر جواب دے۔ کیا وہ علم جو انسان
کے کمالات سے نہیں اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وعلینہ من لدنا علما اور اسی
کو مرنے علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں۔ اہل قلعین مہا علمت رشدا
اور یہ بتائیے کہ تجویز میں دونوں جانب کا احتمال ہوتا ہے۔ یعنی پایا جائے یا نہ پایا
جائے تو اب دیوبندی برادری بوسے کہ خلاصہ کلام میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کیا
مطلب ہوا یہی نہ کہ گور بھی بتاتا جاتا ہے پھر حضور کا اس کے ساتھ متعصب ہونا جائز
بھی کہتا ہے یہ ہے دیوبندی خباثت جن کے داعیوں میں گور بھرا ہوتا ہے وہی
ایسا سمجھتے ہیں۔ دلائل ولاقوة الا بالہ۔

المصباح المہدید دیوبندیوں کے رد میں وہ بے مثل کتاب ہے۔ جو اپنی
آپ ہی نظریے باوجودیکہ نہایت مختصر ہے مگر دیوبندی مذہب کی وہ عریاں تصویر
ہے جس میں ذریت و جالیہ دیوبندی کے تین گندے عقیدے بمنزدار دیوبندیوں
کی معتبر کتابوں کے حوالے سے بیان کئے ہیں اور ہر حوالہ کے غلط ثابت کر دینے
پر پانچ سو روپیہ انعام مقرر کیا ہے مگر چار پانچ برس سے آج تک کسی دیوبندی میں
یہ بہت نہ ہوئی کہ ایک بھی حوالہ غلط ثابت کر کے انہی رقم وصول کرنا اور انشاء اللہ
نقیامت تک بھرت ہو سکے۔

الحمد للہ کہ المصباح المہدید نے دیوبندیوں کو دم بجود کر دیا۔ گورستان
دیوبندیت میں سناٹا کر دیا۔ دیوبندیوں نے جب دیکھا کہ چھٹے چھٹائے ہاتھ
نکل رہے ہیں تو اس کے جواب میں مقابح المہدید لکھی جس میں دیوبندی سنت کے
مطابق بڑی بڑی کٹاری، فریب کاری، چال بازی، افزا پر دازی، بہتان طرازی

سے دیوبندی مذہب کی عریاں تصویر کو چھپانے اور اپنے کفریات پر پردہ ڈالنے کی
 ناکام کوشش کی اس کے دو باب مقرر کیے۔ پہلے باب میں اپنے تئیں دعائی عقیدوں
 پر خوب ملمع سازی پیدا اور بڑی قبیح بازی کی جس سے مکمل و مکمل کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور
 باب دوم میں دیوبندی تہذیب کا آئینہ دکھایا ہے بفضلہ تعالیٰ العذاب الشدید
 نے جب مقام الحدید کے باب اول کے دھوئیں اڑا دیئے پرزے پرزے کر
 دیئے تو دیوبندی آئینہ کی کیا حقیقت ہے۔ اس کے لئے تو عذاب الہی کا ایک پتھر
 ہی کافی دوانی ہے۔ ایک اشارہ ہی میں چکنا چور کر دے گا۔ لہذا اب وہ باب دوم
 کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ وبالله التوفیق۔

باب دوم دیوبندی مذہب کا آئینہ

دیوبندی مذہب میں اللہ صاحب کی شان

۱۔ دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تبارک و تعالیٰ کا علم
 لازم و ضروری نہیں بلکہ تمام ممکنات کی طرح ممکن اور حادث اور اختیاری
 ہے۔ جب چاہتا ہے اپنے اختیار سے غیب دریافت کر لیتا ہے جب تک
 نہیں چاہتا جاہل رہتا ہے۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید مولوی اسماعیل دہلوی فرماتے ہیں غیب
 کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی
 ہی شان ہے۔ تقویت الایمان ص ۱۸ مطبع مجتہائی دہلی۔

جب چاہے دریافت کرنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ ابھی تک دریافت
 نہیں ہوا لہذا جب تک دریافت نہیں ہوا خدا جاہل رہا اور علم الہی اختیاری ہوا
 لہذا ممکن اور حادث ہوا۔ دیوبندی مذہب میں اللہ صاحب کی یہی شان
 ہے کہ علم الہی ممکن بھی ہے۔ حادث بھی ہے اختیار میں بھی ہے۔

۲۔ دیوبندیوں کے نزدیک
 اللہ تعالیٰ زمان و مکان میں

گھرا ہوا ہے اس کو زمان و مکان و جہت سے پاک ماننا اس کے دیدار کو بلا جہت
 و بغیر مقابلہ کے جانتا بدعت حقیقیہ ہے۔

حوالہ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ تنزیہ اوتھائے از زمان و مکان وجہت
واثبات رویت بلا جہت و محاذات (الی قول) ہمدان قبیل بد عادت حقیقتہ است
اگر صاحب اس اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ پیشار و انتہی مخلص
ایضاح الحق ص ۳۹۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا زمان و مکان سے پاک ہونا اور اس کا
دیدار بغیر جہت اور مقابلہ کے ماننا بدعت حقیقہ ہے۔ اگر اس کا معتقدان باتوں کو
دینی عقیدہ شمار کرے جب خداوند قدوس کو زمان و مکان سے پاک ماننا بدعت
حقیقہ ہو تو ضرور خدا سے تعالیٰ کسی مکان اور زمانہ میں محدود ہوا جب زمانہ میں
محدود ہوا تو ضرور اس کی کچھ عمر ہوگی۔ لہذا دیوبندیوں ذرا بتاؤ تو تمہارے خدا کی
عمر کتنی ہوئی اور کتنی باقی ہے خوب حساب کر کے ٹھیک بتانا

دیوبندیوں کے نزدیک رسول کی شان

برجائے تو کوئی حرج نہیں مگر بندے اس کے جھوٹ پر مطلع نہ ہوں کیونکہ خدا
جھوٹ بولنے میں صرف بندوں سے ڈرتا ہے اگر بندوں کو پتہ نہ چلے تو پھر خدا
کو جھوٹ بولنے میں کوئی پرواہ نہیں۔

حوالہ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ بعد اخبار ممکن ہست کہ ایشان
را فراموش گردانیدہ شود پس قول با مکان وجو مثل اصلاً منجر بتکذیب نفس از
نصوص منکرہ و سبب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست رسالہ یکر وزی ص ۱۴۴۔

علماء اہل سنت نے فرمایا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام صفات
کامیہ میں آپ کا شریک و ہمسر ہونا محال ہے کیونکہ حضور خاتم النبیین میں لہذا
اگر حضور کا مثل ممکن ہو تو آیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین کی تکذیب ہو
اور کذب الہی لازم آئے اس کے جواب میں مولوی اسماعیل صاحب نے یہ
کفری بول بولا کہ قرآن مجید دلوں سے جلا کر ایسا کرے تو کسی نفس کی تکذیب ہوگی

لہذا صاف اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کی بات واقع میں تو جھوٹی ہو جانے میں کوئی
حرج نہیں۔ حرج اس میں ہے کہ بندے اس کے جھوٹ پر مطلع ہوں اگر نہیں
جلا کر اپنی بات جھوٹی کر دے تو تکذیب کہاں سے آئے گی کہ اب کسی کو وہ نفس
یاد ہی نہیں کہ جھوٹ ہونا بتائیے عرض سارا ڈر بندوں کا ہے جب ان کی
مت مادی پھر کیا پرواہ ہے۔

دیوبندیوں: تمہارا خدا ایسا عیب دار ہے کہ واقع میں جھوٹ بولے اور
کوئی حرج بھی نہ ہو اور اتنا بزدل کہ بندوں سے ڈرتا بھی ہے معاذ اللہ۔ اسی وجہ
سے تم جھوٹ بولنے کے عادی ہو اور بزدل اتنے کہ ڈر کے واسطے مسلمانوں
سے اپنے یہ کفری عقائد چھپاتے ہو۔

مگر۔ دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا جھوٹ بولنا کہ جس پر بندے مطلع نہ
ہوں کسی طرح محال نہیں۔ کیونکہ اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو لازم آئے کہ
انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔

حوالہ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی
مستطوب باشد پر عقد قفیعہ غیر مطابق للواقع والحقائے اس بر ملا کہ و انبیا خارج از
قدرت الہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت السانی ازید از قدرت ربانی باشد
یکر وزی ص ۱۴۵۔

یعنی خدا جھوٹی باتیں گڑھ کہ فرشتوں اور انبیوں کو خبر دینے پر
قادر ہے کیونکہ اگر اس جھوٹ پر قادر نہ ہو تو لازم آئے کہ انسان کی قدرت خدا
کی قدرت سے بڑھ جائے۔

یہ دلیل مراحضہ ثابت کر رہی ہے کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کر سکتا ہے
وہ سب خدا سے تعالیٰ کی ذات پر روا ہے، خدا بھی اپنے لئے وہ سب
کچھ کر سکتا ہے کیونکہ اگر کوئی ایک کام بھی ایسا ہو جو بندہ کر سکے اور خدا نہ

توبہ بندہ کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی لہذا اب دیوبندی دھرم میں خدا کی شان سنو اور دیوبندی دلیل سے ہر شان کو ثابت کیجئے جاؤ۔

خدا کھانا کھا سکتا ہے، سو سکتا ہے، جاگ سکتا ہے، پاخانہ پیشاب پھر سکتا ہے چل پھر سکتا ہے، راستہ بھول سکتا ہے، غافل ہو سکتا ہے، خدا غلام ہو سکتا ہے، اپنی ناک کان کاٹ سکتا ہے، اپنی آنکھیں پھوڑ کر اندھا ہو سکتا ہے، خدا ٹھکڑا کر، زہر کھا کر، تلوار، بندوق مار کر، برہمی بجائے سے پھر جھید کر، خود کشی کر سکتا ہے، خدا پانی میں ڈوب کر، درخت سے گر کر، دیوار میں دب کر مر سکتا ہے دیوبندیوں کے مدرسہ کا طالب علم ہو سکتا ہے، خدا بیگ مانگ سکتا ہے، دوسروں کو اپنے کام میں شریک کر سکتا ہے، عبادت کر سکتا ہے، بتوں کو سجدہ کر سکتا ہے، خدا چوری کر سکتا ہے، گرہ کاٹ سکتا ہے، ڈاکہ مار سکتا ہے خدا دیوبندیوں کی طرح گاندھی کی بے پکار سکتا ہے، کھد پھن کر گاندھی کیپ اوڑھ کر بندے مازم کا گیت گائے سکتا ہے، مولوی حسین احمد، مولوی کفایت اللہ، مولوی عبدالحکیم وغیرہ کی طرح جیل جاسکتا ہے، مولوی احمد سعید کی طرح جیل کے خوف سے حاکم پر گنہ گار کے اجلاس میں جھوٹ بول سکتا ہے، جھوٹ بولنے پر بھی رہائی نہ ہو توبہ جیل جاسکتا ہے، ان سب باتوں میں سے دیوبندی جس کا بھی انکار کریں تو خدا ان کے شہید کی دلیل سے ثابت کر دو، مثلاً کوئی دیوبندی کہے کہ خدا اگلا گھونٹ کر نہیں مر سکتا ہے تو اس سے کہو کہ انسان اپنا گلا گھونٹ کر مر سکتا ہے خدا اس پر قادر نہ ہو اور اپنا گلا گھونٹ کر نہ مر سکے تو تمہارے شہید کی دلیل سے لازم آئے گا کہ انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے لہذا تمہارے نزدیک لازم و ضروری ہے کہ خدا اس پر قادر ہو کہ اپنا گلا گھونٹ کر مر سکے۔ یہ ہے دیوبندی دھرم میں خدا کی شان کہ ان کے خدا کے عیبوں کی گنتی نہ شمار۔

واہرے بہادر مولوی اسماعیل دہلوی دیوبندیوں کے شہید شایاں کیا دلیل

بیان کی ہے، صرف خدا کا جھوٹ ثابت کرنے کے لیے اس کی ذات مقدس پر عزیز متناہی عیب لازم کر دیئے۔

مسلمان حوزہ فرمائیں دیوبندی بھی اپنے شہید کی دلیل کو دیکھیں اور ذرا انصاف سے دیکھیں اور بتائیں کہ وہ کون سا عیب ہے جو تمہارے شہید کی دلیل سے لازم و ضروری نہیں، سارے عیبوں تمام بے حیائیوں کو خود تمہارے ہی شہید نے اللہ عزوجل کے لیے لازم کر دیا ہے، باوجود اس کے دیوبندی رہبر کا یہ بہتان عظیم ہے کہ یہ عقیدے رضا خانیوں کے بانی مذہب (یعنی مولانا احمد رضا خاں صاحب) نے ازراہ افزا و بہتان حضرت شہید کی طرف منسوب کر کے لکھے ہیں۔

مقام المجدید ص ۸۱۔

دیوبندیوں یا درکھو ایسے بہتانوں سے تمہارے شہید کے کفریات پر پردہ نہیں پڑ سکتا، کیونکہ بسا اذیک روزی کی مذکورہ عبادت نے آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا کہ خود مولوی اسماعیل نے تمام عیبوں اور کل بے حیائیوں کو خدا کے لیے لازم و ضروری کر دیا ہے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ان میں سے بعض کو نمونہ ذکر کر دیا ہے تاکہ دیوبندی اپنے شہید کی شان اور خوش عقیدگی سے واقف ہو جائیں، مگر رہبر صاحب نے اس جرم اسماعیلی کے عوض بولکھلا بولکھلا کر اعلیٰ حضرت اور علما اہل سنت پر تبر کیا بہت سی گالیاں دیں گالیوں کی کیا شکایت، دیوبندی رہبروں کو تو انصاف و دیانت کا دشمن ہونا ہی چاہیے، کیونکہ انہوں نے مولوی اسماعیل کا دامن تھام لیا ہے جو بظاہر حسن و انداز قدوس کو جھوٹا ہی نہیں بلکہ تمام عیبوں اور کل بے حیائیوں کا خمیرہ مانتے ہیں اور لطف یہ کہ توحید کے علمبردار ہیں کہ اہل سنت کی سنت پر منہ مارتے ہیں شرم نہیں آتی، آدے کہاں سے شرم و حیا تو ایمان والوں کا حصہ ہے الحیا و شجعة من الایمان حق ہے۔

دیوبندی مکرہیں رسول کی شان | علیہ السلام کے نزدیک رسول اللہ
اور پان زیادہ سے زیادہ گناؤں کے زمیندار کے برابر ہے ان کے نزدیک
رسول کی بس یہی شان ہے۔

حوالہ جیسا کہ ہر قوم کا چودھری اور گناؤں کا زمیندار سوان معینوں کے ہر پیر
اپنی امت کا سردار ہے۔ تقویت الایمان ص ۸۵۔ مطبع صدیقی دہلی۔
اللہ اکبر رسول کے مرتبہ کا کہیں ٹھکانا ہے۔ کتنا بلند کتنا برتر کتنا اونچا کہ
چودھری اور گناؤں کے زمیندار سے بالا۔ اسی وجہ سے دیوبندی مولوی کہیں
صاحب کا دامن نہیں چھوڑتے اور ان کو شہید اور توحید کا علمبردار کہتے ہیں
کیونکہ مولوی اسماعیل صاحب کے نزدیک رسول کی سرداری چودھری کی
درجہ ہے۔

۲۔ دیوبندی مذہب میں رسول کا مرتبہ اللہ کے نزدیک ذرہ برابر
بھی نہیں۔ ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہے۔

حوالہ۔ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے
بھی کمتر ہیں۔ تقویت الایمان ص ۸۵۔ مطبع صدیقی دہلی۔
یہ قرآن مجید کا رو ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِلّٰهِ السُّلٰتَانِ
وَالْمُؤْمِنِينَ۔ اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لیے عزت ہے۔

مولیٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا دکان عند اللہ وجیہا۔ موسیٰ
علیہ السلام کے نزدیک با عزت ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا۔
وجیہا فی الدنیا والاخرۃ۔ عیسیٰ علیہ السلام دونوں جہان میں عزت والے
ہیں۔ دیوبندیوں کے شہید نے ان سب آیتوں کا انکار کر کے رسول
کی شان ذرہ ناچیز سے بھی کمتر کر دی۔ دیوبندی اسی لیے مولوی اسماعیل کو

اپنا پیشوا مانتے ہیں کہ انہوں نے شان رسالت کو گھٹانے کیلئے قرآن مجید
کا رد کیا ہے۔

۳۔ دیوبندی مذہب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز مٹی میں
مل گئے لطف یہ کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے اس غبیث قول کا انستدراخ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کر دیا۔

حوالہ۔ یعنی میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں بقویۃ الایمان
ص ۸۲۔ مطبع صدیقی دہلی۔

قلم پر اللہ کی لعنت حضور نے تو فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَوَّلِیِّیْنَ
تَاْکُلْ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَفَبِیْ اللّٰهِ حَتّٰی تَمُوتُوْا ذٰیْ یَعْنِی اللّٰہ تعالیٰ سے اسباباً
علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا۔ اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق
پاتے ہیں۔ یہاں شان رسالت گھٹانے کے لیے دیوبندیوں کے شہید نے
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی ہے۔

۴۔ کھانے پینے پہننے میں رسول کے حکم پر چلنا شرک ہے۔ رسول کے
فرمان سے کوئی کام کرنا، رسول کے منع کرنے سے اس کام سے باز رہنا شرک
ہے۔ دیوبندی دھرم میں رسول کی یہی شان ہے۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ کھانے پینے پہننے میں اس کے حکم
پر چلنا یعنی جس چیز کے رستے کو فرمایا برتنا جو منع کیا۔ اس سے دور رہنا اس قسم
کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں پھر جو کسی انبیاء اولیاء کی
اس قسم کی تعظیم کرے شرک ہے۔ تقویت الایمان لخصاً ص ۱۲۱

یہ بھی قرآن مجید کا رو ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا اَنْتُمْ بِالْمُرْسَلِیْنَ
فَخُذُوْهُ وَاِنْ تَحٰکُمُوْهُ فَاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ رُسُلُ اللّٰهِ فَاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ رُسُلُ اللّٰهِ فَاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ رُسُلُ اللّٰهِ
سے روکیں باز رہو۔ مسلمانو! انصاف کرو یہ ارشاد الہی دیوبندی شہید کے نزدیک شرک ہے

۱۵۔ دیوبندی مذہب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ نماز میں حضور کا تصور کرنا ظلمت بالائے ظلمت ہے۔ آپ کی طرف خیال سے جانا اپنے گدھے اور بیل کے تصور اور خیال میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ گدھے اور بیل کی صورت میں مستغرق ہونے سے نمازی مشرک نہیں ہوتا اور حضور کی طرف توجہ کرنے سے نمازی مشرک ہو جاتا ہے

حوالہ بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض زمانا کے دوسو سے اپنی بی بی کی جماعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب (محمد رسول اللہ ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کرے جاتی ہے۔ مراد مستقیم مترجم اردو مصنف مولوی اسماعیل دہلوی۔

مسلمانو! باللہ انصاف سے کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کو ظلمت بالائے مظلمت کہنا آپ کے تصور کو گدھے اور بیل کی صورت میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ برا بتانا کیا اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں ہے کیا یہ حضور کی شان رفیع میں سٹری گالی اور کھلی گستاخی نہیں ہے کیا گالی اور گستاخی کے سر پر سنگ ہوتے ہیں۔

مولوی اسماعیل بنی کی سرداری چودھری اور پدہان کی طرح بتائے۔ کہیں وہ بھی اڑائے اور ذرہ ناچیز سے بھی کمتر بتائے۔ نبی کے حکم پر چلنے بشرک بتائے۔ حدیث کہ مار کر مٹی میں ملائے مگر دیوبندیوں کے نزدیک یہ سب خالص توحید اور درس معرفت ہے۔ ان کے یہاں رسول کی بس

یہی شان ہے۔ ان کا یہی مذہب ہے یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ دیوبندیوں کا یہی مذہب ہے مگر حیرت یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں سے اس درجہ چھپاتے ہیں کہ اس کے اظہار پر علماء اہل سنت کو گالیاں دیتے ہیں ان پر تبرا کرتے ہیں۔ گالیاں تو دیوبندی رہبر کو مبارک ہوں مگر ہم مسلمانوں پر دیوبندی مذہب کا اظہار صرف اس لئے کرتے ہیں کہ مسلمان آگاہ ہو کر باخبر رہیں اور ان کے زہریلے اثرات سے محفوظ رہ سکیں لہذا سنو۔

۱۶۔ قرآن مجید کا فرمان دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید کی شان

غلط بلکہ بہت غلط ہے۔

حوالہ قرآن مجید کا ارشاد ہے وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ لِقَضَائِكَ وَنَحْنُ بِهَا لَنَاسٍ وَمَا يَتَّبِعُهَا إِلَّا الْعَافُونَ ۵

ترجمہ۔ ہم یہ کہادیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو یہ امثال دکھا دیں یقیناً قرآن میں۔ اور قرآن کا فرمان ہے کہ ان کو عالموں کے سوا دوسرے لوگ نہیں سمجھتے مگر دیوبندیوں کے شہید مولوی اسماعیل تقویۃ الایمان میں اس کا رد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہیئے سو یہ بات بہت غلط ہے۔ انتہی ملخصاً تقویۃ الایمان ص ۱۰۰ مطبع صدیقی دہلی۔

۱۷۔ دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید شرک کی تعلیم دیتا ہے۔ حوالہ۔ آیت۔ اَعْلَمُ اللّٰهُ ذُرِّيَّةَ مَنْ فَضَّلَهُ ۚ ترجمہ۔ اے اللہ! تو نے اپنے فضل سے تنبیہ۔ خوب یاد رہے اللہ اس کے رسول دونوں نے دولت مند کیا ہے۔

آیت۔ ذُرِّيَّةُ الْاَكْثَرِ ذَا بَشَرٍ ۚ بَاقِي ۚ ترجمہ۔ اے عیسیٰ تو

مکدرست کرتا ہے۔ مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے تنبیہ۔
یاد رکھنا اللہ کے حکم سے جیسے 'علیہ السلام' تندرست کرتے ہیں۔

آیت: اُنْبِرْنِیْ اِلَکُمُہُ وَالْاَنْبِرَہُ وَ اَمِیْ الْمُنَوْنِ بِاَنِّ اللّٰہَ ہ
ترجمہ: عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست
کرتا ہوں اور مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ نتیجہ: یاد رہے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتے ہیں اور اللہ کے حکم
سے مردے جلاتے ہیں۔

اب ان آیتوں پر دیوبندیوں کے شہید علمبردار توحید کا فتوے سنو۔
 روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کو دنیا حاجتیں بر لانی
 جائیں ثانی شکل میں دیکھیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیا
 صحت پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے۔ اس سے مرادیں
 مانجے مصیبت کے وقت اس کو پکارے سودہ مشرک بنو جاتا ہے پھر خواہ
 یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ
 نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح مشرک ثابت ہوتا ہے۔ انتہی تحفۃ تقویۃ اللہ
 ص ۱۱ مطبع صدیقی دہلی

تنبیہ: یہ اسماعیلی حکم ضرور یاد رہے کہ روزی کی کشائش، دولت مند کرنا، تندرست کرنا، خدا کی دی ہوئی قدرت سے ماننا بھی شرک ہے۔

اب مسلمان بنظر انصاف آیات مذکورہ کو دیکھیں تو آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائے گا کہ تقویت الایمانی محکم سے تینوں آیتوں میں شرک کی تعلیم ہے کیونکہ پہلی آیت میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دولت مند کر دیا دوسری اور تیسری آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کا تعارف مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو تندہست کرنا اور مردے جلانا بیان فرمایا۔ رہا یہ کہ اللہ کے حکم سے تندہست

کیا۔ اللہ کے حکم سے مردے جلاتے ہو گریہ قیدِ شرک سے نہ بچا سکے گی لیونکہ اسماعیلی
 حکم سن چکے کہ اللہ کی دی ہوئی قدرت سے بھی یہ تصرف ماننا شرک ہے اسی سے
 اللہ عز و جل انبیاء علیہم السلام، تمام مومنین، ملائکہ بمقر بن سب کا حکم ثابت
 ہو گیا کہ تقویٰ الایمانی حکم سے یہ سب مشرک ہیں کیونکہ یہ شرک کہانے والا اللہ
 واحد لا شریک ہے کرنے والے اس کے انبیاء علیہم السلام ہیں۔ ان
 آیتوں پر ایمان لانے والے تمام مومنین اور کل فرشتے یہی لہذا دیوبندیوں کے
 نزدیک سبھی مشرک ہوتے۔ ان کے نزدیک قرآن مجید اور اس کے ماننے
 والوں کی بس یہی شان ہے۔

دیوبندی رہبر نے جو ص ۸۱ تا ۸۳ سرخیاں قائم کی ہیں، رضا خانی مذہب میں رسول کی شان، رضا خانی مذہب اور قرآن کی شان، رضا خانی مذہب میں ملائکہ الرحمن کی شان، رضا خانی مذہب اور ایمانیات۔ یہ اس عداوت کی سرخی کا اثر ہے جس نے انصاف کی آنکھ کو بند کر کے بینائی قطعاً سلب کر دی ہے ورنہ ذرا بھی انصاف ہوتا تو اس تکلیف کی ہرگز حاجت نہ تھی۔ کیونکہ اسماعیلی شرک اور قرآنی آیتوں کے ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی اسماعیل کے نزدیک اللہ عزوجل، انبیاء علیہم السلام، تمام مومنین، کل فرشتے مشرک ہی ہیں۔

مسلمان جانتے ہیں کہ جرائم شرعیہ میں سب سے بڑا جرم شرک ہے مسلمان کو مشرک کہنے سے بڑھ کر کوئی گالی نہیں۔ چہ جائیکہ فرشتوں کو مشرک کہنا۔ انبیاء علیہم السلام کو مشرک کہنا اللہ عز و جل کو مشرک کہنا، یہ کتنا بڑا شدید جرم اور کسی آیت سے سخت گالی ہے۔ اب اگر یہ اسماعیلی حکم دیوبندیوں کے نزدیک بھی جبراً ہے تو اس کے مجرم مولوی اسماعیل ہی ہیں۔ لہذا اس کی جو سزا ہو انہیں کو دے پانیئے۔ مگر حیرت ہے کہ دیوبندی رہبر مولوی اسماعیل کو تو بایں جرم

جہنم میں پھونکا جائیں۔ علمبردار توحید مانیں اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو گالیاں دیں ان پر تبرا کریں۔ انصاف کا دشمن دیانت کا باغی اور کسے کہتے ہیں۔

اس نہایت کا کہیں ٹھکانا ہے کفریات مولوی
دیوبندی شیطنیت | اسماعیل بکین، خدا اور رسول کو گالیاں دے دیں۔

قرآن مجید سے جنگ وہ کریں مگر دیوبندی رہبر مجرم عائد کریں۔ اعلیٰ حضرت اور علمائے اہل سنت پر رہبر صاحب نے آنحضرت انسان می کند بوزینہ نیز کے ماتحت یہ سرخی قائم کی ہے۔ بانی رضا خانیت اور اس کی امت کا اقراری کفر متاع المہدید مد یعنی اعلیٰ حضرت اور علمائے اہل سنت کا اقراری کفر ثابت کرتے ہیں اور ٹمک یوں طعنتیں کرتے ہیں کہ

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے الکوکتبہ الشہابیہ میں مولوی اسماعیل دہلوی کو اللہ و رسول کی شان میں گستاخی کرنے والا گالیاں دینے والا وغیرہ لکھا مگر مولوی اسماعیل کے ان کفریات مذکورہ کے باوجود ان کو کافر کہنا خلاف اعتیاد کہا، اب خود خاں صاحب کے منہ سے سینے کہ ایسے شخص کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ خاں صاحب موصوف تہید ایمان ص ۲۷ پر فرماتے ہیں۔ شفا شریف و برازیہ فتاویٰ خیرہ وغیرہ میں ہے۔ تمام امت کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ متاع المہدید مفضا ص ۸۳ و ۸۴ اس ٹمک بندی کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ خاں صاحب خود اور بقلم خود ڈبل کافر ہیں اور اب جو ان کے کفر میں شک کرے بھی ایسا ہی کا ہے۔ انتہی مفضا ص ۸۴

رہبر صاحب کی اس ساری ٹمک بندی کا خلاصہ یہ ہے کہ باوجود ان کفریات کے مولوی اسماعیل کی تائید سے اعلیٰ حضرت کا اقراری کفر ہے۔

عداوت کا برا ہو جس نے دیوبندی رہبر کو اندھا کر دیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی اس کمال احتیاط کو عیب سمجھا اور جہالت کی خرابی ہو کہ کفر فقہی و کفر کلامی میں فرق نہ سمجھا۔ فاضل بریلوی نے اسماعیل کے سینکڑوں کفریات فقہی شمار کرائے لیکن مقام تکفیر میں انتہائی احتیاط برتی کہ متکلمین محتاطین کا مسلک اختیار فرمایا کہ اسماعیل کے اقوال خبیثہ ملعونہ میں خفیف سے خفیف اور ضعیف سے ضعیف احتمال اور بعید سے بعید تر بھی ایمان کا پہلو نکل سکا تو اس کا فائدہ مجرم کو دیا اور اسماعیل جیسے مجرم کی تکفیر سے زبان و قلم کو روکا اس سے دیوبندیوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے تھی اور سمجھنا چاہیے تھا کہ ایسا ممتاز مفتی جس کے کفر کا فتوے دے گا وہ یقیناً ایسا کافر ہوگا جس کے قول میں کوئی ضعیف و بعید تر بھی ایمانی پہلو نہ نکل سکے گا۔ لہذا فتاویٰ گنگوہی کے کفر پر دیوبندیوں کو ایمان لانا چاہیے تھا۔ یقین کرنا چاہیے تھا کہ فتاویٰ گنگوہی وغیرہ کے اقوال کفریہ ملعونہ میں اگر ضعیف تر اور بعید تر بھی احتمال ایسا نکل سکتا جو ان کو کفر سے بچا سکتا تو حاشا وکلا اعلیٰ حضرت جیسی محتاط شخصیت کا مفتی برگزیدہ ان کی تکفیر نہ کرتا۔

کفر کلامی اور کفر فقہی کا فرق | کسی قول کا اگر ظاہر کفر ہے۔ اگرچہ کسی تاویل بعید سے صحیح معنی بن سکتے ہوں

مگر جمہور فقہاء کے نزدیک یہ قول کفر اور اس کا قائل کافر ہے کیونکہ ان کے نزدیک تاویل بعید معتبر نہیں مگر متکلمین تا دقتیکہ اس قائل کی مراد نہ معلوم؟ حکم کفر نہ کریں گے۔ البتہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس قائل نے وہی ظاہری کفری معنی مراد لیے ہیں تو متکلمین بھی اسے کافر کہیں گے مثلاً ایک شخص نے کہا کہ کافر دوزخ میں نہیں جائے گا۔ یہ قول بظاہر کفر ہے۔ قرآن مجید کے خلاف ہے۔ بہت سی آیتوں سے ثابت ہے کہ کفار دوزخ میں جائیں گے

اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے لہذا فقہا کرام اس قائل پر کفر کا حکم دیں گے اور ایسا شخص جمہور فقہاء کے نزدیک کافر ہوگا مگر اس قول میں ایک بعید پہلو نکلتا ہے اور صحیح معنی بن سکتے ہیں کافر دوزخ میں نہیں جائے گا یعنی جس وقت دوزخ میں جائے گا مگر نہ ہوگا اس لئے کہ مرتے وقت جب حجاب اٹھ جاتے ہیں اور غیب شہادت ہو جاتا ہے تو کافر بھی ایمان قاتا ہے اگرچہ وہ ایمان معتبر نہیں لہذا قول مذکور کا یہ پہلو قرآن مجید کے خلاف نہیں اس لئے کفر نہیں لہذا متکلمین اس کے قائل پر حکم کفر نہ کریں گے لیکن اس قول کو بڑا ہی کہیں گے اور قائل کو اس سے روکیں گے اور اگر معلوم ہو جائے گا کہ اس قائل نے یہی ظاہری معنی مراد لئے ہیں جو قرآن مجید کے خلاف ہیں تو متکلمین متاثرین بھی اسے کافر ہی کہیں گے کیونکہ اب یہ کفر التزامی ہے اور اس کے قائل کے کفر میں قطعاً کوئی شبہ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ فقہائے کرام ظاہری پہلو کفر پر نظر کر کے حکم کفر دیتے ہیں اور آویل بعید نہیں سننے اور متکلمین اس کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے اگر ضعیف سے ضعیف احتمال بھی صحیح نکل سکتا ہے تو کفر کا حکم نہیں کرتے یعنی کفر کلامی وہ ہے جس میں قطعاً کوئی شبہ نہ رہے شبہ خواہ کلام میں ہو یا متکلم میں یا متکلم میں کلام میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ کلام کفری معنی کے علاوہ بھی دوسرے معنی کا صحیح احتمال رکھتا ہے اگرچہ وہ احتمال بعید ہو۔

متکلم میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ قول اگرچہ قطعاً کفر ہے مگر اس قول کی نسبت اس متکلم کی طرف قطعی نہیں یعنی یہ شبہ ہے کہ شاید یہ قول اس کا نہ ہو متکلم میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ اگرچہ یہ قول قطعاً کفر ہے اور نسبت بھی صحیح ہے اسی کا قول ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ متکلم نے اس سے توبہ

کر لی ہے مگر توبہ کا ثبوت قطعی نہیں۔
ان تینوں اقسام میں سے ہر شبہ کی بنا پر متکلمین اس قائل کی تکفیر سے احتیاط کرتے ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے سکوت کی وجوہات

یہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کے کفریات خفیہ طعوز کے متکلم اور کلام میں شبہ ہے کلام میں شبہ یوں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے دریائے علم کی وسعت نظر میں کوئی ضعیف تر احتمال اور بعید تر پہلو صحیح نکلا۔ اور یہ معلوم نہیں کہ مولوی اسماعیل نے یہی ظاہری کفری پہلو مراد لیا ہے لہذا اس شبہ کی بنا پر کہ شاید مولوی اسماعیل کی مراد وہی بعید احتمال ہو۔ اعلیٰ حضرت نے احتیاطاً اسماعیل کی تکفیر سے سکوت فرمایا۔

فائدہ اس شبہ سے کہ مولوی اسماعیل کے اقوال کفریہ میں کوئی بعید تر پہلو نکل سکتا ہے لہذا یہ اقوال کفر کلامی نہیں اس سے دیوبندی تقویہ ایمان وغیرہ کو عین اسلام ماننے والے خوش نہ ہوں ان کو اس سے کچھ فائدہ نہیں وہ بعید تر احتمال اور ضعیف تر پہلو اعلیٰ حضرت جیسے بحرِ ذخار کی نظر و سیح میں نکل سکے۔ تو تقویۃ الایمان و رسالہ یکروزی وغیرہ کے ماننے والوں کو کیا مفید دیوبندیوں کے بڑوں سے تو اسماعیل کے اقوال کفریہ کی صحیح تاویل ہو ہی نہ سکی بلکہ اسماعیل کے رسالہ یکروزی کی عبارت پر خود دیوبندیوں نے کفر و جہالت کے فتوے دیئے۔ مولوی محمود حسن صاحب سے بے کر مدرسہ دیوبند کے تمام مدرسین نے متحد و زندیق لکھا یہ فتوے ایک رسالہ میں شائع ہو چکے ہیں جس کا نام (دیوبندی مولویوں کا ایمان ہے) لیکن جب معلوم ہوا کہ یہ قول امام الطائفہ کا ہے تو لرزہ بر اندام ہوئے اور

کہا کہ ہائے اپنے امام ہی پر بات صاف کر دیا مگر شخصیت پرستی کا براہو کہ بایں کفریات خبیثہ بھی مولوی اسماعیل کا دامن نہ چھوڑا۔

جب اکابر دیوبند اسماعیل کے کفری قول میں ایسا پیلو نہ نکال سکے تو عوام کا لالچام جہال شغل تو کیا جانیں کیا سمجھیں سب ظاہری کفری پہلو ہی سمجھتے ہیں اور اسی کو امام جانتے ہیں لہذا اگر کسی وجہ سے مولوی اسماعیل کفر سے بچ بھی جائیں تو تقویت الایمان و رسالہ یکر دزی و صراط مستقیم و غیرہ پر ایمان لانے والے تو کفر کی دلدل میں پھنسے ہی رہیں گے اور دوزخ کے گندے ہی بنیں گے۔

پھر مولوی اسماعیل کا بچنا بھی ایک ضعیف شبہ ہی کی بنا پر ہے کہ جمہور فقہا کرام کے نزدیک معتبر نہیں وہ ایسے قائل کو کافر ہی کہتے ہیں متکلمین متعطلین تکفیر سے کف لسان فرماتے ہیں تاہم اس کے قول کو کفر و ضلال ہی کہتے ہیں قائل ان کے نزدیک بھی ضال و مضل گمراہ بدین اور غلطی حسد کی گراہی کا سبب ہے نہ کہ شہید، امام، متقی، ولی کامل، ایسا ویسا ڈبل پیسہ۔

کفر فقہی اور کلامی میں فرق نہ دیوبندی رہبر کی جہالت

ہے اسی جہالت کا ایک شعبہ یہ ہے کہ الکو کتبہ الشہابیہ اور تہبید الایمان میں فرق نہیں جانتے حالانکہ دونوں کتابوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

تہبید الایمان کفر کلامی میں ہے اور الکو کتبہ الشہابیہ کفر فقہی میں ہے اس میں مصنف علام نے مولوی اسماعیل کے فقہی کفریات اور ان پر فقہی احکام بیان فرمائے ہیں۔

سوال ہی میں ہے ہمارے فقہائے کرام پیشوایان مذہب کے نزدیک ان پر اور ان کے پیشوا (مولوی اسماعیل) پر حکم کفر لازم ہے یا نہیں۔ جینا وجودا

الکو کتبہ الشہابیہ ص ۷۔

جواب کے شروع ہی میں ہے بلاشبہ وہابیہ اور ان کے پیشوا پر بوجہ کثرت قطعاً یقیناً کفر لازم اور حسب تصریحات جامعہ فقہا کرام ان پر حکم کفر ثابت۔
الکو کتبہ الشہابیہ ص ۷۔

اخیر میں ص ۷۲ پر ہے فرقہ وہابیہ اور اس کے امام (مولوی اسماعیل) بلاشبہ جامعہ فقہا کی تصریحات پر کافر اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں کفار سے کف لسان ناخود مختار و مرضی و مناسب واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم غرضیکہ اول سے اخیر تک ساری کتاب کفر فقہی میں ہے۔ اسماعیل پر فقہی کفریات حائد ہیں۔ جمہور فقہا کے نزدیک مولوی اسماعیل کافر۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے متکلمین متعطلین کا مسلک اختیار کیا اور اسماعیل کی تکفیر سے سکوت فرمایا اس میں نہ کوئی تعارض ہے نہ تناقض۔ صح الروض میں ہے۔ عدم التکفیر مذہب المتکلمین والتکفیر مذہب الفقہاء من لا یتحد القائل بالنقیضین من لا یفید یعنی کفر فقہی پر تکفیر نہ کرنا متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر کرنا فقہا کا مذہب ہے۔ پس جو شخص فقہا کے مسلک پر تکفیر بیان کرے اور خود احتیاطاً متکلمین کا مسلک اختیار کرے اور تکفیر نہ کرے۔ ایس میں کوئی خرابی نہیں۔

یہ دیوبندی رہبر کی کوری جہالت کا اندھیر ہے کہ الکو کتبہ الشہابیہ اور تہبید الایمان میں تعارض سمجھ کر اپنی مقاصد کے ۸۵ پر اعتراض کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ الکو کتبہ الشہابیہ میں اعلیٰ حضرت نے مولوی اسماعیل کی عبارتوں کو معافی کفریہ میں صاف و صریح کہا اور تہبید الایمان میں فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل مقبول نہیں۔ پھر مولوی اسماعیل کے اقوال کفریہ میں تاویل کیسی ہو سکتی ہے۔ مقاصد ملخصاً ص ۸۵۔

دیوبندی رہبر کا یہ اعتراض اسی جہالت کی تاریکی ہے کہ کفر فقہی اور کلامی میں فرق معلوم نہیں۔ لکن کتبہ الشہابیہ جب کہ کفر فقہی میں ہے اور اس میں اصطلاح فقہاء پر کلام کیا گیا ہے تو اس میں صاف مرتج کے وہی معنی ہوں گے جو فقہاء کے نزدیک ہیں۔ مرتج کنا یہ کا مقابل ہے اس کو ظہور کا فی ہے۔ احتمال کی نفی ضروری نہیں۔ ہدایہ میں ہے۔ انت طالق، لا یفقر الی النیت لانہ صریح فیہ لغلبة الاستعمال دونوی الطلاق عن وثاق لم یدین فی القضاء لامنه خلاف الظاهر ویدین فیہا بدینہ دبین اللہ تعالیٰ لانہ نوی ما یحتملہ۔ یعنی انت طالق وقوع طلاق میں نیت کا محتاج نہیں کیونکہ بوجہ غلبہ استعمال کے مرتج ہے اور اگر لفظ طلاق سے بندش کھولنے کی نیت کی توقضا معتبر نہ ہوگی کیونکہ ظاہر کے خلاف ہے اور عند اللہ معتبر ہوگی۔ اس لئے کہ اس معنی کی نیت کی ہے جس کا لفظ میں احتمال ہے۔ صاحب ہدایہ کی تصریح سے دو امر ظاہر ہوئے اول یہ کہ مرتج وہ لفظ ہے جس کے معنی ظاہر ہوں اگرچہ وہ دو سکھ خفی معنی کا احتمال رکھتا ہو۔ دوسرے یہ کہ فقہاء اسی ظاہری معنی پر حکم کرتے ہیں۔ احتمال بعید ان کے نزدیک معتبر نہیں لہذا لکھتے الشہابیہ میں اسماعیل کے اقوال کفریہ کے متعلق جس قدر لفظ صاف مرتج و عزیزہ وار دہوتے ان کا مطلب یہی ہے کہ یہ عبارتیں معانی کفریہ میں صاف ظاہر ہیں اگرچہ دوسرا احتمال بھی بعید اور خلاف ظاہر ہو مگر وہ چونکہ عند الفقہاء معتبر نہیں لہذا فقہائے کے نزدیک مولوی اسماعیل کا فہرہی ہیں۔

تمہید الایمان۔ چونکہ کفر کلامی میں ہے اس میں کلام متکلمین کی اصطلاح پر ہے لہذا اس میں مرتج بمعنی متعین ہے یعنی کفری معنی ایسے متعین ہیں کہ کوئی بعید احتمال بھی صحیح نہیں نکل سکتا۔ لہذا اس میں اگر تاویل کی جائے گی تو غلط اور متعذر ہوگی اور یہ تاویل متکلمین کے نزدیک بھی مردود ہے۔

تمہید الایمان میں مرتج کے معنی یہ ہوتے کہ وہ کفری معنی میں متعین ہے اور تاویل بعید بلکہ البعد بھی صحیح نہیں ہو سکتی اور لکھتے الشہابیہ کی یہ عبارت کہ اس کلمی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں چونکہ مسلک فقہاء پر ہے اور فقہاء کے نزدیک تاویل بعید معتبر نہیں لہذا تاویل قریب نفی ہے اور صاف مطلب یہ ہے کہ اسماعیل کی اس کفری عبارت میں فقہاء کے نزدیک کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں لہذا اگر متکلمین کے نزدیک کوئی بعید تاویل ہو سکے تو وہ اس کے معارض نہیں تمہید الایمان کے کفر کلامی کی اصطلاح کو لکھتے الشہابیہ کے کفر فقہی سے روٹنا یہ دیوبندی رہبر کی نری عداوت نہیں تو کوری جہالت ضرور ہے۔

گرفتن مراتب نہ کنی زندیقی۔

اس مختصر گزارش سے بفضلہ تعالیٰ آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ لکھتے الشہابیہ میں مولوی اسماعیل کے اقوال ہمیشہ ملعونہ پر فقہی کفریات عامہ جمہور فقہاء کے نزدیک مولوی اسماعیل کا فزاعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی وسعت نظر میں کوئی بعید سے بعید پہلو نکل سکا جس کی بنا پر مولوی اسماعیل کی تکفیر سے کف لسان فرمایا اس کو غلط اور جھوٹ کہنا اور اقراری کفر بتانا دیوبندی رہبر کی حیا سوز ایمان داری اور تاریک جہالت کا اندھیرا ہے۔

مولوی اسماعیل کی تکفیر سے سکوت کی دوسری وجہ جس طرح کسی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح تکفیر سے سکوت کی بھی مختلف وجہ ہو سکتی ہیں۔ مثلاً قتازی صاحب نے اپنی حفظ الایمان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترمیم کی۔ اس وجہ سے قتازی صاحب کا فہرہوتے یہ ان کے کفر کی ایک وجہ ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ انبیسی گنگوہی صاحبان نے اپنی براہین قاطعہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترمیم کی اور قتازی صاحب نے اس ترمیم

رسول پر مطلع ہو کر بھی گنگوہی صاحب کو اپنا پیشوا ہی مانا لہذا اس وجہ سے بھی
تقلاوی صاحب کافر ہوئے۔

علی ہذا القیاس تکفیر سے سکوت کی بھی مختلف وجہ ہو سکتی ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے سکوت کی ایک وجہ تو اور پر گذری دوسری
وجہ یہ ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کے اقوال کفریہ خبیثہ سے ان کی توبہ مشہور
ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ بموجب حصہ اول ص ۱۳۱ پر مولوی رشید احمد گنگوہی کا
مستغنی لکھا ہے۔ ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے

اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل فقویۃ الایمان
سے توبہ کی ہے۔ گنگوہی صاحب نے اس شہرت توبہ کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ

شہرت توبہ کو شہرت کا ذبہ ٹھہرایا۔ چنانچہ ص ۱۳۲ پر لکھتے ہیں توبہ کرنا ان کا بعض
مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا ہے۔ جب گنگوہی صاحب خود مانتے ہیں کہ

بعینوں نے مولوی اسماعیل پر افترا کر کے یہ شہرت دے دی ہے کہ انہوں نے
اپنے کفریات سے توبہ کر لی تھی تو شہرت حاصل ہو گئی۔ اب اس شہرت توبہ کی

موجودگی میں احتیاط یہی ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے احتیاطاً کتب
لسان کیا جائے مگر ان کے اقوال کفریہ خبیثہ ملعونہ کو کفر و ضلال ہی کہا جائے گا

اعلیٰ حضرت و علما اہل سنت نے یہی کیا کہ ان اقوال کفریہ کو کفر و ضلال کہا اور
شہرت توبہ کے شبہ کی بنا پر مولوی اسماعیل کی تکفیر سے کتب لسان فرمایا۔ یہ

دوسری وجہ بھی تکفیر سے سکوت کے لئے کافی اور نہایت معقول ہے اس کو
جاہلانہ تاویل بتانا دیوبندی رہبر کی سخت جہالت اور نری عداوت ہے۔

کاش تقلاوی صاحب بھی اپنے کفریات سے توبہ کر لیتے یا کم از کم
دیوبندی ان کی توبہ مشہور کر دیتے تو اعلیٰ حضرت یا علماء اہل سنت ہرگز ہرگز

تقلاوی صاحب کی تکفیر نہ کرتے مگر وہ تو اپنے تقان پر ایسے جیسے اور اپنے

کفر پر ایسے اڑے کہ از تقان نمی جنبند۔ اور دیوبندی اسی حالت میں ان پر
ایسے چڑھے کہ دامن نہیں چھوڑتے۔ مدہ ہے کہ تقلاوی صاحب کا کفر پڑھتے ہیں
بیداری میں ان پر درود بھیجتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

دیوبندیوں کا ایک دھوکہ | دیوبندی چونکہ خداوند قدوس کو

بالا مکان جھوٹا مانتے ہیں اس لئے کہ
کذب و افترا کو اپنی روحانی غذا جانتے ہیں نیز علما اہل سنت پر بفضلہ تعالیٰ

کسی اعتراض کی گنجائش ہی نہیں اسی لئے دھوکہ بازی افترا پر دازی کے
سوا چارہ ہی کیا۔ اس لئے دیوبندی رہبر نے یہاں بھی اپنے نامہ اعمال کی

طرح کئی درق سیاہ کیے ہیں اپنی مقاصد کے مشہور پر یہ سرخی قائم کی ہے۔
باقی رضا خانیت کا آسمانی مرتبہ اس کے ذیل میں رہبر صاحب نے پہلے تو

اپنی جہالت کے اندجیر میں ایک پریشان خواب دیکھا جس کی مفصل تعبیر ہم
بیان کر چکے ہیں اس کے بعد لکھا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے انتقال

کے بعد ان کے بعض معتقدین و مریدین نے ایک اشتہار رشید المطالع پریس
دہلی میں چھپوا کر شائع کیا تھا جس میں خان صاحب موصوف کی کچھ نثر منی

کرامتیں لکھی تھیں۔ مقاصد احمیدیہ ص ۵۵۔ اس اشتہار کے حوالہ سے دیوبندی رہبر
نے ص ۵۸ پر تین کرامتیں دیوبندیوں کی تراشیدہ ایل حضرت قدس سرہ العزیز

کی طرف منسوب کر کے مسلمانوں کو بدگمان کرنا چاہا ہے۔
اگرچہ دیوبندی چالبازی میں ابلیس کے بھی استاد ہیں مگر خالص افترا

اور محض فریب کاری کہاں تک چھپ سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد
رسالہ یادگار رضا خاں خاص آپ کے خصائص و فضائل میں شائع ہوا اس کے

علاوہ اور بہت سی کتابیں آپ کے فضائل و مناقب میں لکھی گئیں ان میں
کیوں اس کا تذکرہ نہ ہو۔ یہ کرامتیں شائع ہوں تو اشتہار میں پھر ان معتقدین

مریدین مشہورین کا نام تک ذکر نہ ہو باوجودیکہ اس دوران میں مطبع اہل سنت کمال عروج پر تھا مگر اشتہار شائع ہو تو دیوبندیوں کے وحید المطابع میں۔ لطف یہ کہ اعلیٰ حضرت کے معتقدین مریدین اشتہار شائع کریں اور مسلمانان اہل سنت حتیٰ کہ خود اعلیٰ حضرت کے صاحب زادگان والا شان تک کو اس کی خبر نہ ہو حالانکہ دیوبندی نے پہلے ہی منبر کو آپ کی صاحبزادی صاحبہ کی طرف منسوب کیا ہے ان تمام باتوں سے دیوبندیوں کی فریب کاری ظاہر ہے کہ یہ اشتہار خود دیوبندیوں کا سامنے ہے احمد اور انہیں مکاروں کا تراشیدہ ہے ایسے مکر و فریب سے دیوبندی اپنا پردہ پگینڈا کرتے ہیں۔ اگر دیوبندیوں میں شتم برابر صداقت اور ذرہ برابر بھی حیا ہے تو اس کو ثابت کریں ورنہ لعنة الله علی الکذابين۔ پڑھ پڑھ کہ اپنے سینوں پر دم کریں۔

دیوبندیوں کی ایک دھاندلی
دیوبندی رہبر نے منبر پر
میں جناب مولانا حسین رضا خاں
صاحب کی اس عبارت پر جو دھایا شریف کے ص ۲۴ پر ہے یہ اعتراض کیا
ہے کہ رضا خانیوں کے نزدیک مولوی احمد رضا خاں صاحب کا مرتبہ شاید
رسول کے برابر ہو گا کہ ان کو دیکھنے کے بعد صحابہ کے دیدار کا بھی شوق کم ہو گیا
مقام ص ۸۹۔

وہ عبارت یہ ہے زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام
کو یہ کہتے سنا کہ ان کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی
زیارت کا شوق کم ہو گیا۔

اس عبارت کے متعلق حضرت مولانا حسین رضا خاں صاحب مدظلہ
سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ ایک دیوبندی کی دجالی کاتیبہ ہے
وجہ یہ ہے کہ اس کا کاتب دیوبندی تھا کہ اس کی بددینی ظاہر ہونے پر

اس کو نکال گیا اور اہم کاموں میں میری مصروفیت کے سبب رسالہ میری تصحیح
کے بغیر شائع ہو گیا اصل عبارت یہ تھی۔ زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے
بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف آ گیا۔ یعنی اعلیٰ حضرت
قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زہد و تقویٰ کے مکمل نمونہ تھے۔ اس
عبارت کو اس دیوبندی کاتب نے تحریف کر کے لکھ دیا۔ مگر چونکہ میری
غفلت دہے تو جی بھی اس میں شامل ہے اس لیے میں غالفوں کا احسان
مانتا ہوں کہ انہوں نے اس عبارت پر مجھے مطلع کر دیا۔ ع
عدد شود سبب خیر گرسند انخواہد

اپنی غفلت سے توبہ کرتا ہوں اور سنی مسلمانوں کو اعلان کرتا ہوں کہ دھایا
شریف ص ۲۴ میں اس عبارت مذکورہ بالا کو لکھیں۔ طبع آئندہ میں انشاء اللہ تعالیٰ
اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔ قہر حسن دہندی میں اس کی تفصیل شائع ہو
چکی ہے۔

دیوبندیوں کا ان کھولویہ ہے علماء اہل سنت کی حقانیت کو ذرا سی غفلت
سے بھی توبہ کرتے ہیں اور عبارت کی تصحیح کا اعلان کرتے ہیں تمہارے گرد
لنگوہی خالوی کی طرح نہیں کہ وہ اپنے اپنے کفریات پر ایسے اٹھسے کہ از
جانی جنبد اور عار پر ناکو اختیار کیا۔

دیوبندی رہبر کی پانچویں فریب کاری
منبر میں دیوبندی رہبر
لکھتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں

صاحب اپنے ایک پر جانی برکات احمد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب ان
کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو
محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۃ النور کے قریب پائی تھی۔ اس پر دیوبندی رہبر یہ

یہ اعتراض کرتے ہیں۔

پیر بھائی کی قبر میں تو رسول اللہ کے روضۂ اقدس کی سی بلکہ بالکل وہی خوشبو محسوس ہوتی اور خود پیر صاحب کی قبر کا واللہ اعلم کیا حال ہوگا۔ متاع الحدید ص ۸۱۔ دیوبندی کے اعتراض کا منشاء یہ ہے کہ اپنے پیر بھائی کی قبر کو حضور کے روضۂ اقدس کے برابر کر دیا تو پیر صاحب کی قبر ضرور بڑھ کر رہ گئی۔

اس اعتراض کی بنا اس دیوبندی کفری عقیدہ پر ہے (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرگ مٹی میں مل گئے اس صورت میں جب کسی قبر سے وہ خوشبو آئے گی تو وہ حضور کی خوشبو نہ ہوگی بلکہ اسی قبر کی خوشبو ہوگی مگر مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ حبیب کبریا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جسمانی حیات سے زندہ ہیں اور عالم میں تعریف فرماتے ہیں جہاں تشریف لے جانا چاہیں جاسکتے ہیں اگر وہ اپنے کسی غلام پر کرم فرمائیں تو اس کی قبر میں تشریف لاکر نوازیں۔ لہذا جب مولوی برکات احمد صاحب کی قبر سے وہ خوشبو آئی تو معلوم ہوا کہ اس آفت کے کریم نے اپنے اس غلام کو تشریف آوری سے سرفرازا۔ لہذا وہ خوشبو حضور ہی کی خوشبو ہے مگر دیوبندی اپنے عقیدے سے مجبور ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ حضور مرگ مٹی میں مل گئے۔ اس وجہ سے اعتراض کرتے ہیں لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

مگر اس دیوبندی عقیدہ کو لے کر اعلیٰ حضرت پر اعتراض دیوبندی کی فزیب کاری ہے۔

دیوبندی رہبر کی چھٹی جہالت | دیوبندی نے اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کر کے کھٹا۔ آگے چل کر اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں ۵۔ ان کے انتقال کے بعد مولوی سید احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف

ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لے جاتے ہیں، عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ مبارک میں نے پڑھایا۔

اللہ اکبر! جس نماز میں امام الاولین والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شریک ہوں۔ اس کی امامت بریلی کے یہ خاں صاحب فرمائیں۔ متاع الحدید ص ۸۹۔

دیوبندی کے اعتراض کا اصل منشاء یہ ہے کہ جب جنازہ اعلیٰ حضرت نے پڑھایا اور حضور اس میں شریک ہوئے تو حضور مقتدی ہوئے اور اعلیٰ حضرت حضور کے امام بنے۔

یہ اعتراض دیوبندیوں کی جہالت اور ان کے کفری عقیدہ کی بنا پر ہے دیوبندی چونکہ حضور کو اپنی ہی مثل سمجھتے ہیں، اس لئے اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں کہ جیسے ہم کسی نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ تو اس امام کے مقتدی ہی ہو کر شریک ہوتے ہیں۔ لہذا جب حضور اس نماز جنازہ میں شریک ہوئے تو مقتدی ہی بنے۔ یہ تو دیوبندی عقیدہ کا قیاس ہے۔ مگر مسلمان جانتے ہیں کہ حضور اپنی ہر صفت میں بے مثل ہیں حضور کی وہ شان ہے کہ حضور کے تشریف لانے پر امام بھی حضور کا مقتدی ہو جاتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے جماعت ہو رہی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ہیں حضور میں۔ عین حالت نماز میں حضور تشریف لائے اور حضرت صدیق اکبر کے پہلو میں بیٹھ گئے حضور امام ہو گئے اور حضرت صدیق آپ کے مقتدی بن گئے۔ حدیث کے مبارک الفاظ یہ ہیں۔ یقتدی ابو بکر بصلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس مقتدون بصلوۃ ابی بکر۔ بخاری شریف ص ۱۱۔

یعنی ابو بکر صدیق نماز میں حضور کی اقتدا کرتے تھے اور لوگ ابو بکر صدیق

کی اقتدار کے سے لہذا حدیث کی روشنی میں ملفوظات کی عبارت کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز اگر پہ ظاہر میں امام تھے مگر اصل ذہنی امام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے لہذا اعلیٰ حضرت حضور کے مقتدی ہوئے اور حضور ان کے امام بنے اس پر اعتراض دیوبندیوں کی جہالت اور بد عقیدگی کا ثبوت ہے۔

دیوبندی حضور کو اپنا مقتدی بناتے ہیں | دیوبندیو! جب تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کسی نماز میں شریک ہوں تو آپ اس ظاہری امام کے مقتدی ہوتے ہیں تو اب ذرا آنکھ کھول کر تذکرۃ الخلیل تو پڑھو۔

شیخ سید کرونی کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ ہیں اور ایک عالم ہندی غلیل احمد نام کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے جنازہ کی شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ تذکرۃ الخلیل ص ۳۴ مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی۔

دیوبندیو! تم نے اپنے جس عقیدہ کی بنا پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کیا ہے اپنے ٹیکک اسی عقیدہ اور ایمان سے کہنا کہ جب تمہارے اس اعتراض پر خواب کی بنا پر مولوی غلیل احمد صاحب کی نماز جنازہ میں حضور نے شرکت فرمائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے دیوبندی امام کے مقتدی ہوئے یا نہیں اور تم یہ خواب دیکھ کر کافر و مرتد ہوئے یا نہیں بولو ہوئے اور ضرور ہوئے۔

دیوبندیوں کے نزدیک کسی کی امداد کرنا حاجت بر آری کرنا مشکل میں کام آنا مصیبت دہلا دینا دفع کرنا یہ سب امور حسد کے ساتھ خاص ہیں۔ خداوند کریم نے کسی کو یہ طاقت نہیں دی جو کسی کے کام آسکے، امداد کر سکے، مشکل میں کام آسکے مصیبت دہلا دینا کر سکے۔ دیوبندی دھرم میں امور مذکورہ بالا کا مخلوق کے لئے عطا ہونا

مال ہے۔ جسے تو دیوبندی رہبر نے منہ پر سرخی قائم کی ہے۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور حسدائی اختیارات اس میں مدائح اعلیٰ حضرت کے ان اشارے اعتراض کیا ہے جن میں شاعر نے اپنے کو گدا اور اعلیٰ حضرت کو شاہ۔ اور باوندہ تعالیٰ حاجت روا مشکل کشا۔ بلا دفع کرنے والا لکھا ہے۔

اہل سنت کے نزدیک اولیائے کرام و صوفیائے عظام باوندہ تعالیٰ ہر مصیبت میں کام آتے ہیں۔ بلا میں دفع فرماتے ہیں۔ مشکلیں حل کرتے ہیں، خداوند کریم نے انکو یہ قدرت عطا فرمائی ہے اس پر دلائل قاطعہ قائم ہیں۔

لہذا مدائح کے ان اشعار سے اہل سنت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ یہ دیوبندی رہبر کی جہالت ہے کہ مذہب اہل سنت سے نا بلدی ہیں۔ اور اپنا دیوبندی عقیدہ سے کہ سینوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ اعتراض ہرگز نہیں بلکہ رہبر صاحب کی دجال ہے۔ دیوبندی عقیدہ سے تو دیوبندی ہی پر اعتراض ہو سکتا ہے اور وہ یوں ہے سنو۔

گنگوہی صاحب کے اختیارات | تقویت الایمان میں سے اس کی سلطنت میں کسی کی قدرت نہیں سوچوئی چیز بھی اسی سے دیکھنا چاہیئے کیونکہ اور کوئی نہ چھوٹی چیز دے سکتا ہے نہ بڑی۔ تقویت الایمان ص ۲۰۔

جب کہ دیوبندی مذہب میں مشکل میں کام آنا حاجت روائی کرنا ہر چھوٹی بڑی چیز دینا اللہ صاحب ہی کے ساتھ خاص ہوا تو اب اس دیوبندی عقیدہ سے مرثیہ گنگوہی صاحب کے اس شعر کا مطلب بتاؤ۔

حوائج دین و دنیا کے کہاں سے بائیں ہم یارب

گیا وہ جسہ حاجات روحانی و جسمانی

اس شعر میں مولوی محمود الحسن صاحب نے اپنے پیر گنگوہی صاحب کو تمام حاجتوں

کا حاجت روا اور تمام مشکلوں کا مشکل کشا بتایا اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کے ہوا کسی کو یہ قدرت و اختیار نہیں تو یقیناً مولوی محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کو خدا مانا یا کم از کم اپنے پرست گوی صاحب کو خدا کی اختیارات دیئے۔ دیوبندی بہر نے ص ۱۱ پر پیر جماعت علی شاہ صاحب کے بعض مریدوں کے اشتہاری اشعار سے اعتراض کیا ہے جن میں پیر صاحب قبلہ کو مشکل کشا، نور ازل کی ضیاء آئینہ ہر ضیاء داغ رنج و بلا، دونوں جہان میں مدد فرمانے والا بادشاہ وغیرہ لکھا ہے۔

اول تو تمام اور غیر معروف لوگوں کے کلام سے اعتراض کرنا ہی دیانت کو جواب دینا ہے۔ کہوں دیوبند صاحب تمہارے شیخ الہند کے کلام پر ادھر تمہارے دیوبندی ہی عقیدہ کی بنا پر براعتراضات میں تو اس کا جواب سنی عوام کے کلام سے وہ بھی اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہو سکتا ہے کیا دیوبندی دھرم میں انصاف اسی کا نام ہے۔

دوسرے اہل سنت کے نزدیک بزرگان دین باذن حق نے مشکلیں حل کرتے ہیں۔ دونوں جہان میں مدد فرماتے ہیں پھر ان پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ پیر کمال آئینہ جمال الہی ہے جس کا ثبوت بہ دلائل قاہرہ ص ۲۵ و ۲۶ میں گزرا۔ پیر صاحب کو اگر نور ازل کا آئینہ کہہ دیا تو تم نے خدا سمجھ لیا۔ تمہارے نزدیک آئینہ ہی خدا ہے۔ یہی تمہارا دین و ایمان ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ وما نقدر الا اللہ حق قدہ۔ انہوں نے خدا کی ہی قدر نہ جانی۔ دیوبندی دھرم میں جب خدائی اختیارات کا یہ عالم ہے تو حقوق رسالت کا کیا پوچھنا۔ تقویتہ ایمان میں تو انبیاء علیہم السلام کو ذرہ ناچیز سے بھی کم تر بنایا ہے مگر اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اقدس شافع مطلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شان رفیعہ ہے کہ آپ کے غلام یعنی اولیاء کرام بھی حضور کے صدق میں دونوں جہان میں مدد فرماتے ہیں۔ نزاع کے وقت، تہر میں منکر و نیکر کے سوال کے وقت، حشر و نشر میں ہر جگہ امداد فرماتے

اور شفاعت کرتے ہیں، علامہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب البریزان شریف میں ص ۱۱ پر اس کی تصریح فرمائی ہے جس کی عبارت ص ۱۱ میں درج ہے۔

لہذا مدارج کے ان اشعار سے جس میں شاعر نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے حشر کی تپش میں استمداد کی ہے۔ اہل سنت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ ہر صاحب کی جہالت ہے کہ دیوبندی عقیدہ کی بنا پر ان کو حقوق رسالت سمجھ کر یہ سرخی قائم کی ہے۔ مولوی احمد رضا خاں اور حقوق رسالت۔ محتاج الحدید ص ۱۱۔

دیوبندی اگر تم کو حقوق رسالت اور اس کے ساتھ توہین رسالت دیکھتے ہیں تو پیر معمر شہر تمہارے شیخ الہند گنگوہی صاحب کی شان میں فرماتے ہیں۔

مرثیہ ص ۱۱ قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں

عید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

میسائے زماں پنج فلک پر چھوڑ کر سب کو

چھپا چاہ مسد میں داسے قسمت ماہ کنگانی

وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت

متی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس سبحانی کو دیکھیں ذری ابن مریم

دیوبندی ذرا آنکھ کھول کر دیکھیں اور کان کھول کر سنیں ان اشعار میں مولوی

محمود حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کے کاسے کاسے بندوں کو یوسف ثانی بنایا۔

اور گنگوہی صاحب کو سیما بنا کر فلک پر بٹھایا اور یوسف بنا کر چاہ محم میں چھپا یا یعنی

عیسیٰ اور یوسف دونوں بنایا۔ گنگوہی صاحب کی موت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کی وفات قرار دیا۔ حدیث کہ گنگوہی کو عیسیٰ بنا کر مردے جلوتے اور حضرت عیسیٰ

سے بڑھا کر زندوں کو مرنے سے بچا لیا اور پھر یہ گنگوہی سبحانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کو دکھائی دیو بسند یو: یہ ہیں حقوق رسالت اور اس کے ہمراہ ترین رسالت یہ تمہارے شیخ الہند نے لکھی صاحب کو عطا فرماتے ہیں تم ہر نماز کے بعد مراقبہ کر کے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے مذہب کی حقیقت پر غور کیا کرو شاید اللہ تعالیٰ تم کو توبہ کی توفیق دے اور کلمہ پڑھ کر کسی مسلمان ہو جاؤ۔

ہم تمہارے شیخ الہند کا کلام پیش کرتے ہیں اس کے مقابلہ میں تم عوام الناس کو کہتے ہو: یہ تمہارے عجز کی تین دلیل ہے۔ عوام نہ خود ذمہ دار ہیں نہ دوسرا کوئی ان کا ذمہ دار کیا تم اپنے شیخ الہند کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہو۔ اگر ایسا ہے تو یہی اعلان کر دو نیز اس سے یہ بات بھی آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو جاتی ہے کہ علماء اہل سنت میں سے کسی کا ایسا کوئی کام ہی نہیں جس پر تمہیں اعتراض کا موقع مل سکے اس لیے بے علم عوام ہی کے کلام سے آڑ پکڑتے اور اپنے گردوں کے کفریات چھپانا چاہتے ہو مگر نہ ان کے مانند آں دامنے کر دے نہ خدا کا عمل ہو۔

دیوبندی رہبر نے مباح کے اس شعر پر

نیکرین آکے مرقد میں جو پھیں گے تو کس کا ہے

ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا

اعتراض کرنے کے لیے یہ سرخی قائم کی ہے۔ نیکرین کے سوال پر رضا خانی امت کا جواب: متابع صلاً۔ یہ اعتراض بھی دیوبندی کی جہالت ہے کیونکہ جب سوال نیکرین کے وقت صوفیائے کرام و ادویا عظام کا مدد فرماتا ہے تو اس وقت ان سے استدعا بھی ثابت۔ اعلیٰ حضرت کا ادب سے نام لینا استدعا کیلئے ہے آپ کی برکت و امداد سے نیکرین کے سوال کا جواب ہسانی ہو اور یہ مشکل آسان ہو دیوبندی رہبر نے اپنی جہالت سے اعلیٰ حضرت کے نام کو نیکرین کے سوال کا جواب سمجھ لیا اس لیے مباح کے شعر پر اعتراض کیا اور لطف یہ ہے کہ دیوبندیوں کی بیخ و بیکار کی خبر ہی نہیں اپنے شیخ الہند کا فرمان سنا ہی نہیں لوستو اور ذرا غور سے سنو۔

حشر میں دیوبندی کیا کہتے پھر میں گے

مولوی محمود حسن صاحب اپنے
قصیدہ مدحیہ کے ص ۱ پر تحریر

فرماتے ہیں:۔

قبر سے اٹھ کے پکاروں جو رشتہ شدہ قاسم
بوسہ دیں لب کو میرے مالک رضوان دونوں

مسلمان تو قبر سے اٹھ کر یا رسول اللہ پکاریں گے، حضور کے دامن کرم میں پناہ میں گئے مگر دیوبندی قبر سے اٹھ کر نہ اللہ کا نام میں گئے نہ رسول کا بلکہ یا عسکری یا ناز تو می کا شور مچاتے اسی کی دہائی دیتے ہوئے قبر سے اٹھیں گے اور اس خرافات پر یہ امید کہ دوزخ اور جنت کے فرشتے منہ چومیں گے۔ لاسول ولا قوۃ الا باللہ

امام برحق احمد رضا سلام علیک

جناب نائب عزلت الوری سلام علیک

الخ مباح کی اس نظم کو شاعر نے اعلیٰ حضرت کے مزار شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا ہے۔ صاحب مزار پر سلام کرنا اسلام علیکم کہنا آداب زیارت سے ہے حدیث میں ارشاد فرمایا جب تم قبر پر جاؤ تو یوں کہو السلام علیک یا اہل القبور من المؤمنین والمؤمنات الحدیث۔ مگر دیوبندی رہبر نے اپنی جہالت اور عداوت میں عرق ہو کر اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ رضا خانی حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح احمد رضا خاں پر بھی سلام پڑھتے ہیں صلاً۔

آداب زیارت اور تعلیم حدیث کے مطابق حاضری و سلام دیوبندی رہبر کا اعتراض اس لیے ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک قبر پر حاضر ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اس قبر کو کوہ طور بنائے اور خود بنے موسیٰ اور زور زور سے بار بار دُوب آربنی دُوب آربنی کی مدد مانگے یعنی اسے میرے رب مجھے اپنا جلوہ دکھا۔ دیکھو تمہارے شیخ الہند لنگوی صاحب کے مزار کی حاضری کا یہی طریقہ بتایا ہے خود اپنی حاضری کی کیفیت

بیان کرتے ہیں ۔

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار اُربنی مری دیکھی بھی نادانی

اگر یہ سوال ہو کہ مولوی محمود حسن صاحب نے ربّ اُرنی کی صدا کے سنائی مخاطب کون
تھا جواب خود شعر میں موجود ہے کہ جس کی تربت انور کو بنایا اسی سے خطاب ہے وہی
مخاطب ہے یعنی گنگوہی صاحب اسی کو ربّ اُرنی سنا رہے ہیں۔ دیوبندیوں کے شیخ
الہند اپنے پیر صاحب ہی سے کہہ رہے ہیں۔ اے میرے رب مجھے اپنا جلوہ
دکھا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے کتوں میں جس کا شمار ہو جائے انشاء اللہ
قلعے اس کی نجات ہے مسلمان اسی لئے یہ نسبت قائم کرتے اور باعث نجات
جانتے ہیں۔ اس سے انکار تو مغرور و متکبر دیوبندیوں کو ہی ہو سکتا ہے۔ دیوبندیوں
نے انبیاء اولیاء سے چونکہ اپنی نسبت منقطع کر لی ہے اس لئے دیوبندی رہبر نے
اس نسبت پر اعتراض کرتے ہوئے یہ سرفخی قائم کی ہے۔ مولوی احمد رضا خاں اور ان
کے کئے۔ متاع العبد ص ۹۳۔ اس کے ماتحت مدارج کے تین شعر نقل کئے ہیں جن میں
شاعر نے اپنے سگ بارگاہ ضوی ظاہر کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ
عبد المصطفیٰ احمد رضا قدس سرہ العزیز چونکہ آقا و مومنے صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے
غلام ہیں حضور کی غلامی ہی میں اپنا خیر سمجھا ہمیشہ اپنے کو عبد المصطفیٰ لکھا لہذا ان
سے نسبت قائم کرنا آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت قائم کرنا ہے اس
لئے شاعر نے یہ نسبت قائم کی ہے۔

دیوبندیوں نے بھی نسبت قائم کی ہے مگر ان سے جنہوں نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی شان پاک میں سفت سحت گستاخیاں کی ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی
نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں اور پالگوں سے تشبیہ دی اور

کہا کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید
و عمر بلکہ ہر جمعی و مثنوی بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے حفظ الایمان مثلاً
جب سے تھانوی صاحب نے شان نبوت میں یہ گستاخی کی دیوبندیوں نے تھانوی
صاحب کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیا اور دیوبندیوں کے نزدیک اس کا وہ مرتبہ
ہے کہ ۔

تھانوی صاحب کے پیر دھوکہ پینا | چنانچہ تذکرۃ الرشید میں
آخرت کی نجات بتاتے ہیں | مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی نے
لکھا ہے۔ واللہ العظیم مولانا تھانوی کے
پیر دھوکہ پینا نجات اخروی کا سبب ہے۔ تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۱۱۳۔

جلا اب دیوبندیوں کو انبیاء اولیاء سے کیا عرض اب تو بس تھانوی کے پیر
دھوکہ پینے۔ نجات ہوئی۔ پتے جاؤ معلوم ہو جائے گا۔ آئے گا۔ ایک دن جس میں تم
پکار پکار کر کہو گے۔

یاد یلتا لیستنی لدا تخذ فلا ناخلیلا۔ ہائے خرابی کاش میں حضور
کے گستاخ کو دوست نہ بناتا۔ مگر اس وقت کی بیچ و پکار بے کار ہے اعلیٰ حضرت
قبلہ فرماتے ہیں ۔

آج سے انکی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اولیائے کمالین سے دیوبندیوں کی عداوت | بزرگان دین و اولیائے
کمالین کے مزارات مقدسہ
کو پھول و چپ اور وغیرہ سے مزین کرنا شرفاً جائز و مستحسن ہے اس سے مسلمانوں کی
نظر میں اولیاء کرام کی عزت و عظمت قائم ہوتی ہے۔ عقیدت و وابستگی بڑھتی ہے
جو فلاح دارین کا سبب ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی

کتاب رد المحتار میں اس کی تصریح فرمائی ہے اگرچہ گمراہ بدین اس کو شرک و بدعت کہتے ہیں۔ دیوبندی رہبر بھی چونکہ انہیں شرک و فحشوں میں سے ہے اس لیے اعلیٰ حضرت قبلہ کے مزار مقدس کی مبارک چادر پر اعتراض کرنے کے لیے یہ سرجی قائم کرتے ہیں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی قبر کی چادر۔ مقام الحدید ص ۹۳۔

اس کے ذیل میں چادر شریف کے جلوس کو ذکر کیا اور جلوس کی نظموں کے شعر لکھے اور بس اس سے زیادہ اعتراض میں کچھ گہر فحشانی نہیں فرمائی مگر یہ معلوم صرف چادر پر اعتراض ہے یا جلوس پر اعتراض ہے یا جلوس میں اشعار پڑھنے پر اعتراض ہے یا تینوں پر اعتراض ہے۔ چادر شریف کا ثبوت تو شامی کے حوالہ سے اوپر گذرا اور حبانہ شریف جب کوئی شرعی جرم نہیں بلکہ مستحسن ہے تو اس کے اعلان میں کیا حرج۔ اس کے لیے قانون مارشل لایکے جاری ہو سکتا ہے پھر جلوس اور جلوس میں اشعار کا پڑھنا کیونکر منع ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اشعار کے مضمون میں بھی کوئی قباحت نہیں۔ دیوبندیوں کی اس شرک و فحش پر حیرت ہے کہ گاندھی اور جواہر لال وغیرہ کے خود جلوس نکالیں ان کی تعریف و توصیف میں بے بے قصیدے پڑھیں۔ گاندھی جی کی جے پکاریں۔ مشرکین کے لیے زندہ باد کے نعرے لگائیں یہاں شرک و بدعت کی سب دکانیں بند کر کے تسکین کے قفل لگا دیں مگر اولیائے کرام کی عزت و عظمت کے جلوس پر اعتراض، ان کی تعریف میں نظم و قصیدہ پر اعتراض یہاں جھٹ پٹ شرک و بدعت کی دکانیں کھول کر سب دیوبندی شرک و فحش کی دھوم مچا دیں۔ یہ دین ہے، یہ مذہب ہے۔ سوائے اس کے کہ اولیاء کرام عداوت، دشمنی ہے ان کی عزت و عظمت کو دیکھ نہیں سکتے اور کیا کہہ جا سکتا ہے۔

اس کے بعد دیوبندی رہبر نے گاگر شریف اور اس کے جلوس پر اعتراض کرنے کے لیے کئی سرخیاں قائم کیں گاگر شریف، گاگر شریف، گاگر شریف

اور ساتھ ہی ساتھ دیوبندی تہذیب کے مطابق بازاری تسخیر سے بھی خوب برکت حاصل کی ہے۔ بغیر ہزلیات اور مسخرات تو دیوبندیوں کو مبارک ہم مسلمانوں کو گاگر شریف کی حقیقت بتانا چاہیے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ کوئی قابل اعتراض شے ہرگز نہیں بلکہ صاحب مزار سے حصول برکت کا ذریعہ ہے۔ گاگر شریف میں کیوڑا د گلاب ہوتا ہے جس سے صاحب عرس کے مزار مقدس کو غسل دیکر بطور تبرک وہ غسل تقسیم کیا جاتا ہے۔ شکر ہوتی ہے جس کا شربت بنا کر صاحب عرس کی روح مقدس کو اس کا ثواب پہنچا کر حاضرین کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ حیرت ہے کہ وہ مزارات مقدسہ جو مورد رحمت الہی اور مبطل الزوار ربانی ہیں ان کا غسل بطور تبرک مینا دیوبندیوں کے نزدیک قابل اعتراض ہو اور مولوی اشرف علی صاحب کے پاؤں دھو کر مینا صرف جائز ہی نہیں بلکہ دوزخ سے بچا کر میدا جنت کو لے جائے۔ یہ تعالویٰ عقیدت اور اولیاء کرام کی عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔

رہبر صاحب پر جب دیوبندی شرافت کا جن سوار ہو تو دیوبندی تہذیب کا پورا مظاہرہ شروع کر دیا اور یہ سرخی قائم کی آقا حجت رجا کے جوار پر ایک گریب رجوں کی درکھا ست۔ مقام الحدید ص ۹۴۔

اس کے ذیل میں یہ ہندی نظم نقل کی۔

پیلے جاموری بھر دے گنگریا۔ اچھے حباموری بھر دے گنگریا
نیچ نہ جائے کہیں موری چنڈریا۔ چھاتی بدیا موری بھر دے گنگریا
بمباری جاؤں پیادوں گلے تیاں۔ بانٹے سپیا موری بھر دے گنگریا
رجوی ہے ٹھاری رجو آس لگائے۔ دور ننگریا، موری بھر دے گنگریا

اس کے بعد ۱۵ پر یہ سرخی قائم کی، ایک اور رجوی جو گنگریا کا لہر ایک ہندی نظم اس کے ذیل میں بھی نقل کر کے اپنی تہذیب و شرافت کے ساتھ ساتھ کتاب کو بھی ختم کر دیا۔ ہندی نظم پر ٹھٹھا و تسخر دیوبندی تہذیب و دیانت، علم و قابلیت کا

ماتم کر رہا ہے۔ یہ دیوبندیوں کی جہالت و حماقت ہے کہ ہندی شاعری کے اصول سے بے خبر ہیں اور پھر اعتراض کرتے ہیں۔ ہندی شاعری میں شاعر اپنے کو مجازاً اپنے محبوب کی کنیز اور اپنے محبوب کو اپنا خاوند و آقا فرض کر کے کلام کرتا ہے ہندی کی ہزاروں لاکھوں نظم اسی اصول پر ہیں۔

مگر آج تک کبھی بھی کسی عاقل کو یہ دہم بھی تو نہ ہوا کہ شاعر اور اس کے ممدوح میں حقیقتہً بی بی و شوہر کے سے تعلقات ہیں۔ اس کی طرف ذہن منتقل ہوا تو دیوبندیوں کا اور کیوں نہ ہو۔ اکابر دیوبند میں باہم یہ تعلقات پہلے ہی سے رہے ہیں ایک دوسرے دیوبندی مولوی کا نکاح ہوتا تھا چنانچہ۔

گنگوہی اور نانوتوی صاحبان کے تعلقات
اور کردار کی ایک جھلک

حوالہ: تذکرۃ الرشید
جلد اول ص ۲۴۵۔ آپ (یعنی
مولوی رشید احمد گنگوہی)

ایک مرتبہ خواب بیان فرمانے لگے کہ مولوی محمد قاسم کو میں نے دیکھا کہ دلہن بنے ہوئے ہیں اور میرا نکاح ان کے ساتھ ہوا۔ پھر خود ہی تعبیر فرمائی کہ آخر ان کے بچوں کی نکاحات کرتا ہی ہوں یہ تو نکاح ہوا ہے مگر جس فائدہ کے لئے نکاح ہوتا ہے وہ بھی تو سینے۔

حوالہ: تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۲۵۹ پر ہے (مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے) ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے سو جس طرح زن و شوہر میں ایک دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔ پھر کہتے ہیں انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توفیق کے ہیں مرید کرایا اور ہم نے حضرت سے سفارش کر کے انہیں مرید کرایا اس عبارت کے بعد یہ تو صحیح اور ہے۔ حکیم محمد صدیق صاحب کاندھلوی نے کہا۔ اَلرَّجُلُ

تَوَّاسُونَ عَلَى النِّسَاءِ (یعنی مرد حاکم ہیں عورتوں پر) آپ نے الہی رشید احمد گنگوہی نے فرمایا ہاں آخر ان کے بچوں کی تربیت کرتا ہی ہوں۔

بہر صاحب آپ نے ہندی نظم پر اعتراض کیا تھا اس کے ساتھ تسخر کے مذاق اڑایا تھا جو آپ کی جہالت کی دلیل تھی۔ ہندی شاعری کے اصول سے ناواقفیت تھی پھر وہ نظمیں حوام الناس کا کلام ہے اگر بالفرض ان میں کوئی مضمون قابل گرفت بھی ہو تو اس سے اعلیٰ حضرت قبلہ اہل سنت پر کیا اعتراض۔ آپ ذرا اپنے اکابرین کے تذکرہ اور وہ حالات ملاحظہ فرمائیے جو انہوں نے خود بیان کئے ہیں وہ نہ کسی غزل میں ہیں نہ نظم میں نہ مجاز میں نہ استعارے۔ صاف صاف اکابر دیوبند کا مرد کا مرد سے نکاح ہوتا ہے اور محض نکاح پر بس نہیں کرتے بلکہ جس فائدے کیلئے نکاح کیا جاتا ہے وہ بھی دل بھر کے حاصل کرتے ہیں۔ خوب عیش اڑاتے ہیں اڑن نکالتے ہیں شاید اسی دیوبندیوں کی سمجھ میں نہ آئے اور کہیں کہ یہ تو خواب کی باتیں ہیں خیالات میں حالانکہ یہ وہی بے داری کے حالات و واقعات ہیں جن میں دن گزرتا تھا۔ رات کو خیالات بن کر خواب میں نظر آتے تھے۔ پھر خود ہی بے داری میں ان کو مجمع عام میں بیان کرتے تھے اسی سے ہر ضعیف مزاج اکابر دیوبند کے پاکیزہ جذبات و خیالات کا اندازہ کر سکتا ہے۔ مگر دیوبندیوں کی تفہیم کے لئے بے داری کا واقعہ بھی پیش کرتا ہوں۔

اکابر دیوبند کے برکات و حسنات، جہالت بے داری مجمع عام میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے باہمی زن و شوہری تعلقات ملاحظہ ہوں۔

حوالہ: مولوی اشرف علی صاحب نانوتوی کی اشرف التبیہہ مطبوعہ بجلی پریس دہلی کے صفحہ پر ہے۔

ایک دفعہ گنگوہی کا نفاقہ میں جمع تھا۔ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید

دش اگر سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ میاں ذرالیٹ جاؤ حضرت نانوتوی کچھ شراب سے گئے مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چٹ لیٹ گئے۔ حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کر دے کر اپنا ہاتھ ان کے سینہ پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو۔ یہ لوگ کیا کہیں گے حضرت نے فرمایا لوگ کہیں گے کہنے دو۔

پیشوائے دیوبند کی خاص کرامت۔

مولوی محمد قاسم صاحب سنی مذاق میں بچوں کے کمر بند کھول دیتے تھے اسی اشرف البقینہ کے منہ پر مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں مولانا (یعنی محمد قاسم صاحب) بچوں سے ہنسنے بولتے بھی تھے اور بھلال الدین صاحبزادہ محمد یعقوب سے جو اس وقت بالکل نیچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی ٹوپی اتارتے کبھی کمر بند کھول دیتے تھے۔ دیوبندیوں کاں کھول کر ہوش سنبھال کر سنو۔ مذاق میں بچوں کے کمر بند کھولنا یہ خواب کی بات تو نہیں ہے یہ مولوی محمد قاسم صاحب کی بیداری ہی کی کرامت ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے جب خانقاہ کے مجمع عام میں نانوتوی صاحب کو چارپائی پر لٹایا اور ان کی طرف کر دے کر ماشقانہ انداز سے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا تو سو تو نہیں رہے تھے

بیدار ہی تھے، خوب یاد رکھنا، نانوتوی تو کچھ کسمائے بھی اور مجمع عام میں اس حرکت سے شرمندہ ہو کر کہا بھی کہ میاں کیا کر رہے ہو لوگ کیا کہیں گے بھر گنگوہی صاحب کو اس کی بھی پرواہ نہ ہوئی وہ برابر اپنا کام کرتے ہی رہے اور یہ جواب دیا لوگ کہیں گے کہنے دو۔ سچ ہے جب آدمی پر جذبات کا غلبہ ہوتا ہے تو اس کو کسی کے کہنے سننے کی ہرگز پرواہ نہیں ہوتی۔ اس وقت شرم و حیا کا

دامن چاک ہو جاتا ہے۔ اکابر دیوبند کے اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں۔ میں اس وقت اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ منصف مزاج اسی سے دیوبندی مذہب کی حقیقت کا اندازہ کر سکتا ہے کہ جن کے ہاتھوں میں دیوبندی مذہب کی نگام ہے ان لوگوں کے جذبات و خیالات یہ ہیں اور دیوبندی مذہب میں۔ یہ اس پائے کے بزرگ مانے جاتے ہیں کہ علمائے دیوبند ان کو قطب العالم، جنید عصر، نعمان دوراں، بخاری زمان، قاسم العلوم والخیرات، رشید الاسلام والمسلمین، حکیم الامت کہتے ہیں۔ ان سے نیچے طبقہ کا کیا پوچھنا حقیقت یہ ہے کہ۔

آدمیاں گم شدند ملک حسد آخر گرفت

دیکھا رہبر صاحب یہ ہے آپ کے مذہب کا آئینہ قلعہ اور سنگین محل جس پر اکڑتے ہوئے آپ نے اپنی کتاب کے ساتھ ساتھ غرنازا کو بھی ختم کر دیا معلوم ہوئی اس کی حقیقت، العذاب الشدید نے بفضلہ تعالیٰ ایک اشارہ میں اس کے ٹکڑے کر دیئے۔ دھویں اڑا دیئے۔ آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن کر دیا کہ دیوبندی مذہب میں حقانیت و صداقت کا نام و نشان بھی نہیں اسکی بنیاد صرف مکاری، حیاری، چالبازی، دھوکہ دہی پر ہے اور ثابت کر دیا کہ المصباح المجید میں جو مطالب علماء دیوبند کی عبارتوں کے بیان کئے گئے ہیں جی و صبح ہیں ان پر پردہ ڈالنے کے لیے جو دیوبندیوں نے مقاصد المہدید لکھی وہ سراسر کذب و افتراء بہتان و تبراہ ہے۔ اس کے سوا اس کی قطعاً کوئی حقیقت نہیں۔ تہ الرد و کمل الامر بحیثۃ ربہ الجلیل و هو حسبی و لغد الوکیل و الصلوۃ والسلام حبیبہ سید المرسلین و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

تمام شد

هر که عشق مصطفی صلی الله علیه و آله سالمان دوست

بحر و بر در گوشت دامن دوست